علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل شدہ امتحانی پرچہ (گیس پیپر) کورس کوڈ : 312

علم التعلیم سطح : ایف اے

سوال نمبر1۔ علم التعلیم اور تعلیم کے مفہوم اور مقاصد بیان کریں نیز روزمرہ زندگی میں تعلیم کا اطلاق واضح کریں۔

جواب۔

ابتدائی دور میں جب کہ انسان تنہا تھا اور وہ اکیلا ماحول کو قابو میں نہیں لا سکتا تھا۔ ماحول کی قوتیں بڑی ظالم تھیں، ان سے نمٹنے کے لیے انسانوں کو یکجا ہونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جب ضرورت کے تحت غیر منظم انسان ایک دوسرے کے قریب آئے تو ان میں تنظیم اور نظم وضبط کے بہت سے مسائل سامنے آئے اور ان مسائل پر قابو پانے کے لیے انہوں نے مختلف طریقے، قاعدے اور رہن سہن کے انداز اختیار کیے۔ اس طرح ایک ثقافت وجود میں آئی۔ اور ہر نسل اس ثقافت کو بہتر انداز میں آگے منتقل کرتی رہی۔ اور یہ انتقال ثقافت تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہوا لہٰذا انسان نے اپنے معاشرے کی ثقافت کو منتقل کرنے کے لیے ایسے ادارے قائم کیے جو تعلیم کا فرض ادا کر سکیں۔ اس ادارے کی ابتداء گھر سے ہوئی جہاں پر ماں باپ کی اہمیت معلم کی سی تھی۔

کاشان اکیڈمی

تعلیم کی اہمیت:

0334-5504551

تعلیم معاشرتی لحاظ سے فرد کی اہم ضرورت بن گئی ہے۔ معاشرہ افراد سے وجود پاتا ہے۔ انہیں بہتر زندگی گزارنے کے لیے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ تعلیم کی بدولت وہ نئے رویے اور مہارتیں سیکھ کر اپنی شخصیت میں تبدیلیاں لاتے ہیں، ان کا مقصد اپنے آپ میں استحکام پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اگر کسی فرد کو تعلیم کی سہولتیں میسر نہ آئیں تو اس کی پوشیدہ صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں۔ جس معاشرے میں تعلیم کا صحیح بندوبست ہوگا وہ اچھا معاشرہ ہوگا۔ گویا کی معاشرے کی تشکیل کے لیے تعلیم ضروری ہے۔ معاشرے میں افراد کی ہم آہنگی، اقداری یکسانیت، موزوں عقائد، دوسروں کے لیے خلوص و محبت کے جذبات، تعلقات میں خوشگواری جیسی خصوصیات سے معاشرہ مستحکم ہوتا ہے۔ لہٰذا تعلیم ذات کے لیے ہی نہیں بلکہ معاشرے کے لیے بھی لازم ہے۔ اسلام کے مطابق تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کا مقدس فرض ہے۔ جنگ بدر کا واقع اسلام میں تعلیم کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جو قیدی دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے گا اس کو رہا کر دیا جائے گا۔ ایک تعلیم یافتہ فرد معاشرے کی ترقی میں زیادہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اور ملک کی ترقی کا انحصار تعلیم یافتہ افراد پر ہے۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

تعلیم اور معاشرتی ادارے:

تعلیم کے لیے کچھ تو باقاعدہ ادارے سکول کالج یونیورسٹیاں قائم کرنے کے علاوہ کچھ ایسے ادارے بھی ہیں جو کہ صرف تعلیمی مقاصد کے لیے نہیں ہوتے بلکہ وہ عملاً تعلیمی مقاصد کے حصول میں معاون ہوتے ہیں۔ ان اداروں میں تعلیم ملنے کے علاوہ تعلیم کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ ان میں گھر، خاندان، مسجد و دیگر معاشرتی ادارے شامل ہیں۔

گھر اور تعلیم: تعلیم وتربیت کا اولین ادارہ گھر ہے۔ بچہ پیدائش سے لے کر پانچ سال کی عمر تک تمام تعلیم وتربیت گھر ہی سے حاصل کرتا ہے۔ یہیں سے وہ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، رہنا سہنا غرضیکہ سب کچھ یہیں سے سیکھتا ہے۔ گویا بچے کی تعلیم وتربیت کی بنیاد گھر سے ہی رکھی جاتی ہے۔ اور یہیں سے وہ شفقت و محبت، ہمدردی اور تعاون کے جذبات سیکھتا ہے۔

گھر کو درج ذیل امور میں مدد دینی چاہیے۔

- پرورش، جسمانی تربیت، کھانے پینے کا بندوبست، حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کرنا۔
- بچے کی عادات واطوار پر نظر رکھنا اور شفقت و محبت سے اس کی تربیت کرنا۔
- تعلیم وتربیت کے ضمن میں مدرسے کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کرانا۔
- بچوں کو محنت اور احساس ذمہ داری کا احساس دلانا۔
- بچوں کو اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے کے مواقع فراہم کرنا تاکہ ان کی معاشرتی تربیت ہو سکے۔
- بچے کی دینی تعلیم کی طرف توجہ مبذول کرانا۔
- بچے میں بڑوں کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آنے کی عادت پیدا کرنا۔
- بچوں میں سچ گوئی سے محبت اور غلط بیانی سے نفرت پیدا کروانا۔

مندرجہ بالا فرائض گھر کی بنیادی ذمہ داریاں ہیں۔ مگر افلاس، جہالت کے باعث بہت کم لوگ اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

گھر اور مدرسہ:

مدرسہ ایک منظّم ادارہ ہے جو کہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ بچوں کو تعلیم دینے کے علاوہ ان کی شخصیت کو نکھارتا ہے۔

بچوں کو مدرسے سے جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ اور وہ استاد کی بات کو حرفِ آخر سمجھتا ہے۔ اس کی معلومات پر اعتماد کرتا ہے۔ مدرسہ اس کی شخصیت پر جو نقوش مرتب کرتا ہے وہ زندگی بھر رہتے ہیں۔ اس لیے مدرسے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس کو مندرجہ ذیل پہلوؤں پر توجہ دینی چاہیے۔

- مختلف علوم وفنون کی مہارت بچوں میں پیدا کرنا اور انہیں معلومات بہم پہنچانا۔
- بچوں میں یہ جذبہ پیدا کرنا کہ وہ اپنے علم پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں تک اس کو پہنچائیں۔
- اپنے دین و مذہب سے عقیدت اور وطن سے محبت پیدا کرنا۔
- بچوں پر انفرادی توجہ دینا تاکہ ہر بچہ اپنی بساط کے مطابق آگے بڑھ سکے۔
- معاشرے کو علم وفضل کی کسوٹی فراہم کرنا، یعنی مدرسے کی دی گئی اسناد سے معاشرہ یہ اندازہ لگا سکے کہ کس سند کا مالک کن صلاحیتوں کا مالک ہے۔ بچوں میں برے بھلے کی تمیز، حق سے محبت اور برائیوں کو مٹانے کا جذبہ پیدا کرنا۔

قریبی ماحول:

کاشان اکیڈمی

بچہ جس جغرافیائی ماحول میں رہتا ہے وہ اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ اس کا اثر بھی قبول کرتا ہے۔ ماحول اگر اچھا ہو تو گھر اور مدرسہ دونوں کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں۔ اس لیے ماحول ایسا ہونا چاہیے جو کہ تعلیم و تربیت کے لیے سازگار ہو۔

معاشرہ:

0334-5504551

بنیادی طور پر انسان اپنے ماحول اور معاشرے کی پیداوار ہوتا ہے۔ معاشرے میں جن چیزوں کا راج ہو افراد ان کو غیر شعوری طور پر اپنا لیتے ہیں۔ معاشرے میں مختلف ادارے ہوتے ہیں۔ جو کہ افراد پر اپنے نقوش ثبت کرتے رہتے ہیں۔ مختلف قسم کی مذہبی، سیاسی جماعتیں، کلب، سوسائٹیاں، سینما، ریڈیو، میلے ٹھیلے، دارالمطالعہ یہ ادارے اگر صحیح بنیادوں پر کام کریں تو افراد کی سیرت وکردار کو سنوارتے ہیں۔ اور معاشرے کو ترقی کی بلندیوں کی طرف لے جانے کا باعث بنتے ہیں۔ معاشرے کا فرض ہے کہ وہ افراد اور اداروں کی سرگرمیوں پر نظر رکھے۔ اچھے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرے اور برے کاموں کی روک تھام کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 2۔ ثقافت کا مفہوم واضح کریں اور بالخصوص پاکستان میں اسلامی ثقافت کے اجزائے ترکیبی کی نشاندہی کریں۔

جواب۔

تعلیم اور ثقافت مل کر ایک فلاحی معاشرے اور تہذیب کو جنم دیتے ہیں دور جدید ہو یا قدیم ثقافت کے مختلف پہلوؤں پر ثقافت کی چھاپ ہوتی ہے۔ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اس کا معاشرہ اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے۔ اس بنیاد پر اس کا حصول ممکن ہوا۔ اس لیے یہاں کے نظامِ تعلیم کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستانی ثقافت کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرے۔ چنانچہ اس سلسلے میں پاکستان کا ثقافتی ورثہ اس کی اقدار کو جاننا ضروری ہے۔

پاکستان کی ثقافت کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:۔

1۔ اسلامی ثقافت

2۔ مقامی ثقافتیں

3۔ انگریزی تعلیم وتہذیب کے اثرات

1۔ اسلامی ثقافت کے اجزاء:

اسلامی ثقافت کے اجزاء درج ذیل ہیں۔

ا۔ تصورِ کائنات:

کائنات کیا ہے اور یہ کیسے وجود میں آئی، انسان کہاں سے آیا، کائنات میں انسان کا مقام کیا ہے، اسلام میں ان تمام سوالوں کے جواب موجود ہیں۔ اور اسلامیات کے مضمون میں یہ تعلیم دے کر اسلامی ثقافت کو محفوظ کیا جاتا ہے۔

۲۔ مقصدِ حیات:

انسان کی پوری زندگی کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ انسان ہر عمل میں یہ جائزہ لے کہ کیا اس عمل میں کوئی ریاکاری تو نہیں ہے۔ یہی مقصدِ حیات تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کو سکھایا جاتا ہے۔

۳۔ ایمانیات: ایمان عقیدہ کا نام ہے۔ اسلامی ثقافت میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، فرشتوں، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں اور آخرت پر ایمان رکھنا ایمانیات ہے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

الف۔ ایمان باللہ: اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ زندگی ، موت ، نفع ، نقصان سب اللہ کے اختیار میں ہے ۔ وہ اپنی ذات ،صفات اور صفات کے تقاضوں میں وحدہ لاشریک ہے

ب۔ ایمان بالملائکہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں اور اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ۔ مثلاً حضرت جبرائیلؑ وحی لانے کا کام کرتے رہے ۔ حضرت اسرافیلؑ روز قیامت صور پھونکیں گے ۔ حضرت میکائیلؑ کے ذمہ بارشوں کی ذمہ داری ہے ۔ جبکہ حضرت عزرائیلؑ کے ذمے لوگوں کی روح قبض کرنے کا ذمہ ہے ۔

ج۔ ایمان بالکتب: یہ ایمان رکھنا کہ تورات ، زبور ، انجیل اور قرآن مجید سب اللہ کی نازل کی ہوئی کتابیں ہیں اور برحق ہیں ۔ چنانچہ تعلیم کے ذریعے اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور ہر آنے والی نسل کو یہ سکھا کر ثقافتی ورثہ محفوظ کر لیا جاتا ہے ۔

د۔ ایمان بالرسل:

یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم الرسل اور سردار الانبیا بنا کر بھیجا ہے ۔ اور تمام نبیوں نے آپؐ کی نبوت کی گواہی دی ہے ۔ اور ان ؐ پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید اور دین اسلام رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے ہے ۔

ر۔ ایمان بالآخرت:

ایمان بالآخرت کا مطلب یہ کہ قیامت کا آنا یقینی ہے ۔ دنیا دارالعمل اور آخرت دارالجزا ہے ۔ قیامت کے دن ہر انسان اللہ کے سامنے جوابدہ ہو گا ۔ جس کے پاس نیک عمل زیادہ ہوں گے وہ جنت میں بھیجا جائے گا اور جس کے پاس اعمال بد ہوں گے وہ جہنم رسید ہو گا ۔ چنانچہ تعلیم کے ذریعے اسلامی ثقافت کے تمام اجزاء طلباء و طالبات کو سکھا کر محفوظ کیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہتا ہے ۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

۴۔ تعلقات:

اسلام میں تعلقات کا ایک منفرد نظام موجود ہے ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد اسلام کی روح ہیں ۔ بلکہ حقوق العباد کی زیادہ تاکید کی گئی ہے ۔ حقوق العباد میں اہل خانہ ، عزیزوں ، رشتہ داروں ، محلے داروں ، دوستوں ، روزمرہ کے معاملات میں ملنے والے لوگوں ، مسکینوں ، یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم ہے ۔ اس کے علاوہ پانچ وقت مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ، ہفتہ میں ایک دفعہ نماز جمعہ کا سلسلہ ، سال میں دو دفعہ نماز عیدین کا اہتمام ، مناسک حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ جانا ، یہ سارا خاکہ اسلام نے پیش کیا ہے ۔ اور پاکستان میں تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیم کے ذریعے اسلامی ثقافت کی حفاظت کی جاتی ہے ۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۵۔ ذخیرہ علم:

پاکستان کی ثقافت میں ذخیرہ علم ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے ۔ قرآن کریم ، حدیث نبوی ، علم فقہ اور اجماع امت مسلمہ میں علم کے بنیادی ذرائع ہیں ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتبین وحی کو سے قرآن کی آیات لکھوا دیتے تھے اور صحابہ کرام کی ایک کثیر تعداد اس کو یاد کر لیتی تھی ۔ صحاح ستہ کی صورت میں احادیث کا بھی ایک وسیع تر ذخیرہ موجود ہے ۔

۶۔ عبادات:

اسلامی ثقافت میں عبادات کا رسمی ڈھانچہ بھی موجود ہے ۔ اسکے پانچ ارکان ہیں ، کلمہ طیبہ ، نماز ، روزہ ، زکوۃ ، حج ۔

کلمہ طیبہ کا اقرار ، دن میں پانچ دفعہ نماز کی ادائیگی ، ماہ رمضان کے روزے اور صاحب نصاب ہونے کی حیثیت سے ڈھائی فی صد زکوۃ کی ادائیگی یہ سب فرائض کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اور اسلامی معاشرے میں باقاعدہ اسلامی تعلیم کے ذریعے ان عبادات کو ادا کرنے کی تلقین کی جاتی ہے ۔

۷۔ رسوم و تہوار:

رسوم و رواج بھی ثقافت کا حصہ ہیں ۔ پیدائش ، موت اور شادی وغیرہ کے موقع پر مختلف رسوم ادا کی جاتی ہیں ۔ اسلامی معاشرے میں پیدائش کے وقت بچے کے کان میں اذان دینا ، بچے کا ختنہ کرنا ، شادی کے موقع پر رسم نکاح ، موت کے موقع پر کفن دفن اور نمازِ جنازہ اسلامی رسوم ہیں ۔

2۔ مقامی ثقافتیں:

اسلام اپنے ماننے والوں کے لیے مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے ۔ تاہم مقامی طور پر جغرافیائی ثقافتوں کے مطابق زندگی گزارنے کی بھی اسلام میں گنجائش موجود ہے ۔ اگرچہ پاکستان کے مختلف صوبوں میں لباس ، رہائش اور بول چال کا لہجہ بظاہر مختلف ہے مگر ان سب میں اسلامی جذبہ رواں دواں ہے ۔ وسط ایشیاء سے حملہ آور مسلمانوں کے مقامی ہندوؤں کے ساتھ ملاپ کے نتیجے میں بہت سی چیزیں وجود میں آئیں جو کہ آج ہماری پاکستان و ہند کی تہذیب و ثقافت کا مشترکہ حصہ ہیں ۔

3۔ انگریزی تعلیم و تہذیب کے اثرات:

برصغیر پر قبضہ جمانے کے بعد انگریزوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مخصوص طبقے کو انگریزی ثقافت کا لبادہ اوڑھا دیا جائے ۔ لارڈ میکالے کے نزدیک تعلیم کا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں ۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں حاصل کرنے کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مقصد ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا تھا جو کہ رنگ وخون میں تو ہندوستانی ہو لیکن اپنی سوچ وفکر کے اعتبار سے انگریز ہو۔ پاکستان میں جو طبقاتی اور ثقافتی کشمکش نظر آتی ہے اس کی ایک وجہ انگریزی طرزِ تعلیم ہے۔ایک گروہ انگریزی تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو جاتا ہے۔جبکہ دوسرا طبقہ انگریزی کے برعکس اسلامی ثقافت کے زیادہ قریب ہے۔ وہ مدارس میں تعلیم حاصل کرتا ہے۔اور ان میں سے اکثر زندگی کے دن مالی مشکلات میں گزارتے ہیں۔تعلیم جہاں ثقافتی ورثے کی حفاظت کر کے اس کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرتی ہے وہاں ثقافت میں موزوں ترمیم کر کے اس کی تشکیل نو بھی کرتی ہے۔ثقافت کے غیر موزوں عناصر جو کہ سوسائٹی کی ضروریات کے پیشِ نظر قابل ترمیم ہوں ان میں مناسب ردوبدل کیا جاتا ہے تاکہ معاشرہ ترقی کر سکے اور دوسرے ترقی یافتہ معاشروں کے ساتھ چل سکے۔

پاکستان میں نظام تعلیم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ موجودہ ثقافت کے غیر موزوں عناصر کو دور کرے۔اور دوسری ثقافتوں کے موزوں عناصر کو اپنے اندر جذب کر لے۔

سوال نمبر3۔ اسلامی تعلیمی اداروں کی تنظیم اور ان کے نصاب وطریقہ ہائے تدریس کے اہم خدوخال بیان کریں؟

جواب:

اسلامی تعلیم کیا صول ومقاصد

اسلامی تعلیم کے پانچ اہم مقاصد ہیں۔

۱۔ مذہبی یا دینی مقصد ۲۔ علمی مقصد ۳۔ معاشرتی مقصد ۴۔ معاشی مقصد ۵۔ اخلاقی مقصد

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

۱۔ **مذہبی مقصد:۔** اسلامی تعلیم کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شروع سے ہی مذہبی مقصد کو اولیت حاصل رہی ہے۔ایک مشہور اسلامی مفکر علامہ زرنوجی نے بارہویں صدی عیسوی میں اور اس سے پہلے اخوان الصفا نے خداوند تعالی کی خوشنودی اور نجات اخروی کو تعلیم کا سب سے بڑا مقصد قرار دیا۔علامہ زرنوجی لکھتے ہیں ''تعلیم کا مقصد خداوند تعالی کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنا اور ابدی حیات حاصل کرنا ہے'' اخوان الصفا کا قول ہے'' برادر عزیز! جان لے کہ علم کی ہر شاخ اس کے حاصل کرنے کے لیے اس وقت تک باعث مذمت اور قیامت میں اس کے خلاف شہادت ہوگی جب تک وہ اس علم کے ذریعے حیات ابدی تلاش نہ کرے''۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۲۔ **علمی مقصد:۔** تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم کا تصور عام طور پر مذہبی اور علمی تھا۔لیکن وہ علم کو علم کی خاطر کرنے کے خلاف نہیں تھے۔مثلاً علامہ زرنوجی فقہ کی تعلیم کے بارے میں جو عملی زندگی میں کام آنے والا علم ہے، لکھتے ہیں'' فقہ کا علم پڑھنے اور اس کا فہم حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ کہنا کافی ہے کہ یہ (علم) ذہنی مسرت بخشتا ہے'' ابن خلدون نے علوم کی اقسام بیان کرتے ہوئے ایسے علوم عملی زندگی میں کام آنے والا علم ہے، لکھتے ہیں'' فقہ کا علم پڑھنے اور اس کا فہم حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ کہنا کافی ہے کہ یہ (علم) ذہنی مسرت بخشتا ہے'' ابن خلدون نے علوم کی اقسام بیان کرتے ہوئے ایسے علوم کی بھی نشاندہی کی ہے جو اس کے نزدیک علمی یا نظریاتی ہیں۔

۳۔ **معاشی مقصد:۔** ابن سینا (۹۸۰ تا ۱۰۳۷ء) نے تعلیم کی معاشی مقصد کی واضح طور پر نشاندہی کی ہے۔اس نے روز دے کر کہا کہ لڑکوں کو مختلف پیشوں کی تعلیم دی جائے۔ وہ لکھتا ہے'' جب لڑکا قرآن مجید پڑھ چکے اور عربی اچھی طرح سیکھ لے تو اس کی تعلیم کو اس کے آئندہ پیشے کے مطابق بنانا چاہیے'' لیکن اس سلسلے میں لڑکے کی قابلیت اور استعداد کا خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ اس پیشے کو اپنائے گا جس کی طرف اس کا فطری رجحان ہے۔اسے اپنے وہم کی بنا پر فیصلہ نہیں کرنا چاہیے'' امام الغزالی (۱۰۵۸ء تا ۱۱۱۱ء) نے بھی روزی کمانے کے لئے عام پیشوں کی تعلیم پر زور دیا۔اس سلسلے میں رسول کریم کی ایک مشہور حدیث کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے'' قیامت کے روز جو لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے ان میں ایک وہ عالم ہوگا جس کا علم کام نہ آیا''۔

اخلاقی مقصد:۔

اسلامی اخلاق کا سرچشمہ قرآن حکیم اور نبی کریم کا اسوہ حسنہ ہے۔اسلامی تعلیم میں ایسی اخلاقی تربیت جو معاشرتی نقطۂ نگاہ سے اچھی سمجھی جاتی تھی'' اب'' کی اصلاح سے موسوم تھی۔ایک عالم نے ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔'' ادب کے معنی سیرت کا ایسا شریفانہ میلان طبع ہے جس کا پورا اظہار انسان کے قول وفعل اور دوسروں کے ساتھ روابط سے ہو۔ یہ ایک ایسا فن اور طرز عمل ہے جو شائستہ بھی ہے اور حالات سے مطابقت بھی رکھتا ہے۔ادب اخلاقیات سے بڑھ کر ہے''۔

عورتوں کی تعلیم:۔

عورتوں کی تعلیم میں امور خانہ داری کو خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔بعض مسلم خواتین کا شمار اس دور کے مشہور علماء میں ہوتا تھا۔مثلاً غرناطہ کی مریم بنت ابو یعقوب الاسوری مشہور معلّمہ اور شاعرہ تھی۔اسبیلہ کی صفیہ نامور شاعرہ، خطیب اور کاتب تھیں۔زینب بنت الشاعری فقیہہ تھیں۔عنید مشہور معلّمہ تھیں۔ام الحسن بنت قاضی ابو جعفر مشہور طبیت تھیں۔تاہم یہ کہنا درست ہے کہ عورتوں کی تعلیم خصوصاً ابتدائی تعلیم تک محدود تھیں جس میں زیادہ توجہ مذہب، عملی فنون اور امور خانہ داری کو دی جاتی تھی۔

برصغیر میں اسلامی درس گاہوں میں مندرجہ ذیل تدریسی طریقے اور خصوصیات تھیں۔

۱۔ **تعلیم کے مختلف درجے:** تعلیم کے مختلف درجے ہوتے تھے اور ہر درجے کا الگ استاد ہوتا تھا۔جس کو اس درجے یا کلاس کے مضامین پر مکمل اختیار حاصل ہوتا تھا۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف بکس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں امتحانی پیپرز کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۲۔ **مدرس کا چبوترے پر بیٹھنا:** استاد یا مدرس اونچے چبوترے پر ٹیک لگا کر بیٹھتا تھا۔اور طلباء اس کے سامنے ایک یا دو حلقوں کی شکل میں بیٹھتے تھے۔

۳۔ **لیکچر کا طریقہ اختیار کرنا:** استاد لیکچر دیتا۔وہ عموماً کتاب کا کوئی حصہ پڑھتا اور اس کی تشریح بھی کرتا تھا۔

۴۔ **طلباء کا سوالات پوچھنا:** سبق کے بعد طلباء سوالات پوچھتے استاد ان کی تشفی کے لیے جواب دیتا۔

۵۔ **بحث مباحثہ کرنا:** طلباء بعض نکات پر استاد سے مباحثہ کرتے اور طلباء کو استاد سے اختلاف رائے کا حق ہوتا تھا۔لیکن جواز میں ان کو دلائل دینے پڑتے تھے۔

۶۔ **تدریس اور آموزش کا سنہری اصول:** میں نہیں جانتا۔یہ تدریس اور آموزش کا سنہرا اصول تھا۔کیونکہ اپنے جہل کا اعتراف حصول علم کا بہترین محرک ہے۔

۷۔ **لیکچر کے نوٹس لینا:** چونکہ درسی کتابیں نایاب تھیں۔اس لیے طلبا لیکچر کے تفصیلی نوٹ لیتے تھے۔

۸۔ **لیکچر کو دہرانا:** نائب معلم لیکچر کو دہراتا تھا تاکہ طلباء صحیح طریقے سے اور آسانی سے اس کو لکھ سکیں۔

۹۔ **نصرت اور ہدایات کی دعا مانگنا:** استاد ہمیشہ خدا سے نصرت وہدایات کی دعا مانگ کر کہ وہ اس کو سچ بولنے کی توفیق دے اور جھوٹ سے بچائے،سبق کا آغاز کرتا تھا۔وہ دوسرے اساتذہ یا علماء کی شان میں کوئی گستاخانہ کلمہ منہ سے نہ نکالتا تھا۔بلکہ ان کا ذکر عزت وتکریم سے کرتا تھا۔

۱۰۔ **توازن کا قائم رکھنا:** اگر چہ استاد پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی جاتی اور دوران گفتگو اس کو ٹوکا جاتا تاہم وہ ہر حالت میں اپنے جذبات پر قابو رکھتا تھا اور ذہنی توازن کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

۱۱۔ **موادِ مطالعہ کو اقدامات کی صورت میں پیش کرنا:** استاد موادِ مطالعہ کو تین اقدامات میں پیش کرتا تھا۔پہلے وہ اس کو عام خاکے کی صورت میں پیش کرتا تھا اور تفصیلات سے گریز کرتا تھا۔پھر وہ تفصیلات سے مضمون کی گہرائی میں جاتا تھا۔اور آخر میں توضیح طلب نکات کی تشریح مثالوں سے کرتا تھا۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۱۲۔ **لیکچر کا دورانیہ:** ایک لیکچر ایک گھنٹے سے دو گھنٹے تک کا ہوتا تھا۔اور لیکچر عموماً دن چڑھے یا سہ پہر کے اول حصے میں ہوتے تھے۔

۱۳۔ **موادِ مطالعہ پر عبور حاصل کرنا:** موادِ مطالعہ پر ذہنی گرفت پانے کے لیے طلباء غور وفکر،اعادے اور عملی تجربوں کا سہارا لیتے تھے۔

۱۴۔ **جسمانی سزا:** جسمانی سزا کو حرفِ آخر ہی سمجھا جاتا تھا۔

مطالعے کے اصول: مطالعے کے درج ذیل اصول مدِنظر رکھے جاتے تھے۔

۱۔ **سکون واطمینان:** تعلیم کے لیے اطمینان وسکون لازمی ہے لہذا مطالعہ کرتے وقت ذہن میں سے ساری سوچیں نکال دی جائیں۔

۲۔ **سادہ غذا:** سادا غذا ذہن کے لیے بہت مفید ہے۔

۳۔ **کم خوری:** کم خوری یعنی مقدار میں کم کھانا ذہن کو حاضر اور مطالعے کے صاف رکھتا ہے۔

پاکستان کے نظام تعلیم کی خصوصیات: کسی قوم کا نظام تعلیم پورے قوم کے مخصوص طرز زندگے گزارنے کی تربیت دینے کے لیے مرتب کیا جاتا ہے۔جامد معاشروں میں اس کام کی نوعیت سادہ ہوتی ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ افراد کو اجتماعی زندگی میں خاطر خواہ مقام نہ ملے۔جن معاشروں میں ذات پات،پیسے،مجلس اور مقام کا فیصلہ کردے وہاں بچوں کو فرسودہ اور بے کار تعلیم دی جاتی ہے۔معاشرے کو اعلیٰ وارفع مقام پر لے جانا تعلیم کا اہم ترین فریضہ سمجھا جاتا ہے۔اس لیے افراد کو تنقیدانہ نگاہ عطا کرنا بھی جامد معاشروں میں برا خیال کیا جاتا ہے۔ترقی پسند معاشروں میں ہر قسم کی تعلیم وتربیت کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔وہ تعلیم سے بیک وقت دو باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔پاکستان میں نظام تعلیم کو خدمات اور ثمرات کی ماہیت کو سمجھتے ہوئے ہی ترتیب دیا جاتا ہے۔اس کے نظام ما مطلب:

۱۔ تعلیم نئی نسل کو اجتماعی زندگی میں بھرپور حصہ لینے کے قابل بنا دے۔

۲۔ تعلیم ان صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ پروان چڑھائے تاکہ بڑے ہو کر بچے اپنے اردگرد کا جائزہ لیں اور ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں جوان کی ترقی اور معاشرہ کی فلاح و بہبود میں سدراہ ہوں۔

اس قسم کی ترقی پسند تعلیم کا بندوبست کئے بغیر ترقی پذیر معاشرے مخصوص اور اجتماعی مزاج کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔دورجدید برق رفتار ٹیکنیکل پیش قدمی کا زمانہ ہے خودکار مشینوں کی ایجادوں نے صنعت وحرفت،تجارت،زراعت غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو میں ناقابل بیان ترقی دی ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ معاشی زندگی کے میدان میں جو کبھی انفرادی آزادی کے محافظ سمجھے جاتے تھے اب ریاست کی نگرانی اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔دورجدید کے تقاضوں میں منضبط معیشت اور مرکزی منصوبہ بندی کو اس حد تک

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور اس کے علاوہ ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ناگزیر بنادیا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جیسے ممالک بھی ان کے محتاج ہیں۔اجتماعی زندگی کے اس بڑھتے ہوئے ارتکاز سے یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ فرد کہیں اس کے رعب اور دبدبے تلے آکر نہ دب جائے اگر ایسا ہوا تو اس سے خود اجتماعی زندگی کو بھی ناقابل بیان نقصان پہنچے گا کیونکہ اجتماعی قوت انفرادی قوتوں کے مجموعے ہی کا نام ہے۔

نصاب اور انفرادی نشوونما: پاکستان میں ہر معاشرے کی طرح بچہ نشوونما کے مختلف منازل گزارتا ہے۔ ہر منزل کے نفسیاتی تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔نصاب کو اس طرح مرتب کرنا چاہیے کہ طلبہ کو فوری نفسیاتی ضرورتیں اچھی طرح پوری ہوسکیں۔ بے قرار طبعیت بچے کو اس بات پر ابھارتی ہے وہ اپنی دنیا کا جائزہ لے اور اس پر قابو حاصل کر کے خودمختار بن جائے یہ فطری تقاضا تین قسم کا متقاضی ہے۔

(۱) جسمانی ضرورتیں (۲) ذہنی اور روحانی ضرورتیں (۳) معاشرتی ضرورتیں۔

جسمانی ضرورتیں: تعلیمی مقاصد ہر طرح کے مذموم ارادوں کی تکمیل کا نام ہے۔جسم اور اعضاء سے اس طرح کام لینا کہ گرد وپیش کے ماحول پر حسب منشا قابو حاصل ہو جائے۔ یہ زندگی کی سب سے اہم اور پہلی ضرورت ہے جو عمر بھر باقی رہتی ہے۔نصاب کو ایسی سہولتیں اور سرگرمیاں مہیا کرنی چاہیں جن سے جسمانی نشوونما کے تمام تقاضے پورے ہوجائیں اس میں کامیابی کے لیے حفظان صحت کے بنیادی اصولوں کی تعلیم ضروری ہوا تنا ہی نہیں بلکہ صحت بخش تفریحی مشاغل کی تربیت بھی۔تعلیم کے جدید نظریات کے مطابق یہ ان کا حق ہے کہ سکول میں ڈرل کا ایک پریڈ رکھ دیا جائے۔سکول کے بعد کھیلوں کا تھوڑا بہت انتظام کردیا جائے۔علم الصحت کا قومی شعور بیدار کرنا اور صحت بخش تفریحی مشاغل کا ذوق وشوق پیدا کرنا بھی نصاب کی اولین ذمہ داری ہے۔یہی وہ اوصاف ہیں جو زندگی بھر کام آتے ہیں علم الصحت میں متوازن غذا بھی شامل ہے اس کا بھی عملی شعور پیدا کرنے کے لیے ترقی یافتہ ممالک اوقات مدرسہ میں متوازن غذا بھی بچوں کو فراہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 4۔ علم نفسیات سے کیا مراد ہے؟تعلیمی نفسیات اور تعلیمی تحقیق کے سلسلے میں کون کون سے طریقے استعمال کیے جاتے ہیں؟ بیان کریں۔

جواب۔

علم نفسیات انسانی سوچ رویوں روش اور عادات کے مطابق علم کے جاننے کا نام ہے تعلیمی نفسیات کے فن کی وجہ سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں علم کی افادیت کو استعمال کرکے کامیابیاں سمیٹی جارہی ہیں تعلیمی نفسیات انسانی سوچ اور منطق کی ترجمانی کرتی ہے۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

معلم کیلئے تعلیمی نفسیات کے جاننے کی ضرورت: ایک معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کا جاننا بے حد ضروری ہوتا ہے۔تاکہ وہ طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق تدریس کا عمل اختیار کرے۔ تعلیمی نفسیات معلم کے کاموں میں معاون ثابت ہوتی ہے۔وہ اس علم کے مطالعے سے یہ جان سکتا ہے کہ کب کیوں اور کیسے پڑھائے۔ تعلیمی نفسیات کی اہمیت و افادیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور نصاب تعلیم: تدوین نصاب میں ماہرین تعلیمی نفسیات قابل قدر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ایک اچھا نصاب وہ ہے جو کہ بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کے علاوہ ان کی ضروریات وتقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے متعین کیا جائے۔ان کی معاشرتی ضروریات کی تکمیل کرے۔نصاب ایسا ہو جو کہ طلباء کی معلومات اور ذہنی استعداد سے ہم آہنگ ہو۔ ہر وہ معلم جو نفسیاتی اصولوں سے واقفیت رکھتا ہے وہی نصاب تعلیم کی اچھی طرح تدوین کرسکتا ہے۔نفسیاتی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نصاب بنایا جاتا ہے وہی اصل میں کارآمد ہوتا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور طریقہ تدریس: یہ علم دراصل معلم کو ذہنی تقاضوں سے روشناس کراتا ہے۔لہٰذا وہ معلم جو بچوں کی ذہنی نشوونما اور دلچسپی کے مطابق تعلیم دے گا۔ بچے اس کو پسند کریں گے اور اچھی طرح ذہن نشین کرسکیں گے۔نفسیات کا تعلق انسانی ذہن وکردار سے ہے۔ایک اچھا معلم تدریس کے صرف وہی طریقے استعمال کرتا ہے جو کہ ایک خاص عمر کے بچوں کی ذہنی سطح کے اعتبار سے موزوں ہوں۔ اسی صورت میں بچوں کی دلچسپی قائم رہ سکتی ہے۔اس کے علاوہ تمام بچے یکساں نہیں ہوتے۔ان میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ تدریس کے دوران اگر ان انفرادی اختلافات پر نظر نہ رکھی جائے تو تدریس غیر موثر ہوسکتی ہے۔ بلکہ بچوں کے گمراہ ہوجانے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ایک معلم جو کہ نفسیاتی اصولوں کو سمجھے گا وہی ان اختلافات کو بھی جان سکے گا۔علاوہ ازیں تعلیمی نفسیات کے ماہرین اس حقیقت پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ موثر اور مناسب انداز تدریس کے بغیر بہتر سے بہتر نصاب بھی اچھے نتائج فراہم نہیں کرسکتا۔اس لیے ان ماہرین تعلیم نے ہر تعلیمی مرحلے کے لیے تدریس کے موثر ترین طریقوں کی نشاندہی کی ہے۔تاکہ یہ کام محنت شاقہ کی بجائے آسان اور دلچسپ بن جائے۔انہیں کوششوں کی بدولت کنڈر گارٹن، مونٹیسوری اور ڈالٹن پلان وغیرہ تدریس کے طریقوں نے رواج پایا۔تدریس میں سمعی وبصری معاونات اور دیگر امدادی سامان کے استعمال کا رجحان بھی تعلیمی نفسیات ہی کا مرہون منت ہے۔

تعلیمی نفسیات اور نشوونما کے مدارج: انسانی شخصیت کو نشوونما کے اعتبار سے مختلف مدارج میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مثلاً کمسنی کا دور، بچپن کا دور، نوجوانی کا زمانہ اور بڑھاپا۔ ان میں ہر زمانے کی خصوصیات مختلف ہوتی ہیں جن کو ایک ماہر نفسیات ہی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔اگر تعلیمی عمل ادوار کے تقاضوں کے مطابق ہوگا تو کامیاب ہوسکتا ہے۔ورنہ بے کار تعلیم ہوگی۔ پڑھانے والوں کے لیے یہ معلومات اچھی طرح ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ کس عمر میں کون سے طریقہ ہائے تدریس استعمال کیے جائیں۔تاکہ بچوں کی جسمانی اور ذہنی صحت پر اچھا اثر پڑے۔

تعلیمی نفسیات اور شخصیت کی تعمیر: بچوں کی شخصیت وکردار کی تعمیر تعلیم کا ایک اہم مقصد ہے۔اس مقصد کی انجام دہی کے لیے ماہرین تعلیم نفسیاتی تحقیقات ہی کے دست نگر ہیں۔شخصیت کے نقائص اور اس کے اسباب کا جائزہ لینا، شخصیت کو ترتیب دینے والے عوامل اور محرکات کا مطالعہ کرنا، شخصیت کے جملہ خصائص کا تعین کرنا اور شخصی بے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

قاعدگیوں کی اصلاح کے لیے تگ ودو کرنا وہ اہم فرائض ہیں جو کہ تعلیمی نفسیات کے ماہرین انجام دے رہے ہیں۔

تعلیمی نفسیات اور معاشرتی مطابقت: تعلیمی نفسیات نے معاشرتی مطابقت کے اہم مسئلے پر بھی روشنی ڈالی ہے اور وضاحت کی ہے کہ معاشرتی مطابقت اور عدم مطابقت کن عوامل کے تابع ہے۔نفسیات نے مایوسی، احساس محرومی، کشمکش اور احساس ناکامی جیسے ناسازگار حالات سے عہد برآ ہونے کے لیے جو طریقے بیان کیے ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے ماحول سے پوری طرح مطابقت حاصل کر سکتا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور تعلم: تعلم تعلیمی نفسیات کے اہم اور اساسی موضوعات میں سے ایک ہے۔ تعلم کے مفہوم سے لے کر تعلم کے اسالیب اور تعلم کو متاثر کرنے والے عوامل جیسے موضوعات اور ان پر ڈھیروں اختیاری کام تعلیمی ماہرین نفسیات ہی کی سعی کا حاصل ہے۔

تعلیمی نفسیات اور جائزہ: جدید اور معروضی طرز امتحانات کی بنیاد بھی ماہرین نفسیات نے رکھی ہے۔امتحانوں اور آزمائشوں کے نتائج کو معیاری بنانے کی غرض سے شماریاتی قاعدوں اور اصولوں سے بھرپور طور پر استفادہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ تعلیمی میدان میں نفسیات نے متعدد آزمائش اور طریقہ ہائے امتحان متعارف کرانے کا قابل قدر کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ماہرین نفسیات نے ذہانت، رجحان، شخصیت، تعلیمی تحصیل اور خصوصی اہلیتوں کی پیمائش کے لیے جو آزمائشیں ایجاد کی ہیں۔ وہ سب کی سب سائنسی اور تحقیقی ہیں ان کے استعمال سے ایک بچے کی استعداد، رجحانات، کمزوریاں ایک کھلی کتاب کی طرح عیاں ہو جاتی ہیں۔

تعلیمی نفسیات اور ذہنی صحت: تعلیمی نفسیات نے جہاں طلباء کی سرگرمیوں کے لیے قواعد و اصول وضع کیے ہیں وہاں طلباء کی ذہنی صحت پر اثر انداز ہونے والے محرکات وعوامل کی بھی نشاندہی کی ہے اگر ننھے طالب علموں کی ذہنی صحت کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ نہ صرف تعلیمی لحاظ سے پس ماندہ ہو کر رہ جاتے ہیں بلکہ اپنی عملی زندگی میں بھی وہ عدم مطابقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔نفسیاتی تحقیقات سے مدد لے کر بچوں کی دماغی حفظان صحت کے لیے بھی تدابیر کی جا سکتی ہیں۔

تعلیمی نفسیات اور خصوصی تعلیم: جسمانی طور پر معذور بچے بھی غیر معمولی بچوں کی مد میں آتے ہیں۔اپنے جسمانی نقائص اور کمزوریوں کی بناء پر ایسے بچے تعلیمی، جذباتی اور معاشرتی مطابقت میں سنگین قسم کی مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں اور متوازن و کامیاب زندگی گزارنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔بعض بچے تو ذہنی بیماریوں اور کرداری خلل میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔تعلیمی نفسیات کے ماہرین نے ایسے بچوں کی اصلاح اور معاونت کے لیے خصوصی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور نظم ونسق مدرسہ: ماہرین نفسیات نظم ونسق مدرسہ سے متعلق اپنا خاص نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مدرسے کا ماحول جمہوری ہونا چاہیئے۔آمرانہ انداز سے صرف باغی اور بھٹکی ہوئی نسلیں تیار ہوتی ہیں۔اگر مدرسے کا ماحول سخت گیر، ہتک آمیز اور جبر و تشدد پر مبنی ہوگا تو طلباء بدظن، متنفر، احساس محرومی کا شکار ہو جائیں گے لیکن اگر ماحول میں پیار، حلاوت، افہام وتفہیم شامل ہوگی تو طلباء تعلیم میں زیادہ دلچسپی لیں گے۔استاد اور شاگرد کے درمیان ذہنی کمزوری اور دوری قرب میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

تعلیمی نفسیات اور جماعت بندی: تدریسی کاموں کو ذہنی معیار کے مطابق انجام دینے کی غرض سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں تعلیمی نفسیات اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔اگر نفسیاتی آزمائشوں کی مدد سے طلباء کی جماعت بندی کی جائے تو تدریس ان کے ذہنی معیار اور فطری تقاضوں کے مطابق عمل میں آسکے گی۔تمام طلباء کو ایک لاٹھی سے ہانکنا مناسب نہیں اور سب کے لیے یکساں معیار تدریس متعین کرنا مناسب نہیں ہے۔لہذا ان کی جماعت بندی نفسیاتی اصولوں کے مطابق کی جائے۔

تعلیمی نفسیات اور نظام اوقات: کسی مدرسے کا نظام اوقات بنانے کے لیے نفسیاتی اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔مثلاً پیریڈ مقرر کرنے کے لیے ہم ذہنی تازگی کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں۔ماہرین نفسیات کا مشاہدہ یہ ہے کہ انسانی ذہن میں وقت کے لحاظ سے تبدیلی آتی رہتی ہے۔مثلاً کچھ اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ ذہنی آموزش کے لیے جلدی تیار ہوتا ہے اور بعض اوقات اچھی سے اچھی تدریس بھی ناکام رہ جاتی ہے۔اس کے علاوہ ماحول، بچوں کی عمر، موسم اور دیگر باتوں کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔اس سلسلے میں تعلیمی نفسیات کا ہونا ضروری ہے۔جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک خاص گروہ کے لیے کیسے نظام اوقات ترتیب دیا جائے کہ ان میں شوق پیدا ہو اور وہ ہر وقت سیکھنے کیلئے آمادہ رہیں۔

سوال نمبر 5۔ جدید نظام تعلیم پر تعلیمی نفسیات نے کیا اثرات ڈالے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔

تعلیمی نفسیات کا مفہوم:

تعلیمی نفسیات دراصل نفسیات کی ایک شاخ ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ استاد اور طلباء کے درمیان ہم آہنگی اور توازن کو قائم رکھا جائے۔طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق نصاب کو ترتیب دیا جائے ۔ یہ نہ صرف ذہین طلباء کا مطالعہ کرتی ہے بلکہ کند ذہن اور نااہل طلباء بھی اس کے موضوع ہیں۔یعنی کند ذہن طلباء کو اس طرح تعلیم دینا کہ وہ ایک معیار تک پہنچ جائیں۔اور نااہل طلباء کی اصلاح کرنا اس کے کام ہیں۔یہ ایسے تدریسی طریقوں اور ٹیسٹوں سے مدد لیتی ہے۔جن سے بہت سے مسائل کے حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔مختلف ماہرین نفسیات نے تعلیمی نفسیات کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔

اسکنز کے مطابق: ''تعلیمی نفسیات انسانی شخصیت، کردار، نشوونما اور بچے کی مناسب رہنمائی سے متعلق بحث کرتی ہے''۔

سی ایچ جوڈی: ''تعلیمی نفسیات وہ علم ہے جو انسان کی تبدیلیوں پر غور کرتا ہے جو پیدائش سے لے کر سن بلوغت تک نشوونما کے مختلف مدارج میں رونما ہوتی ہیں''۔

گیج اور جرلائز کے مطابق: ''تعلیمی نفسیات ایسا علم ہے جو تعلیمی اور تدریسی مسائل حل کرنے میں مدد دیتا ہے''۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

عبدالحئی علوی: ’’ تعلیمی نفسیات ایک ایسا علم ہے جو کہ ان تبدیلیوں کی تشریح کرتا ہے ۔ جو تمام اشخاص میں ان کی پیدائش سے لے کر جوان ہونے تک نشو ونما کے مختلف درجوں میں پیدا ہوتی رہتی ہیں ۔ یہ علم ان حالات پر بھی بحث کرتا ہے ۔ جو بچوں کی نشو ونما پر اچھے یا برے طریقوں سے اثر انداز ہوتے ہیں‘‘ ۔

آسوبل: آسوبل تعلیمی نفسیات کی تعریف میں لکھتا ہے کہ ’’ایک ایسا علم جس کا تعلق کمرہ جماعت کی تعلیم کی حقیقت ،اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور اس سے حاصل شدہ نتائج کے جائزے سے ہے ۔ تعلیمی نفسیات میں متعلم کے کردار ، رویے اور شخصیت میں خاطر خواہ تبدیلیاں لانے کے ذریعے اور طریقوں کے لیے سائنسی بنیاد فراہم کرتی ہے ۔ گویا کہ تعلیمی نفسیات میں مندرجہ ذیل مضمون زیر بحث آتے ہیں ۔

۱۔ پیدائش سے بلوغت تک جسمانی ، ذہنی ، جذباتی اور معاشرتی نشو ونما۔

۲۔ انفرادی اختلافات کی وجوہات ، اقسام اور تعلیم میں ان کی اہمیت ۔

۳۔ ماحول سے مطابقت پیدا کرنے ، معلم و متعلم کے باہمی تعلقات ، آزمائشوں کی تیاری ، اقسام اور استعمال ۔

۴۔ تعلیم کی ماہیت ، نظریات اور اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل ۔

تعلیمی نفسیات کی افادیت:

تعلیمی نفسیات گود سے گور تک کے تعلیمی تجربات کی وضاحت کرتی ہے ۔اس میں مسلسل تحقیق بھی شامل ہے ۔

کاشان اکیڈمی

ماحول سے مطابقت اور تعلیمی نفسیات:

سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں فرد کی ضروریات بڑھ گئی ہیں ۔ اس لیے ایک چھوٹے بچے کے ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی خاطر پیچیدہ تصورات کا پڑھنا ضروری ہے ۔

0334-5504551

جدید سائنسی ایجادات اور تعلیمی نفسیات:

پرانے زمانے میں زندگی سادہ تھی ۔ اور لوگوں کی ضروریات محدود تھیں ۔ محض گلستان و بوستان اور ہیر رانجھے کا قصہ پڑھ لینے سے فرد خواندہ بن جاتا تھا ۔لیکن موجودہ دور میں ہر گھر سائنسی ایجادات سے استفادہ کر رہا ہے ۔ اور اگر یہ معلومات مدرسہ فراہم نہ کرے تو وہ بہت پیچھے رہ جانے کے ساتھ فرد کی تربیت کا حق ادا نہ کر سکے گا ۔ لہٰذا جدید تدریسی طریقے اور تدریسی معاونات کو استعمال میں لانے کا شعور ہم نے تعلیمی نفسیات سے ہی حاصل کیا ہے ۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

تعلیمی مسائل کا حل:

عموماً تدریس کے دوران معلم کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ درج ذیل ہیں ۔

۱۔ **مقاصد کا تعین**

۲۔ **انفرادی اختلافات**

۳۔ **طریقہ تدریس**

۴۔ **نظم وضبط**

۵۔ **طلباء میں عدم دلچسپی**

۶۔ **کام کرنے اور مطالعہ کی عادت کا فقدان**

مندرجہ بالا تمام تر مسائل کا حل تعلیمی نفسیات ہی کرتی ہے لہٰذا تعلیمی تعلیمی نفسیات تعلیم کے لیے اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ ڈاکٹروں کے لیے کیمسٹری اور بائیو پڑھانے سے پہلے استاد کا یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اور دوسرا مرحلہ بچوں کے مزاج کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کونسا طریقہ کار اختیار کرے کہ مکمل آموزش حاصل ہو سکے اس مسئلے کا مکمل حل تعلیمی نفسیات پیش کرتی ہے ۔ استاد انفرادی اختلافات کا سامنا اسی وقت کر سکتا ہے جبکہ تعلیمی نفسیات استاد کے زیر مطالعہ رہی ہو ۔

اسی طرح کلاس روم میں نظم وضبط اور شاگردوں کی عدم دلچسپی کا مسئلہ بھی تعلیمی نفسیات سے مدد لینے پر مجبور کرتا ہے ۔ طلباء میں بے راہ روی اور اقدار کو رد کرنے کا رجحان ، تمام کے تمام مسائل کا حل تعلیمی نفسیات کے مطالعے سے ہی ممکن ہے ۔

ایک اُستاد کے لئے تعلیمی نفسیات کا جاننا کیوں ضروری ہے؟

تعلیمی نفسیات کی اہمیت وافادیت:

ایک معلم کے لیے تعلیمی نفسیات کا جاننا بے حد ضروری ہوتا ہے ۔ تاکہ وہ طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق تدریس کا عمل اختیار کرے ۔ تعلیمی نفسیات معلم کے کاموں میں معاون ثابت ہوتی ہے ۔ وہ اس علم کے مطالعے سے یہ جان سکتا ہے کہ کب کیوں اور کیسے پڑھائے ۔

تعلیمی نفسیات کی اہمیت وافادیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے ۔

تعلیمی نفسیات اور نصاب تعلیم:

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ، پروپوزل ، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تدوین نصاب میں ماہرین تعلیمی نفسیات قابل قدر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ایک اچھا نصاب وہ ہے جو کہ بچوں کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کے علاوہ ان کی ضروریات وتقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے متعین کیا جائے۔ان کی معاشرتی ضروریات کی تکمیل کرے۔نصاب ایسا ہو جو کہ طلباء کی معلومات اور ذہنی استعداد سے ہم آہنگ ہو۔ہر وہ معلم جو نفسیاتی اصولوں سے واقفیت رکھتا ہے وہی نصاب تعلیم کی اچھی طرح تدوین کرسکتا ہے۔نفسیاتی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو نصاب بنایا جاتا ہے وہی اصل میں کارآمد ہوتا ہے۔

تعلیمی نفسیات اور طریقہ تدریس:

یہ علم دراصل معلم کو ذہنی تقاضوں سے روشناس کراتا ہے۔لہٰذا وہ معلم جو بچوں کی ذہنی نشوونما اور دلچسپی کے مطابق تعلیم دے گا۔بچے اس کو پسند کریں گے اور اچھی طرح ذہن نشین کرسکیں گے۔نفسیات کا تعلق انسانی ذہن و کردار سے ہے۔ایک اچھا معلم تدریس کے صرف وہی طریقے استعمال کرتا ہے جو کہ ایک خاص عمر کے بچوں کی ذہنی سطح کے اعتبار سے موزوں ہوں۔اسی صورت میں بچوں کی دلچسپی قائم رہ سکتی ہے۔اس کے علاوہ تمام بچے یکساں نہیں ہوتے۔ان میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔تدریس کے دوران اگر ان انفرادی اختلافات پر نظر نہ رکھی جائے تو تدریس غیر موثر ہوسکتی ہے۔بلکہ بچوں کے گمراہ ہوجانے کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ایک معلم جو کہ نفسیاتی اصولوں کو سمجھے گا وہی ان اختلافات کو بھی جان سکے گا۔علاوہ ازیں تعلیمی نفسیات کے ماہرین اس حقیقت پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ موثر اور مناسب انداز تدریس کے بغیر بہتر سے بہتر نصاب بھی اچھے نتائج فراہم نہیں کرسکتا۔اس لیے ان ماہرین تعلیم نے ہر تعلیمی مرحلے کے لیے تدریس کے موثر ترین طریقوں کی نشاندہی کی ہے۔تاکہ یہ کام محنت شاقہ کی بجائے آسان اور دلچسپ بن جائے۔انہیں کوششوں کی بدولت کنڈرگارٹن،مونٹیسوری اور ڈالٹن پلان وغیرہ تدریس کے طریقوں نے رواج پایا۔تدریس میں سمعی وبصری معاونات اور دیگر امدادی سامان کے استعمال کا رجحان بھی تعلیمی نفسیات ہی کا مرہون منت ہے۔

سوال نمبر 6: بچوں اور بالغوں کی نشوونما کی خصوصیات اور تبدیلیوں کا تقابلی جائزہ لیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

جواب:

بچوں اور بالغوں میں جذباتی نشوونما کے مختلف مدارج: جسمانی اور ذہنی نشوونما کے برعکس جذباتی نشوونما کی پیمائش کرنا ممکن نہیں۔اگرچہ یہ بھی ایک مسلسل نشوونما ہے جو پیدائش سے شروع ہوجاتی ہے جذباتی انسان زندگی میں بے حد اہمیت رکھتے ہیں کردار اور سیرت کی تعمیر میں جذبات کا بڑا ہاتھ ہے۔زندگی میں جوش وخروش اور دیگر امنگیں انہیں کی بدولت ہیں اگرچہ یہ جذبے رک جائیں تو ہماری فعالیت اور جوش وخروش سب مفقود ہوجائیں۔جذبے سے مراد کسی جاندار کی ایسی خاص ہیجانی کیفیت ہے جس میں کسی خاص فعالیت کے متعلق تحریک اور شعوری رجحان پایا جاتا ہے اس میں جسمانی اور عضویاتی تبدیلیوں کا خاص حصہ ہوتا ہے۔جذبات ہمیشہ اچانک اور ناگہانی پیدا ہوتے ہیں ان کا اثر آہستہ آہستہ زائل ہوجاتا ہے۔اور جن بچوں کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں وہ جذباتی طور پر صحت مند نہیں رہتے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

شیر خوارگی اور ابتدائی طفولیت: نوزائیدہ بچوں میں جذبات سے متعلق ماہرین کی مختلف آراء ہیں۔بعض نزدیک جذبات تجربات وتربیت کے مرہون منت ہیں کچھ کہتے ہیں کہ یہ ابتدا ہی سے موجود ہوتے ہیں۔

J.B Watson کے نزدیک نوزائیدہ بچوں میں تین اساسی جذبے پائے جاتے ہیں یعنی خوف،غصہ اور محبت۔ان کے نزدیک بچوں میں دو طریقوں سے خوف کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ایک اچانک زور کی آواز پیدا کرنے سے دوسرے اچانک سہارا ہٹا لینے سے اس کے علاوہ کوئی اور مہیج ان میں خوف پیدا نہیں کرتا۔بچوں کو غصہ دلانے والی بھی دو چیزیں ہیں یعنی بھوک اور ان کی حرکات میں رکاوٹ ڈالنا مثلاً بازو پکڑ لینا یا زبردستی ٹانگ کو حرکت دینے سے روکنا اسی طرح بچوں کے جسم کے حساس حصوں پر ہاتھ پھیرنے سے محبت کا خوشگوار احساس ہوتا ہے۔

۱۔ **خوف:** جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے خوف کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اس کی وجہ اس کی تربیت اور ماحول کا اثر ہے مائیں اکثر بچوں کو اندھیرے یا مختلف جانوروں سے ڈراتی ہیں رفتہ رفتہ بچے ان سے خوف محسوس کرنے لگتے ہیں حالانکہ شروع میں ایسا نہیں ہوتا وہ تو ہر چیز کی طرف لپکنے اور اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ **غصہ:** شروع میں بچوں کو کم ہی غصہ آتا ہے جس کا اظہار وہ چلا کر کرتے ہیں لیکن ۵ سال کی عمر تک پہنچتے پر انہیں اور بھی باتوں پر غصہ آنے لگتا ہے جس کا اظہار ہو کر بلکہ اکثر اوقات چیزوں کو توڑ پھوڑ کر کے بھی کرسکتے ہیں جب بھی ان کی کوئی ضرورت پوری نہ ہو وہ غصے کا اظہار کرتے ہیں۔

۳۔ **محبت:** شروع ہی سے بچہ توجہ کا طالب ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ تمام لوگ اس سے محبت کریں شروع میں بچوں کی طرف مسکرا کر دیکھنے ہی سے وہ خوش ہوجاتا ہے اور جواباً مسکراتا ہے لیکن آہستہ آہستہ وہ چاہتا ہے کہ گھر کے تمام افراد اس کی باتیں سنیں،اس کے مطالبات پورا کریں اور اس سے پیار کریں دوسری صورت میں وہ احساس محرومی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

سکول کا بچے کی جذباتی نشوونما میں کردار: بچوں کی صحیح تربیت کے لیے سکول کا اہم کردار ہوتا ہے بچے کی تربیت کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ جماعت میں استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کو بلاوجہ چیخ وپکار سے باز رکھے کیونکہ اگر بچے شور کرتے رہیں تو استاد کے لیے پڑھانا مشکل ہوجاتا ہے۔

۲۔ بچوں کو آزادانہ کھیلنے کا موقع دیا جائے اور کام کرتے وقت اگر وہ کوئی غلطی کریں تو مناسب انداز میں درست کرنا چاہیے۔

۳۔ بچوں کو ان کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق کام کرواتے رہنا چاہیے چھوٹے چھوٹے مقابلے کروانے چاہئیں تاکہ بچے اس سے مانوس ہوجائیں اور مقابلہ کو برا نہ سمجھیں بلکہ اور کوشش کریں۔

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۴۔ اساتذہ اور والدین کو تمام بچوں سے یکساں سلوک کرنا چاہیے تاکہ بچے میں ناانصافی اور زیادتی کا احساس پیدا نہ ہو۔

۵۔ اکثر والدین بچوں کو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اب یہ شرارتیں کرنے لگا ہے اسے سکول بھیج دیں گے یہیں سے اسکول سے ڈرنے کی ابتدا ہوتی ہے اگر استاد بھی بچوں کو ناکامی سے ڈرانا شروع کر دیں تو نتیجتاً بچے اسکول اور استاد سے نفرت کرنا شروع کر دیں گے استاد کا کام بچوں کی اصلاح اور تربیت کرنا ہے۔

٦۔ والدین اور اساتذہ کی جذباتی زندگی کا بچوں پر بہت اثر ہوتا ہے اس لیے انہیں خیال رکھنا چاہیے کہ بچوں کو سامنے کسی جذباتی ناپختگی کا اظہار نہ کریں ایسے مواقع فراہم کرنے سے پرہیز کریں جن سے ناپسندیدہ جذبات کے پیدا ہونے کا امکان ہو مثلاً جھگڑے ،لڑائیاں ،فساد وغیرہ یا ایسی فلمیں جن میں اس قسم کے مناظر دکھائے گئے ہوں۔

۷۔ جذبات سراسر نقصان دہ نہیں ہوتے جذبات میں آکر ہم ایسے کام کر سکتے ہیں جو عام زندگی میں ممکن نہیں ہوتے بچوں کو ایسے مواقع مہیا کرنے چاہیں کہ وہ حدود میں رہ کر اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں اور ان کی تسکین ہو سکے مثلاً اسکول میں مختلف مشاغل اور سرگرمیوں کا اہتمام۔

سوال نمبر 7: بچوں کے مختلف انفرادی اختلافات کی روشنی میں کم عقل، فطین، اضطراب اور معذور بچوں کی خصوصیات کا تقابلی جائزہ لیں۔ اور ان کی تعلیم میں خصوصی قدامات کو وضح کریں۔

جواب۔

انفرادی اختلافات: دنیا میں کوئی شخص بھی دوسرے کی مانند نہیں ہو سکتا۔ قدرت نے ہر شخص کو دوسرے سے منفرد بنایا ہے۔ جڑواں بچے جن کی وراثت ایک ہی نطفہ سے قرار پائی ہے بیشک دیکھنے میں ایک جیسے ہی کیوں نہ ہوں لیکن عادات واطوار یا شخصیت کے لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ وراثت اور ماحول کی مخصوص وجوہات کی بنا پر ہر فرد دوسرے سے مختلف ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ منفرد یا غیر معمولی فطرت کے عام بچوں سے واضح طور پر مختلف نظر آتے ہیں۔

غیر معمولی فطرت کے بچے اور ان کی تعلیم:۔ غیر معمولی فطرت کے بچے جسمانی، جذباتی، معاشرتی اور ذہنی اعتبار سے منفرد ہوتے ہیں۔ ان میں یہ خوبیاں یا خامیاں انتہا پر ہوتی ہے جس کی بنا پر ان کے لیے مخصوص توجہ اور طریقہ تعلیم کے ساتھ ساتھ منفرد ماحول اور مہیجات کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جوں ہی والدین کو ان کی مخصوص فطرت کا پتہ چلے۔ ان کی گھر میں مناسب دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ اسکول میں اساتذہ کو مطلع کر کے ان کا تعاون حاصل کرنا چاہیے۔

انفرادی اختلافات اور ان کی تعلیمی اہمیت:

قدرت نے ہر شخص کو دوسرے سے منفرد بنایا ہے۔ وراثت اور ماحول کی مخصوص وجوہات کی بناء پر ہر فرد دوسرے سے مختلف ہے۔ اسی طرح تعلیمی اور نفسیاتی نقطہ نظر سے بھی بچوں کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ویسے تو انسانوں کی انفرادیت ہر صورت میں علیحدہ ہوتی ہے۔ مگر چند غیر معمولی فطرت کے بچوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

غیر معمولی فطرت کے بچے اور ان کی تعلیم:

بچوں کے والدین اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر معمولی فطرت کے بچوں کی خصوصی خوبیوں کو مدنظر رکھ کر ان کو مناسب ماحول اور تعلیم دیں۔ اگر بچوں کی فطرت کو نظر انداز کر کے ان پر تعلیم کا بوجھ ڈالا جائے گا تو وہ نفسیاتی مسائل سے دوچار ہو کر معاشرے کے لیے غیر سودمند ہوں گے۔ لہذا والدین اور اساتذہ کو ان کی تفصیلی فطرت کا جائزہ لینا چاہیے۔ غیر معمولی فطرت کے مالک بچوں میں خوبیاں اور خامیاں انتہا پر ہوتی ہیں۔ لہذا ان کے لیے مخصوص ماحول اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذہنی طور پر معذور بچے اور ان کی تعلیم:

ذہنی طور پر پست، خاموش طبع اور اکیلے بیٹھے رہتے ہیں۔ عام بچوں کی نسبت ان کے پڑھنے کی رفتار سست ہوتی ہے۔ لہذا ان پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ انہیں آہستہ آہستہ اور دہرا کر پڑھانا چاہیے۔ ان کی ترقی کی رفتار سست ہوتی ہے۔ کئی بچے وراثتاً ذہنی لحاظ سے معذور ہوتے ہیں۔ اور ان کا علاج ناممکن ہے۔ لہذا اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ ان کو سادہ اور عام فہم طریقے سے سمجھائیں اور سختی، مار پیٹ سے اجتناب کریں۔

ذہین وفطین بچے اور ان کی تعلیم:

ایسے بچے اپنی ذہانت کی وجہ سے دوسروں پر چھا جاتے ہیں۔ ان میں مستقل مزاجی اور دیگر تخلیقی صلاحیتیں عام بچوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ان کی معلومات ودلچسپیوں کا دائرہ وسیع کر کے ان کو خوشگوار ماحول فراہم کیا جائے۔ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور کھیلوں میں مقابلہ بازی کی عادت ڈالی جائے تو ایسے بچے ممتاز شخصیت کے مالک بن جاتے ہیں۔

جسمانی طور پر معذور بچے اور ان کی تعلیم:

ہماری موجودہ آبادی میں تقریباً چودہ لاکھ معذور ہیں۔ ان کو لاچار سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لہذا ان میں جو فطری صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں وہ ابھر نہیں پاتیں۔ جہاں تک بچوں اور ان کی اقسام کا تعلق ہے ان میں نابینا، اپاہج، ناقص بینائی والے، بہرے، گونگے بچے شامل ہیں۔ معذور بچے ذہانت اور سوچ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کو معذور اعضائے خمسہ کے علاوہ دیگر اعضائے حواس سے بھی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ مثلاً اگر بینائی نہیں ہے تو آپ چھونے اور سونگھنے کی حس سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایم فل کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ان کو تعلیم دیں۔اگر ایسے بچوں کی مدد کی جائے ،تو ان کو مفید اور کارآمد شہری بیانا جاسکتا ہے۔

مضطرب بچے اور ان کی تعلیم:

بعض اوقات اضطراب اور ہیجانی کیفیت کی بدولت بچے جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ایسے بچے پریشان اور تھکے تھکے نظر آتے ہیں۔بعض بچے موروثی طور پر حساس ہوتے ہیں۔اور دوسروں سے گہرا اثر لیتے ہیں۔اکثر ایسے بچے پریشان اور تھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔وہ کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے۔اور سکول اور محلے کے ماحول کو زہر آلود کر دیتے ہیں۔بعض اوقات وہ پیار نہ ملنے کی وجہ سے وہ دوسروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔وہ سکول اور پڑھائی میں کم دلچسپی لیتے ہیں۔عموماً وہ ناخوش رہنے کی وجہ سے نئے نئے مسائل کھڑے کرتے ہیں۔اگر والدین گھر کے ماحول میں بچے کے لیے دلچسپی پیدا کریں تو وہ اضطراب کا شکار نہ ہوگا۔بچے کو کھیلنے کودنے اور اظہارِ خیال کرنے کا موقع دیں ،بچے کی رائے اور اس کی انا کا خصوصی خیال رکھا جائے۔خوشی اور غمی اور تفریح کے معاملات میں ایسے بچوں رائے کو اہمیت دیں۔کیونکہ اسی صورت میں وہ بہتر کارکردگی اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔بچے پر نہ تو بے جا سختی کی جائے اور نہ ہی اتنا ڈھیلا اس کو چھوڑا جائے کہ وہ بالکل لاپرواہ ہو جائے۔بچوں کی عمر اور ذہن کیمطابق ان سے توقعات رکھی جائیں۔کیونکہ اسی صورت میں وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں گے۔

فطری عمل۔

بعض اوقات پیار نہ پا کر وہ دوسروں سے اپنی نفرت کو اس حد تک بڑھا لیتے ہیں کہ بات بات پر جھگڑا کرنا ،توتو میں میں کرنا ،تشدد آمیز کام کرنا ،ان کے لیے سکون وراحت کا باعث ہوتا ہے۔ایسے بچے بڑے ہو کر جرائم پیشہ بن جاتے ہیں۔ان کو سماج دشمن حرکات میں توڑ پھوڑ کرنے ،بڑوں کا مقابلہ کرنے اور خلافِ قانون سرگرمیوں میں لذت حاصل ہوتی ہے۔عموماً یہ مضطرب بچے کھیل کود ،لڑائی اور مار کٹائی کے شوقین ہوتے ہیں۔تشدد آمیز واقعات یا جنگ وجدال کے حالات ،تشدد آمیز فلمیں اور کہانیاں وغیرہ پڑھ کر اپنے اوپر جنونی کیفیت بھی پیدا کر لیتے ہیں۔والدین کو چاہیے کہ وہ وقت نکال کر اپنے بچوں کو ضرور راہنمائی کے لیے انہیں اصول وضوابط سمجھا کر دنیا کی پیچیدگیوں سے آگاہ کریں۔ان کے الفاظ وخیالات کو سن کر انہیں مت نئے انداز وخیالات سے روشناس کرائیں۔اچھے کردار وعادات کے لیے مستقل اور باقاعدہ تربیت جاری رکھیں۔خوشی ،غم ،تقریبات اور خرید وفروخت کے معاملات میں انہیں اہمیت دیں۔ان کے خیالات کو سنیں اور مختلف معاملات کے سلجھانے میں ان کا تعاون حاصل کریں۔ان کی رپورٹ وخیالات میں اپنے بچپن کے واقعات اور موجودہ تجربات ان سے بیان کریں۔مطالعہ کے دوران ان کی وقتاً فوقتاً راہنمائی کریں اور اساتذہ سے کم از کم مدسے میں ایک دوبار جا کر ان کی کارکردگی کا جائزہ لیں۔بچے پر نہ تو سخت بوجھ ڈالیں کہ وہ تعلیم وذمہ داری سے متنفر ہو کر راہ فرار اختیار کر لے اور نہ ہی اتنا ڈھیلا چھوڑ دیں کہ وہ بے فکر ہو کر لاپرواہی کا شکار ہو جائے۔بچوں کے ذہن اور عمر کے مطابق ان سے توقعات رکھیں۔کیونکہ صرف اسی صورت میں وہ بہتر کارکردگی اور احساس ذمہ داری کا ثبوت دے سکیں گے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 8: تعلم کی تعریف اور اس سے متعلق تصورات بیان کریں نیز تعلیم کی اقسام اور قوانین پر تبصرہ کریں۔

جواب۔

تجربے اور تربیت سے انسانی فکر وکردار میں مختلف النوع تغیرات رونما ہوتے ہیں۔یہ تغیرات انسان میں عادات واطوار ،رجحانات ،مہارت وکمال ، علم وہنر ،سمجھ بوجھ اور بصیرت وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ان تغیرات کے پیدا ہونے کے عمل کو تعلم کہتے ہیں۔

تعلم نہ صرف تغیر یا تبدیلی کا رونما ہونا ہی ہوتا ہے بلکہ یہ سیکھے ہوئے مواد کو روزمرہ زندگی میں استعمال کرنے کا نام بھی ہے۔مثال کے طور پر ایک بچہ دوڑا جاتا ہے اور گرم پانی کی کیتلی کو چھو لیتا ہے۔اس صورت میں اس کا ہاتھ جل جاتا ہے۔اس کو تکلیف محسوس ہوتی ہے وہ اس کے بعد اس کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔بلکہ اس سے دور ہی رہے گا۔اس میں یہ تبدیلی اصل میں اس کے تجربے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ایسی تبدیلی جو کسی تجزیے کے نتیجہ میں افراد میں پیدا ہو تعلم یا آموزش کہلاتی ہے۔

تعلم کے ذریعے بچے کا رجحان اور اس کو پڑھانے کے طریقوں کے متعلق بہتری لائی جاتی ہے بچوں کی صحیح نشوونما تربیت کا عمل پروان چڑھتا ہے۔جان لاک کا خیال ہے کہ بچوں کا ذہن سلیٹ کی طرح صاف ہوتا ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ ہر بچہ فطری طور پر خود خصائص لئے ہوتا ہے انسان میں سیکھنے کیلئے منفی اور مثبت خوبیاں موجود ہوتیں ہیں لہذا اس کو اپنی مرضی کے تحت استعمال میں لاتا ہے۔

تعلم ایک حرکی عمل ہے۔مثال کے طور پر چوہوں کو خوراک دی ہو اور خوراک کو ایک طرف جانے کے راستے ٹیڑھے اور تنگ کر دیئے جاتے ہیں تو وہ خوراک تک پہنچنے کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ بنا لیتے ہیں۔اسی طرح انسان اپنے آپ کو ماحول اور ہر خطرے سے نپٹنے کی صلاحیت اپنی حرکات میں تبدیلی کے باعث کر لیتا ہے۔یہ ایک مسلسل عمل ہے حالانکہ انسان کی نیند میں بھی یہ عمل انسان کو نہیں چھوڑتا۔انسان کا ذہن ہر وقت کسی نہ کسی سرگرمی میں دلچسپی اور سیکھنے میں الجھا رہتا ہے۔تعلم تدریجی عمل بھی ہے ماں کے پیٹ سے کوئی بھی سیکھ کر اس دنیا میں نہیں آتا انسان عمر کے لحاظ سے اور ذہنی نشوونما جو آہستہ آہستہ ذہن کو پختہ کرتی ہے اس کی مدد سے سیکھتا ہے تعلم با مقصد عمل ہے یہ محض ایک بیکار عمل نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مطلب روزمرہ عام عادات کا سیکھنا ہے۔شعوری عمل کے طور پر بھی اس کو لیتے ہیں جتنے بھی قانون یا بات کے عوامل ہیں ان کو ترتیب سے پرکھنا تاکہ اس کے نتائج سے پہلے آگاہی حاصل کر لی جائے۔تاکہ مستقبل میں کوئی نقصان نہ اٹھانا نہ پڑے۔عمل بالیدگی سے ذہن میں تازگی جذبات میں پختگی اور رویہ میں سنجیدگی آتی ہے۔لہذا مکمل تعمیری مناسب ذہنی نشوونما کا نام بالیدگی ہے یہ ساری باتیں تعلم کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں۔

تعلم کے مختلف عناصر: جس طرح ایک پودے کی نشوونماء پر مختلف عوامل مثلاً مخصوص زمین ،آب وہوا اور دیکھ بھال اثر انداز ہوتے ہیں۔اس طرح تعلم پر بھی بہت سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس ،پروپوزل ،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ،ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی ،امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

عناصر انداز ہوتے ہیں۔اوران کوموجودگی سے تعلم کی اثر پذیری کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔ایک استاد کے لیے اپنی تدریس کے دوران میں ان عوامل کا پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

خصوصیات وقوانین۔

تھارن ڈائیک نے اپنے نظریہ تعلم کے ماتحت تین قوانین یا اصول بنائے ہیں ان کو ہم تعلم یا آموزش کے قوانین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔اکثر ماہرین نفسیات نے اس کے مقرر کردہ قوانین کی تائید کی ہے اور انہیں آموزش کے عمل میں معاون قرار دیا ہے۔ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ قانون آمادگی: قانون آمادگی سے مراد یہ ہے کہ بغیر آمادگی یا ترغیب کے آموزش کا عمل ممکن نہیں ہوتا۔ہم کسی شے کو سیکھنے کیلئے صرف اسی وقت کوشش کریں گے جب ہم اس کیلئے پورے طور پر آمادہ ہوتے ہیں ہم بچوں کو نئے سبق کے مطالعے کیلئے مختلف طریقوں سے آمادہ کرتے ہیں۔مثلاً دلچسپ تمہیدی سوالات اور اس کی دلچسپی کا سامان موجود ہے یا کوئی مقصد ہے تو وہ اس کیلئے آمادہ ہوگا، ورنہ وہ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے گا اور کوئی تعلم وقوع پذیر نہیں ہوگا۔

2۔ **قانون مشق:** یہ قانون اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ مشق آدمی کو ماہر بناتی ہے۔اگر کسی چیز کی تکرار یا مشق کی جائے تو وہ چیز جلد سیکھ لی جاتی ہے اور اس کے اثرات پائیدار ہوتے جاتے ہیں مثلاً اگر ہم ٹائپنگ مشین کی مشق برابر جاری رکھیں گے تو ٹائپنگ کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور پختگی بھی پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ حساب میں نیا قاعدہ سیکھنے کے بعد اس کی پختگی کیلئے مشق کی جاتی ہے۔اس طرح املاء کی غلطیوں کی مسلسل مشق کی جاتی ہے۔لہٰذا اس قانون کے ماتحت بچوں کو کام میں مصروف رکھا جائے اور ان کو گھر کا کام با قاعدگی سے دیا جائے تا کہ بچے ان مضامین میں پختگی حاصل کر سکیں۔

3۔ **قانون تاثیر:** اس قانون کا مدعا یہ ہے کہ اگر کسی خاص فعالیت کے انجام دینے سے تسکین اور راحت میسر ہوتا وہ فعالیت زیادہ اور جلد مستحکم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔لیکن کوئی فعالیت ناگوار اثرات کی حامل ہوتو اس جواب نکال لیتا ہے تو وہ خوشی سے مزید سوالات بھی حل کرتا جاتا ہے۔اگر اس کا جواب درست نہ ہوتو وہ مایوس ہوکر مزید سوالات حل کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ہر سیکھنے والے پر کامیابی اور ناکامی کا گہرا اثر ہوتا ہے۔جانوروں پر تجربات کر کے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ قانون تاثیر کو تعلم میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔استاد کو چاہیئے کہ غلط یا صحیح کارکردگی کی صورت میں طلبہ کیلئے ستائش یا سرزنش جیسی ٹیکنیکوں کا موزوں طریقے سے استعمال کرے تا کہ قانون تاثیر کے مطابق ان میں تعلم کو بہتر سے بہتر بنایا جا سکے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

علم پر اثر انداز ہونے والے عوامل: جس طرح ایک پودے کی نشوونما پر مختلف عوامل مثلاً مخصوص زمین، آب وہوا اور دیکھ بھال اثر انداز ہوتے ہیں۔اس طرح تعلم پر بھی بہت سے عناثر انداز ہوتے ہیں۔اوران کوموجودگی سے تعلم کی اثر پزیری کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔ایک استاد کے لیے اپنی تدریس کے دوران میں ان عوامل کا پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

آمادگی: کسی چیز کی خواہش، ضرورت اور آمادگی اسے حاصل کرنے میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔تعلم میں بھی آمادگی یا مقصد کے حصول کی خواہش کا ہونا لازمی ہے۔بچہ جب تک ذہنی اور جسمانی طور پر کسی کام کو سیکھنے کے لیے آمادہ نہ ہوا سے کچھ سکھانا مشکل اور بے سود ہوتا ہے۔آمادگی میں جسمانی پختگی، ذہنی تیاری یا سیکھنے کی صلاحیت، ماضی کے تجربات اور سیکھنے کی خواہش وغیرہ شامل ہیں۔استاد کھیل کود، سمعی وبصری معاونات کے استعمال اور ذاتی تحریک کے ذریعے سے بچوں میں سیکھنے کی خواہش پیدا کر سکتا ہے۔آمادگی جبر وتشدد سے نہیں بلکہ پیار، محبت سے پیدا کی جانی چاہیئے۔

تحریک:

کسی چیز کو حاصل کرنے کیلیے خواہش اور محنت لازم ملزوم ہیں۔اسی خواہش کے زیر اثر ہمارے اندر تحریک پیدا ہوتی ہے۔جب تک وہ چیزیں حاص نہ ہوں۔ہم آرام وچین سے نہیں بیٹھتے۔تعلم میں ضرورت یا مقصد کی موجودگی اشد ضروری ہے۔اس کے بغیر اساتذہ کے لیے طلبہ کو تعلم کی طرف متوجہ رکھنا مشکل ہے۔چونکہ تحریک کی ابتداء احتیاجات یا ضرورت سے ہوتی ہے۔اسلئے مدرس کو بچے کی احتیاجات یا ضرورت کی نشاندہی کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے اور پھر ان کی روشنی میں طلبہ میں تعلم کے لیے تحریک پیدا کرنا چاہیئے۔اس کے علاوہ انعام، گروہی مقابلے، نتائج کا علم، مناسب رہنمائی اور مدرسے کا خوشگوار ماحول بچوں کی سیکھنے کی خواہش میں تحریک پیدا کرتے ہیں۔

دلچسپی:

کوئی کام اس وقت شوق اور انہماک سے کیا جاتا ہے جب اس سے کرنے والے کو خوشی حاصل ہو۔مدرس بچوں کو ان مختلف دلچسپیوں اور مشاغل کو درس وتدریس کے دوران میں استعمال کر کے اسباق کو دلچسپ، آسان اور مربوط انداز میں پیش کرنے کیلئے سمعی وبصری معاونات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہیئے۔اس کو تدریس کے دوران بچوں کے سوالات کے جوابات فراخدلی سے دینے چاہئیں۔بچوں کیلئے درسی سہولتوں کے علاوہ تفریحی مشاغل کا بھی اہتمام ضروری ہے۔تا کہ کسی نہ کسی طریقے سے تعلیم وتدریس میں ان کی دلچسپی جاری رہے۔

توجہ:

احاطہ شعور میں سے چند اشیاء کو منتخب کر کے واضح شعور میں لانے کا نام توجہ ہے۔تعلم میں توجہ کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔جب کوئی بچہ کسی کام کو زیادہ دیر تک انہماک اور شوق سے کرتا رہے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ توجہ دے رہا ہے۔توجہ ان کاموں میں قائم رہتی ہے جن میں دلچسپی، تنوع اور معنی موجود ہوں۔بچوں کی توجہ قائم رکھنے کے لیے ضروری

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہے کہ سبق کے دوران ایسی مثالیں دی جائیں جو بچوں کی دلچسپی اور ذہنی سطح کے مطابق ہوں۔کام میں دلچسپی اور نیا پن تدریس کے لیے طریقوں کو استعمال کر کے پیدا کرنا چاہیئے۔استاد کا ذاتی رویہ،سمعی وبصری معاونات کا استعمال اور بچوں کی عملی زندگی سے مثالیں توجہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جذبات:

تعلم کے ساتھ بچے کی جذباتی صحت کا بہت گہرا تعلق ہے۔عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین اور اساتذہ بچوں کی زندگی کو اہمیت محسوس نہیں کرتے۔جس سے ان کے جذبات بری طرح مجروح ہوتے ہیں۔اور وہ اضطراب اور کھچاؤ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔یہ پریشانیاں اور الجھنیں بچوں کی تعلیمی رفتار پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔اور وہ تعلیم کے ساتھ تمام دلچسپیاں کھو بیٹھتے ہیں۔اس لیے والدین اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ بچوں کی جذباتی صحت کا پورا پورا خیال رکھیں۔ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان کو ایسے کام دیں جوان کی استعداد کے مطابق ہوں۔ان کی جذباتی نشوونما جاری رہے۔اور تعلم پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے رہیں۔

ذہانت:

بظاہر ہم سب شکل وصورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔لیکن ذہانت یا کارکردگی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں مثال کے طور پر جماعت میں کوئی بچہ اول،کوئی دوام،کوئی سوم آتا ہے۔کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو بڑی کوشش کے بعد نا کام رہتے ہیں۔اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ بچوں کا بغور مشاہدہ اور معائنہ کر کے ذہانت اور ذہنی پختگی کے اعتبار سے بچوں کی فریق بندی کریں تا کہ کم وبیش ایک جیسی ذہانت کے بچوں کو استاد ان کی ذہانت کے معیار کے مطابق پڑھانے کا اہتمام کرے۔

7- تکان اور بوریت:

تکان اور بوریت دونوں سبق میں طلبہ کی دلچسپی پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔تکان کی وجہ سے ذہنی وجسمانی صلاحیتوں میں کمی آجاتی ہے۔اور بوریت کسی کام سے نفرت کا احساس پیدا کرتی ہے۔لہذا اساتذہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ طلبہ تکان اور بوریت کا شکار نہ ہوں تا کہ وہ اسباق میں دلچسپی لے کر ان سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔

پیشہ ورانہ رجحان اور خصوصی استعداد:

خصوصی استعداد سے مراد وہ صلاحیت ہے جو تمام انسانوں میں مختلف درجات تک موجود ہوتی ہے۔یہ کسی شخص کے کسی خاص کام،علم یا مخصوص شعبے میں مہارت اور رجحان کو ظاہر کرتی ہے۔لہذا اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ معیاری آزمائشوں کی روش میں یا بچوں سے گفتگو کر کے وہ ان کی تعلیمی کارکردگی اور دلچسپی کے ذریعے سے ان کے پیشہ ورانہ رجحان کا پتہ کرائیں۔مضامین کے انتخاب میں مدد دی جائے تا کہ بہتر تعلم کی راہ ہموار ہو سکے۔

رویہ یا ذہنی طرز عمل:

نقطہ نگاہ یا کسی چیز کو پسند اور ناپسند کرنے کا نام رویہ ہے کسی خاص شخص یا خیال سے ہمارا خاص طرز سے پیش آنا ہمارے رویے کی نشاندہی کرتا ہے رویہ اور انداز فکر وعمل بھی تعلم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ بچے ہر کام میں بڑوں کی تقلید کرتے ہیں اور وہی عادات اور رویے اپناتے ہیں جن کا وقتاً فوقتاً ان کے والدین اظہار کرتے ہیں۔اس لیے والدین اور اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ اعلیٰ وارفع کردار کا مظاہرہ کریں۔اور اپنے اندر پسندیدہ عادات واطوار پیدا کریں تا کہ بچے بھی اعلیٰ اور پسندیدہ اوصاف کے مالک بن جائیں۔اس طرح وہ معاشرتی طور پر پسندیدہ عادات واطوار اور اوصاف حمیدہ اور دیگر خوبیوں کا تعلیم کرسکیں گے۔

مشق:

کسی نئی چیز کا سیکھنے،ذہن نشین میں محفوظ کرنے اور پھر بوقت ضرورت اس واقفیت یا مہارت کو روزمرہ زندگی میں استعمال کرنے کے لیے ہمیں اس کام کو بار بار دہرانا پڑتا ہے املا سیکھنے کے لیے سینکڑوں بار تختی لکھنا پڑتی ہے۔اس طرح سائیکل چلانے کے لیے بھی مشق لازمی ہے۔حساب میں ہر نیا قاعدہ سیکھنے کے بعد اس میں مشق کرائی جاتی ہے۔لیکن بغیر سمجھے مشق بے معنی اور بے سود ہوتی ہے۔کچھ افعال اور مضامین بغیر دقت اور کم دقت سے ہی مشق سے ہی از بر ہو جاتے ہیں۔لیکن بعض مضامین بار بار دہرانے کے بعد بھی مشکل سے حافظے میں محفوظ ہوتے ہیں۔اس لیے اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ وہ طلبہ کو مختلف قسم کی مہارتیں اور تصورات سکھاتے وقت ان کی مناسب مشق کا ضرور اہتمام کرتے رہیں تا کہ موثر اور پائدار تعلم ہو سکے۔

نشوونماء کے مدارج:

تعلم اور نشوونماء کا گہرا تعلق ہے۔بعض مہارتیں عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ خود بخود آجاتی ہیں۔اور مخصوص عمر سے پہلے سکھانے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اس لیے تعلیم وتدریس کے عمل میں اساتذہ بچوں کی نشوونماء کے مختلف مدارج اور ان کی خصوصیات کو اپنے پیش نظر رکھیں۔اور ان کے سپرد ایسے کام کریں جوان کی نشوونماء اور ان کی صلاحیتوں کے مطابق ہوں تا کہ ان کے تعلم پر خوشگوار اثرات مرتب ہوسکیں۔

-جزا وسزا:

انعامات بچپن کے لیے ایک عمدہ ترغیب ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ جب سال کے آخر میں جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر بہترین کھلاڑی،بہترین مقرر اور بہترین طلبہ کو انعامات دیے جاتے ہیں تو نہ صرف انعامات حاصل کرنے والا طالب علم بلکہ اس کے والدین،اساتذہ اور دوست احباب بھی خوشی سے پھولے نہیں

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں ۔

سماتے ۔اس عزت افزائی کی وجہ سے بچے میں تعلیم سے رغبت پیدا ہوتی ہے ۔بعض اساتذہ سزا کا خوف دلا کر بچوں سے کام لیتے ہیں ۔تھوڑے عرصے تک تو بچے خوف سے کام کریں گے لیکن آخر کار وہ ڈھیٹ بن جائیں گے ۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ ان تمام عوامل کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے جزا و سزا کا مناسب اور محفوظ طریقے سے استعمال کریں تاکہ اس سے تعلیم میں بھرپور مدد مل سکے ۔

سوال نمبر 9: شخصیت سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کی ماہیت بیان کریں؟

جواب:

شخصیت کے مفہوم سے مراد: شخصیت بہت عام لفظ ہے جو عام طور پر اس تاثر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جو ایک فرد دوسرے فرد یا افراد سے متعلق قائم کرتا ہے ۔ لیکن در حقیقت لفظ شخصیت کی اصل ماہیت کو سمجھنا اور اس کی جامع تعریف کرنا بہت مشکل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شخصیت انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہوتی ہے ۔اس کی ظاہری اور باطنی اعمال کی آئینہ دار اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کی مکمل تصویر ہوتی ہے ۔

شخصیت انگریزی لفظ (Personality) کا ہم معنی ہے یہ انگریزی لاطینی لفظ (Persona) سے مشتق ہے ۔جس کی معانی نقاب کے ہیں ۔وہ نقاب جو اس زمانے میں اداکار پہن کر سٹیج پر اپنا مخصوص کردار ادا کرتے تھے ۔اس اعتبار سے شخصیت سے مراد ہمارا وہ خاص انداز اور ہمارے کردار کا مجموعی اور تمام ذہنی و جسمانی اوصاف کا مرقع ہے ۔

کاشان اکیڈمی

- ☆ **ایک ماہر نفسیات البورٹ (Allport) کے نزدیک:** ''شخصیت کے معنی سماجی مہیجات کے لیے مخصوص انفرادی جوابات اور ماحول کے سماجی خدوخال سے مطابقت کی صفت ہے ۔''

0334-5504551

- ☆ **ایک اور ماہر نفسیات سائمنڈس (Symonds) کے بیان کے مطابق** ''شخصیت زندگی کے مختلف مراحل میں فرد کی چلتی پھرتی تصویر ہے ۔''
- ☆ **ایک امریکی ماہر نفسیات گیرٹ (Garrett) کے مطابق** ''شخصیت سے مراد سیرتی اوصاف کی وہ تنظیم ہے جس سے کسی فرد کی وضاحت ہوتی ہے ۔''
- ☆ **ایک اور مشہور مصنف ہلگارڈ (Hilgard) کے بیان کے مطابق** ''شخصیت سے مراد وہ انفرادی خصوصیات اور کرداری طریقے ہیں جو اپنی منظم شکل میں فرد اور ماحول کی منفرد مطابقت کی آئینہ دار ہیں ۔''

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

- ☆ **وڈورتھ (Wood Worth) کے نزدیک** ''شخصیت ہمارے اوصاف کی کلی تنظیم ہے ۔''
- ☆ **فرائڈ کے خیال میں** شخصیت کی بنیاد لاذات (ذات انا) اور فرق انا پر ہے ۔

شخصیت کا بنیادی مفہوم انفرادیت سے عبارت ہے ایک ہی والدین کی اولاد، یکساں ماحول میں پرورش پانے کے باوجود ایک دوسرے سے منفرد ہوتی ہے ۔ہر شخص ایک واضح اور جداگانہ شخصیت کا حامل ہوتا ہے ۔یہ یکتائی اور انفرادیت ہی اسے فرد بناتی ہے وہ وراثت اور ماحول سے اپنی بساط کے مطابق اپنا حصہ لیتا ہے لیکن اس ذاتی تجربہ، مشاہدہ، علم اور احساس اس کی اپنے منفرد انداز میں پرورش کرتا ہے ۔

شخصیت فرد کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے ۔تبدیلیوں کے باوجود اس میں ایک تسلسل پایا جاتا ہے ۔یہی تسلسل اس کی پہچان ہے ۔والدین اور اساتذہ اپنی تعلیم و تربیت سے جس شخصیت کی بنیاد زندگی کے ابتدائی سالوں میں رکھ دیتے ہیں ان کی روشنی ہی میں زندگی کا آئندہ لائحہ عمل، انداز فکر اور دوسرے پہلو پروان چڑھتے ہیں ان سے بالکل انحراف ممکن نہیں البتہ اس میں کس حد تک تبدیلی ممکن ہے ۔مثلاً کوئی غلط صحبت کے سبب برائی میں ملوث ہو گیا لیکن پھر اس روش سے لوٹ آیا ۔یہ واپسی بھی ابتدائی تعلیم و تربیت کی مرہون منت ہے، ماضی کو الگ کر دینا بہت مشکل ہے ۔دراصل شخصیت کی کڑیاں ماضی اور حال میں اس طرح پیوست ہیں کہ انہی سے مستقبل کا تصور ابھرتا ہے ۔زندگی کے نشیب و فراز اور اہم موڑ شخصیت کے لئے سنگ میل ثابت ہو سکتے ہیں لیکن ان کا تسلسل اور انفرادیت بہرحال قائم رہتا ہے ۔غرض شخصیت فرد کی نفسیاتی تعمیر ہے جو ذہنی و جسمانی، اخلاق و معاشرتی اوصاف کا عمدہ امتزاج ہے ۔ان اوصاف کی وحدت، تنظیم تسلسل اور انفرادیت ہی شخصیت کی قسم متعین کرتی ہے ۔

شخصیت کی ناقص تعمیر کی وجوہات: انسانی زندگی میں ابتدائی بچپن کو بہت اہمیت حاصل ہے ۔آئندہ زندگی کی مسرت و کامیابی کا انحصار انہی واقعات اور تجربات پر ہے ۔اگر اوائل عمر میں بہتر تعلیم و تربیت میسر آ جائے، خوشگوار ماحول اور سیر و تفریح کی بہتر سہولیات میسر ہوں تو آئندہ زندگی میں خوشی اور کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ۔اس کے برعکس اگر ابتدائی سالوں میں ناقص کرداری نمونے ملیں گھر اور مدرسے کا ماحول ناخوشگوار ہو تو شخصی تعمیر کے مواقع گھٹ جاتے ہیں ۔چند عناصر کا ذکر مندرجہ ذیل ہے ۔جو کہ ناقص شخصی تعمیر کا موجب بنتے ہیں ۔

1- محبت سے محرومی: وہ بچہ جس کو گھر پر والدین کی معقول محبت میسر آ جائے ان جذبوں کو سمجھنے اور اپنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کے برعکس جو بچہ والدین کی شفقت سے محروم ہو وہ محبت کے لطیف جذبے کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے ۔گھر کی اضطراب انگیز فضا بچے کو ذہنی مریض بنا دیتی ہے ۔والدین کے باہمی جھگڑے، گالی گلوچ، مار پیٹ، اخلاقی قدروں کی پامالی، عدم تحفظ کا احساس اس کو اپنی نظر میں کمتر بنا دیتی ہے ۔محبت سے محرومی کے سلسلے میں یہ امر ضروری ہے کہ پتا چلے کہ بچے والدین میں سے کسی ایک ہستی کی محبت سے محروم ہیں یا دونوں کے التفات سے محروم ہیں ۔اگر ایک ہستی محبت کرنے والی ہے تو کس حد تک مشفق ہے ۔

2- بے جا تحفظ: والدین خصوصاً ماں کی بے حد محبت بچے کا حد سے زیادہ خیال اور حفاظتی تدابیر مثبت شخصی تعمیر میں بہت رکاوٹ ثابت ہوتی ہیں ۔سردی و گرمی کے اعتبار

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کے داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سے بچے کے کپڑوں کا خیال۔ دواؤں اور غذاؤں کا پرہیز، سردی گرمی سے بچاؤ ۔ سالوں کے اعتبار سے بچے کو پاس سلانا جو کہ بچے کے جذبہ خود مختاری کی نفی کرتے ہیں۔ اس طرح بچے کو زندگی قریب سے دیکھنے اور برتنے کا موقع نہیں ملتا۔

-3 بے جا محبت (Over indulgence): والدین یا اہل خانہ کی حد درجہ محبت، لاڈ اور بچے کے ناز نخرے برداشت کرنے کی عادت بھی بچے کی شخصیت کو مریض اور نا اہل بنا دیتی ہے۔ محبت سے محروم بچہ صحت مند انسانی تعلقات میں گرم جوشی سے حصہ نہیں لیتا۔ لیکن اس کے برعکس لاڈلے بچے جلدی تعلقات استوار کر لیتے ہیں اور ان کو اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ گویا ان کی محبت دوستی اور گرمجوشی کسی خاص مقصد کے حصول تک باقی رہتی ہے۔ بگڑا ہوا بچہ باغی ہوتا ہے۔ وہ دور اندیش نہیں ہوتا اور نہ اتنا صبر کر سکتا ہے کہ حال کی تلخیاں برداشت کر کے مستقبل کے فائدے حاصل کر سکے، وہ بوکھلا اٹھتا ہے۔

والدین کی بچوں سے بلند توقعات کی وابستگی: شخصیت کی ناقص تعمیر میں وہ اعلیٰ توقعات بھی شامل ہیں جو کہ والدین اپنے بچوں سے وابستہ کر لیتے ہیں۔ ان مقاصد کو حاصل نہ کرنے کی صورت میں بچہ خود اپنی نظر میں گر کر اپنے آپ کو مجرم تصور کرنے لگتا ہے۔ اگر بچہ C گریڈ سے B گریڈ لیتا ہے تو والدین خوش ہونے کی بجائے اس کو رغبت دلاتے ہیں کہ A گریڈ حاصل کرو۔ والدین کے لیے بچے کی فطری استعداد کا احترام کا نا لازمی ہے۔

-5 بے لچک اور غیر اخلاقی معیار: بعض دفعہ والدین لاشعوری طور پر اپنی کوتاہیوں کا بدلہ لینے کے لیے ایسا اخلاقی معیار وضع کر دیتے ہیں جو کہ بچے میں شخصی تعمیر کی بجائے تخریب کا سبب بن جاتا ہے۔ بچہ شدید ذہنی اور جذباتی گھٹن کا شکار ہو جاتا ہے۔ معمولی باتوں کو گناہ کا سبب بنانا، ہر وقت کی نصیحت، سخت، بندشیں اور اخلاقی معیار سے گھبرا کر بچہ بغاوت پر اتر آتا ہے۔

-6 ناقص نظم و نسق: نظم و نسق میں اعتدال رکھنا ضروری ہے۔ مدرسے اور گھر کا ناقص ماحول بچوں کی جذباتی صحت برباد کر دیتا ہے۔ عموماً بگڑے ہوئے، منہ پھٹ اور بے لحاظ بچے ایسے گھروں کی پیداوار ہوتے ہیں جہاں ہر قسم کی کھلی چھٹی ہوتی ہے ۔ ناقص نظم و نسق میں وہ ماحول بھی آ جاتا ہے جہاں پر بچوں کو کبھی حد درجہ آزادی دی جاتی ہے اور کبھی کڑی پابندیوں کے تحت رکھا جاتا ہے۔

-7 بیگانہ رقابت: جب والدین بچے کو توجہ اور محبت کا اہل نہیں سمجھتے۔ جیسے کہ نوزائیدہ بچے کے آنے سے پہلے خیال کرتے تھے۔ تو بچے میں اس بچے سے حسد کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رقابت کا ذمہ دار وہ بچہ ہی نہیں بلکہ گھر کے حالات بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح بچہ احساس کمتری کا شکار ہو کر گھر سے بھاگ جاتا ہے اور والدین سے انتقام لینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

سوال نمبر 10: رہنمائی اور مشاورت میں فرق بیان کرتے ہوئے رہنمائی کے مختلف طریقوں کو بیان کریں۔

جواب۔

رہنمائی : رہنمائی کے لفظی معنی ہیں ''راہ دکھانا'' پاکستان میں بسنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ ان کا ایک واضح نظریہ حیات ہے ایک مقصد ہے بچے بھی خدا کی امانت ہیں۔ ان کے جسم اور ذہن کی تمام قوتیں اور صلاحیتیں خدا کا زبردست عطیہ ہیں۔ لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرنا عین فطرت ہے۔ بچوں میں انفرادی اختلافات پائے جاتے ہیں، اس لیے بچوں کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بچے کی اپنی ایک شخصیت ہوتی ہے۔ وہ بے جان چیز نہیں بلکہ قوم اور قدرت کی امانت ہے۔ اس میں صلاحیتیں قدرت نے رکھی ہیں، انہیں نہ بہت اکسا کر اور نہ زیادہ دبا کر خراب کیجئے۔ اس لیے شروع ہی سے اس کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ پہلے والدین بچے کی رہنمائی کریں پھر اساتذہ اور آخری وہ خود اپنے ماحول سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی زندگی میں مطابقت پیدا کرے۔

رہنمائی سے مراد افراد کے ذاتی، تعلیمی اور معاشی مواقع کو دانشمندانہ طریقے سے استعمال میں لانا ہے۔ یہ ایسی معاونت ہے جو بچے کو اپنے آپ کو اپنے ہم عصروں کو، مدرسے کو اور اپنی تہذیب کو مکمل طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ جونز کے الفاظ میں رہنمائی سے مراد کسی دوسرے فرد کی اس طرح اعانت کرنا ہے کہ وہ فیصلہ کر سکے کہ وہ کہاں جانا چاہتا ہے اور کس طرح اپنے مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے مدعا ایسے مسائل کا حل بھی ڈھونڈتا ہے جس سے وہ زندگی میں دوچار ہوتا ہے۔

بچہ باپ بننے تک کئی مرحلوں سے گزرتا ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو کچھ ضروریات ساتھ لے کر آتا ہے اور کچھ ضروریات ماحول سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان ضروریات کی تکمیل کے لیے اسے جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ کوشش میں کامیابی سے سکون ملتا ہے، ناکامی سے الجھن پیدا ہوتی ہے اور اس طرح مسائل سامنے آتے ہیں۔ جوں جوں بچہ بڑھتا ہے، ضروریات اور مسائل میں پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض مسائل کے حل میں اسے کچھ زیادہ ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اسے رہنمائی حاصل کرنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یوں تو ابتداء ہی سے بچے کو کسی نہ کسی طرح کی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے، رہنمائی کی نوعیت بدلتی جاتی ہے اور رہنمائی کا کام مشکل سے مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں کچھ تو مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے اور کچھ ماحول کے زیادہ پیچیدہ نہ ہونے کی وجہ سے رہنمائی کا کام زیادہ مشکل نہ تھا۔ موجودہ دور میں صنعتی انقلاب سے لیکر خلائی دور تک زندگی گزارنے کے انداز بدلے، طور طریقے بدلے، ماحول میں بہت سے نئے عناصر پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مسائل سامنے آئے۔ نتیجے کے طور پر رہنمائی کا کام آسان نہیں رہا اور بدلتے ہوئے حالات کے ماتحت رہنمائی کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی ہے۔

مسائل اپنی پیچیدگیوں کی بناء پر مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں۔ کچھ کے حل آسان ہوتے ہیں کچھ کے مشکل۔ افراد اپنی صلاحیتوں اور تجربات کی بناء پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسئلہ کسی ایک فرد کے لیے نہایت اہم اور شدید ہو سکتا ہے جبکہ وہی بات کسی دوسرے کے لیے بالکل غیر اہم اور سادہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہوتی ہے۔اس کے علاوہ افراد کی زندگی کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔ان مقاصد کے لیے ایک سے زیادہ راہیں ہو سکتی ہیں۔ہوسکتا ہے کہ فرد اپنے مسائل کا حل خود نہ ڈھونڈ سکے۔مثلاً بچے کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کھلونے کس طرح حاصل کرسکتا ہے۔طالبعلم مضامین کے انتخاب میں بے بسی محسوس کرتا ہو استاد کو شاگرد کی اہلیت اور قابلیت کا پتہ نہ چلے۔ملازم رکھنے والے کو فرد سے رہنمائی کی مہارت کا پتہ نہ چل سکے، کاریگر کو اپنے رجحان کا اندازہ نہ ہو سکے۔ان حالات میں کسی دوسرے فرد سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔یہ رہنمائی عام آدمی سے لے کر ماہر نفسیات تک فراہم کرسکتا ہے۔رہنمائی کے سلسلے میں ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ فرد میں صلاحیتیں تو موجود ہوتی ہیں،صرف انہیں کام میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام کوئی ماہر ہی کرسکتا ہے۔

ایک ماہر نفسیات نے رہنمائی کی تعریف یوں کی ہے کہ ’’رہنمائی کسی فرد کی وہ امداد ہے جس میں فرد کو یہ فیصلہ کرنے میں مدد دی جاتی ہے کہ وہ کہاں جانا چاہتا ہے، کیا کرنا چاہتا ہے اور اپنے مقصد کو کس طرح بہتر طریقے سے حاصل کرسکتا ہے۔یہ اس کے ذاتی مسائل کے حل کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔‘‘اس تعریف سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ رہنمائی نہ تو صرف راستہ دکھانے کا نام ہے اور نہ اپنی بات دوسروں پر ٹھونسنے ، بلکہ یہ ایک قسم کا دوستانہ مشورہ ہے جو ایک شخص دوسرے کو دیتا ہے۔رہنمائی فرد کو اس کے مسائل سمجھنے اور ان پر قابو پانے کا اہل بناتی ہے۔رہنمائی نہ ہونے کے نتیجے میں فرد راستے سے بھٹک سکتا ہے،غلط فیصلے کرسکتا ہے اور عدم مطابقت کا شکار ہوسکتا ہے۔تعلیم میں رہنمائی دراصل بذات خود ایک تعلیم ہے جو اپنے آپ کو سمجھنے اپنی صلاحیتیں کا شعور کرنے اور پھر ان کو پوری طرح کام لا کر کارآمد شہری بنانے کا نام ہے۔

مشاورت: مشاورت دراصل کسی کو سامنے بٹھا کے،اس کے مسائل کو سمجھ کر مشورہ دینے کا نام ہے۔رہنمائی میں مشاورت بھی شامل ہے۔یہ دو افراد کا باہمی رابطہ ہے، براہ راست اور لگاتار گفتگو کا ایک سلسلہ ہے۔مشاورت ہر وقت اور ہر قسم کے آدمی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔مشاورت کی تین اقسام ہیں:

1۔ پیشہ ورانہ 2۔ تعلیمی 3۔ ذاتی

حقیقت میں تینوں قسمیں ایک ہی عمل کے مختلف پہلو ہیں۔ذاتی مسائل کو سمجھے بغیر تعلیمی عمل میں رہنمائی نہیں کی جاسکتی اور تعلیمی عمل سے پیشہ وارنہ مشاورت کو جدا نہیں جاسکتا۔مشاورت دراصل ایک مسلسل عمل ہے۔ایک موقع پر فرد کی نشوونما کے لحاظ سے تعلیمی مشاورت سامنے آجاتی ہے،دوسرے موقع پر پیشہ وارنہ اور ان دونوں کے ساتھ ساتھ درمیان میں ذاتی مشاورت اپنا کام کرتی رہتی ہے۔جب تک کہ فرد چودہ سال کی عمر تک نہیں پہنچتا تعلیمی رہنمائی کی قدم قدم پر ضرورت ہے۔اس کے بعد پیشہ وارنہ رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے۔صحت مند بچہ صحت مند بالغ کی نشاندہی کرتا ہے۔ماحول سے سازگار مطابقت رکھنے والے افراد معاشرے کے لیے اور اپنے لیے کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔اس میں گھر،سکول اور سماجی عمل کا عمل دخل ہوتا ہے۔

گھر کے بعد سکول ہی وہ جگہ ہے جہاں سے بچے کو اپنی ذات کا احساس ہوتا ہے جہاں وہ اپنے وجود کو پوری طرح تسلیم کراتا ہے اور اس کے اندر صبر، برداشت، عزت اور انسانیت کا پہلو اجاگر ہوتا ہے۔یہی ابتدائی تیاری آگے چل کر اس کو معاشرے سے مطابقت پیدا کرنے میں مدد دیتی ہے۔تعلیمی عمل میں مشاورت کی بہت اہمیت ہے۔بچے کی ظاہری حرکات کو اہمیت دینے سے پہلے ان میں چھپی ہوئی معنویت معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔جب کوئی بچہ تخریبی عمل اور غیر پسندیدہ حرکات کا اظہار کرتا یا پڑھنے کے عمل پر اعتراض کرتا ہے تو وہ جارحانہ رویہ رکھتا ہے یا پھر بالکل ہی مدد سے سے لاتعلق ہوجاتا ہے یا پھر افراد کی رہ اختیار کرلیتا ہے۔معلوم کرنا چاہیے کہ اس کی یہ حرکات کس بات کی غمازی کرتی ہیں۔اس قسم کی حرکات کرنے والے طلباء میں یہ بات پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ ان کی رائے میں سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی پریشانی، بے چینی اور عدم تحفظ کا اظہار ان حرکات کے ذریعے کررہے ہوں،بچوں کو مورد الزام ٹھہرانے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ بچے کی ان غیر پسندیدہ حرکات میں مدرسے کا کتنا حصہ ہے۔بچے کی ذہنی صلاحیت یعنی ذہانت، تعلیمی اہلیت ،دوری خصوصیات اور دوسرے لوگوں سے اس کو مطابقت کے عمل کو جاننا ضروری ہے۔جب تک بچے کی ابتدائی صلاحیتوں کا پتہ نہ چلے،اس کی رہنمائی نہیں کی جاسکتی۔اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بچے کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے ذاتی اور تعلیمی مشاورت کی ضرورت ہوتی ہے۔جب ان دونوں میں یکجہتی پیدا ہوجائے تو نتیجتاً اس کا اثر پیشہ ورانہ مشاورت پر پڑتا ہے۔یہاں ہم اس عمر میں بچے کو واضح طور پر تو یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ کس مخصوص شعبے کے اہلیت رکھتا ہے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی اہلیت کا کھوج لگانے کی کوشش کی جاسکتی ہے اور یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ وہ تعلیمی عمل میں کامیاب رہے گا یا نہیں۔ پیشہ ورانہ مشاورت یوں تو پرانے زمانے سے چلی آرہی ہے۔مسلمانوں کے دور میں اس کی بہت واضح مثالیں ملتی ہیں لیکن مغربی دنیا میں پیشہ ورانہ رہنمائی کو ایک مربوط علم کا درجہ دلانے والوں میں فرینک پیرسن (Frank Pearson) کا نام آتا ہے۔پیرسن کے الفاظ میں پیشہ وارنہ رہنمائی تجارت،صنعت، انتظامیہ، عام تعلیم اور لیبر یونین ، تعلیمی ،سماجی اور معاشی عمل سے رضا کارانہ طور پر ابھری ہے۔پیرسن نے وہی تمام آلات استعمال کئے جو اس وقت اسے میسر تھے اور رہنمائی کے طریقے سکھانے کی تربیت کے پروگرام بنائے۔اس نے فرد میں پیشہ وارنہ رہنمائی کی چھ منزل کا ذکر کیا ہے:

1۔ بنیادی اور آمد تجربات سکھانا 2۔ پیشہ ورانہ سہولتوں کا مطالعہ 3۔ پیشے کا انتخاب 4۔ کسی پیشے کے لیے تیار کرنا
5۔ کام کی ابتداء کرنا 6۔ کام کرنے والوں کا کام سے مطابقت پیدا کرنا اور ترقی کے ذرائع معلوم کرنا

الف: ایک فرد کا اپنے آپ کو واضح طور پر سمجھنا، اپنے رجحان، صلاحیتوں، دلچسپیوں، خواہشمند ذرائع کا علم ہونا، رکاوٹوں کا احساس ہونا اور ان کے اسباب جاننا۔

ب: کام کی نوعیت اس کی ضرورت اور مختلف کاموں کے مواقع معلوم کرنا۔

ج: پہلے دونوں عناصر کا منطق اور حقائق کے ذریعے سے تعلق قائم کرنا۔

جب بھی کوئی فرد کسی مسئلے یا الجھن کا شکار ہوتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا حل معلوم ہو لیکن وہ اکثر ایسا نہیں کرپاتا۔یہ ہوسکتا ہے کہ وہ صحیح طور پر نہ سوچ سکے یا اس میں صحیح

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

حل تک پہنچنے کی صلاحیت نہ ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس معلومات کی کمی ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ معلومات کہاں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ لہٰذا اسے مسائل میں رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔

راہنمائی کی اقسام: راہنمائی ایک وسیع اصطلاح ہے اور زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔ زندگی کا شاید ہی کوئی گوشہ ایسا ہو جہاں راہنمائی کی ضرورت نہ ہو۔ راہنمائی کی تین اہم قسمیں ہیں۔

(الف) تعلیمی راہنمائی (ب) پیشہ ورانہ راہنمائی (ج) معاشرتی راہنمائی **(الف)** ۔

تعلیمی راہنمائی: ہر فرد مختلف صلاحیتوں اور قابلیتوں کا مالک ہے۔ تعلیمی میدان میں اس کی اس طرح راہنمائی کی جائے کہ وہ اپنی تعلیمی قابلیت کو سمجھ سکے۔ اپنی خامیوں کا احساس کرے اور اس کے مطابق تعلیمی راہنمائی کے عمل میں مضامین کے انتخاب، مطالعے کے بہتر طریقے، ناکامی اور الجھن سے بچنے کے ذرائع غرض یہ کہ تعلیمی اور غیر تعلیمی تمام اعمال کو اس طرح واضح کرنا شامل ہے کہ ان پر کاربند ہونے سے بچہ تعلیمی میدان میں پیچھے نہ رہے۔

(ب) پیشہ ورانہ راہنمائی: ہر انسان کو یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے مستقبل میں کس پیشے سے وابستہ ہو لہٰذا پیشہ ورانہ راہنمائی ایک ایسا عمل ہے جس کی بدولت فرد کو کسی پیشے کے چناؤ میں مدد دی جاتی ہے۔ پیشہ ورانہ انتخاب کے دو اہم مقاصد ہیں۔ 1۔ فرد کی فلاح 2۔ معاشرے کی فلاح و بہبود

کسی ملک کی معاشی حالت اس وقت بہتر ہوسکتی ہے جب افراد کو ایسے کارآمد کاموں میں لگایا جائے جن کیلئے وہ موزوں ہوں اور جن سے انہیں اطمینان حاصل ہو۔ پیشہ ورانہ راہنمائی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ پیشہ ورانہ راہنمائی میں فرد کی مدد کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ضرورت، رجحانات اور صلاحیتوں کا صحیح اندازہ لگا سکے اور پھر پیشے کے متعلق کوئی لائحہ عمل بنائے۔

2۔ اپنی ضروریات، رجحانات اور صلاحیتوں کو اس خاص پیشے کے ساتھ وابستہ کر کے اپنے آپ کو حالات کے سانچے میں ڈال سکے۔

غلط راہوں کا انتخاب کر لینے سے انسان اپنی صلاحیتوں کو ضائع کرتا ہے۔ اس کی کوشش ثمر آور نہیں ہو پاتیں اور بار بار کی ناکامی اس کی ذہنی صحت اور شخصیت کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ راہنمائی سے انسان اپنی صحیح راہ کا انتخاب کرسکتا ہے۔ پیشہ ورانہ راہنمائی میں فرد کی صلاحیتوں، رجحانات اور رویوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ہر پیشے کی ضروریات کے مطابق ان کا مثبت تعلق معلوم کیا جاتا ہے۔ اس طرح طالب علم کو مختلف پیشوں اور ان سے متعلق دوسرے کوائف کے بارے میں معلومات بہم پہنچا کر ان کو از خود پیشے کے انتخاب کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ فرد کی صلاحیت معلوم کرنے کیلئے مختلف قسم کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن میں عام انٹرویو سے لے کر نفسیاتی آزمائشوں کا استعمال بھی شامل ہے۔

(ج) معاشرتی راہنمائی: معاشرتی راہنمائی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچے کی شخصیت کی نشوونما اس طرح تبدیلی لائی جائے کہ وہ معاشرے کے لئے کارآمد فرد بن سکے۔ اس میں مختلف اوصاف، رویئے اور عادات کی تبدیلی شامل ہے۔ راہنمائی میں فرد، اس کے مسائل، اس کی مطابقت اور اس کی ترقی کو زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔ فرد میں اپنی ذات کے بارے میں سمجھ بوجھ پیدا کرنا ماحول کے بدلتے تقاضوں سے ہم آہنگی پیدا کرنا اور جہاں تک ہو سکے معاشرے میں اپنی جداگانہ حیثیت منوانے میں راہنمائی مددگار ہوسکتی ہے۔ بچے کی اس طرح راہنمائی کرنا کہ وہ ماحول کو اپنے آپ سے الگ نہ سمجھے جو اس کی صحت مند شخصیت کی نشوونما کیلئے ضروری ہے۔ معاشرتی راہنمائی کیلئے گروہی مباحثے، معاشرتی ثقافتی سرگرمیاں، اجتماعی کھیل اور گروہی تھراپی وغیرہ عمل میں لائے جاتے ہیں۔ بوائے اسکاؤٹ اور گرل گائیڈ کی تنظیموں کو معاشرتی راہنمائی کے کام سلسلے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 11۔ پاکستان میں تعلیم و تربیت اساتذہ کی موجودہ کیفیت اور اس کے مستقبل کے بارے میں تنقیدی جائزہ لیں؟

جواب:

پاکستان میں تعلیم و تربیت اساتذہ کے موجودہ نظام: آجکل حکومت اساتذہ کی تربیت پر خاص طور پر توجہ دے رہی ہے۔ ملازمت سے پہلے اور ملازمت میں شمولیت کے دوران اساتذہ کی تربیت کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

ا۔ ملازمت سے پہلے اساتذہ کی تربیت: ملازمت سے پہلے اساتذہ کی تربیت کے لیے مختلف تربیتی کالج اور نارمل سکول قائم ہیں جو مختلف سطحوں پر عام اور پیشہ ورانہ تربیت دیتے ہیں۔ اساتذہ کی تربیت کے لیے نصاب سازی کا کام صوبائی محکموں اور وفاقی وزارتِ تعلیم مشترکہ تعاون سے تیار کرتے ہیں۔ پرائمری اساتذہ کے لیے تربیتی سکول نارمل سکول کہلاتے ہیں ان سب سکولوں کا آہستہ آہستہ درجہ بڑھا کر انہیں کالج کا مرتبہ دیا جا رہا ہے۔ نارمل سکول اور ٹریننگ کالجوں میں میٹرک کے بعد ایک سال کی تربیت دی جاتی ہے۔ کامیابی پر جو سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے۔ پرائمری ٹیچر سرٹیفکیٹ (پی ٹی سی) کہلاتا ہے۔ ان کالجوں میں عملی اور نظری تعلیم حاصل کرنے کے بعد اساتذہ پرائمری جماعتوں کو پڑھانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ اساتذہ کے تربیتی ادارے سرٹیفکیٹ آف ٹیچنگ (سی ٹی) دیتے ہیں یہ تربیتی کورس ان اساتذہ کے لیے مخصوص ہے جو ایف اے یا ایف ایس سی کر چکے ہیں۔ ان اداروں میں ایک سال کی تربیت کے بعد طلباء اس قابل ہوجاتے ہیں کہ وہ مڈل جماعتوں کو پڑھائیں۔ ثانوی جماعتوں کے اساتذہ کالجوں یا یونیورسٹی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کورس میں داخلے کے لیے کم از کم بی اے یا بی ایس سی ہونا ضروری ہے۔ کامیابی کے ساتھ کورس مکمل کرنے کے بعد بیچلر آف ایجوکیشن (بی ایڈ) کی ڈگری حاصل ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے پاس ایم اے یا ایم ایس سی کی ڈگری ہو وہ انٹرمیڈیٹ اور بی اے کو تعلیم دینے کے قابل مانے جاتے ہیں اور وہ انٹر یا ڈگری کالج میں تدریس کا پیشہ اختیار کر سکتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے اساتذہ کے لیے تربیتی تعلیم کی اصلاحات کی گئی ہیں۔ پہلی

کاشان اکیڈمی
03345504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، ایم ایس سی، بی ایڈ، ایم ایڈ، اے ٹی ٹی سی، پی ٹی سی، سی ٹی کی تمام کلاسز کی امتحانی مشقوں کے لیے رابطہ کریں

میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، ایم ایس سی، بی ایڈ، ایم ایڈ، ایم فل، پی ایچ ڈی کی تمام کلاسز کی اسائمنٹس کے حصول کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مرتبہ تعلیم کو ایک مضمون کی حیثیت سے میٹرک، انٹر اور بی اے کے مضامین میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ طلبہ جنھوں نے تعلیم کو مضمون کی حیثیت سے پڑھا ہوگا انہیں تربیتی اداروں میں داخلے کے وقت ترجیح دی جائے گی۔ دوسری اصلاح یہ ہے ابتدائی اساتذہ کے تعلیمی نصاب یعنی پی ٹی سی اور سی ٹی کے نصاب کو تبدیل کرنے کے بعد ملک کی ضروریات کے مطابق بنایا گیا ہے۔ تیسری اصلاح کے مطابق نارمل سکولوں کا درجہ بڑھا کر ایلیمنٹری کالج آف ایجوکیشن بنا دیا جائے گا۔

۲۔ دورانِ ملازمت اساتذہ کی تعلیم وتربیت: دورانِ ملازمت اساتذہ کی تعلیم میں سب سے اہم کردار تعلیمی مراکز کا ہے۔ یہ مراکز بطور خاص اس کام پر مامور ہیں۔ اور یہ ملک میں کافی ترقی یافتہ اور تعلیمی ضروریات میں خود کفیل تصور کیے جاتے ہیں۔ یہ ادارے ملک کے ہر صوبے میں بنائے گئے ہیں۔ اور یہاں خاص طور پر ثانوی مدارس اور ٹیچرز ٹریننگ سکول کے اساتذہ، پرنسپل اور نگران عملہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ نارمل سکول اور کالج آف ایجوکیشن عام طور پر دورانِ ملازمت قلیل المیعاد کورسز پرائمری اساتذہ کے لیے محدود سطح پر منعقد کرتے ہیں۔ سکولوں کے ضلعی ایجوکیشن آفیسرز بھی دورانِ ملازمت اساتذہ کی تربیت ان کی اپنی ہی درسگاہوں میں کرتے ہیں۔ ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے اپنے اساتذہ کو تربیتی سہولتیں خود فراہم کرتے ہیں۔ عام تعلیم کے کسی بھی مرحلہ کے بعد کوئی بھی کسی مخصوص فنی شعبہ یا پیشہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

اس وقت ہمارے ملک میں اساتذہ کے تربیتی کورسز کے نام اور اس میں داخلہ کی شرائط درج ذیل ہیں:

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

نمبر شمار	نام کورس	کم از کم قابلیت	تدریس کی سطح	مدت
ا۔	پی ٹی سی	میٹرک	ابتدائی	ایک سال
۲۔	سی ٹی	انٹرمیڈیٹ	ثانوی	ایک سال
۳۔	بی ایڈ	بی اے، بی ایس سی	٭	٭
۴۔	ایم ایڈ	بی ایڈ، ایم اے	کالج آف ایجوکیشن	٭
۵۔	ادنیٰ	میٹرک/ ادیب/ منشی/ مولوی/ فاضل	ثانوی	٭
۶۔	ڈی۔ ٹی سی آرٹس اینڈ کرافٹس	انٹرمیڈیٹ ڈرائنگ کے ساتھ کورس	٭	٭
۷۔	ایم ڈی	ڈی ٹی سی معہ تجربہ	٭	٭
۸۔	ڈی پی ایڈ/ جے ڈی پی ای	میٹرک	٭	٭
۹۔	بی ایڈ/ ایس ڈی پی اے	بی اے/ بی ایس سی	ثانوی و کالجز	٭
۱۰۔	ایگروٹیک	انٹرمیڈیٹ/ بی اے	ثانوی مدارس	۶ ماہ/ ایک سال

نمبر ایک سے تین تک کے تربیتی کورسز پرائمری و سیکنڈری سکول کے اساتذہ کے لیے ہیں۔ مذکورہ بالا تعلیمی قابلیت کے علاوہ نظریہ پاکستان پر یقین، ناظرہ قرآن اور غیر ملازم اساتذہ کے لیے عمر کی ایک خاص حد بھی بنیادی شرائط میں شامل ہے۔ تربیت اساتذہ کے ان کورسز کے لیے افراد کا انتخاب ایک کمیٹی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں ایک عام معلومات، رجحان اور صلاحیت کے امتحان میں بھی کامیاب ہونا پڑتا ہے۔ مرد و خواتین دونوں اہل ہیں۔ نمبر چار (ایم ایڈ) ایک اعلیٰ تدریسی تعلیم کا کورس ہے جو کہ ایک اضافی قابلیت ہے اس میں کامیاب ہونے والے اساتذہ تربیتی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے اہل ہیں۔ اس کے لیے بنیادی شرط بی ایڈ پاس ہونا ہے۔ داخلہ مقابلہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

نمبر پانچ (ادنیٰ) ٹیچر کے لیے تربیتی کورس ہے نمبر چھ اور سات ڈرائنگ ٹیچرس کے لیے تربیتی کورس ہے۔ اسی طرح نمبر آٹھ اور نو ڈرائنگ سی ٹی کورس ٹیچرز کا تربیتی کورس ہے اور آخری کورس مختلف قسم کی فنی تربیت کا کورس ہے جس میں زراعت، گھریلو معاشیات، تجارت اور بجلی کے کام وغیرہ سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا کورسز ملازم اور امیدوار اساتذہ کے لیے ہیں۔ ان کے علاوہ ملازم اساتذہ کے لیے جو تربیت یافتہ بھی ہیں۔ مختلف اوقات میں تجدیدی کورسز کا انتظام کیا جاتا ہے اور یہ کورسز تمام صوبوں میں ادارہ تعلیم نصاب اور ادارہ توسیع نصاب کی زیر نگرانی منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان کورسز میں شرکت کے لیے بنیادی شرط بحیثیت استاد کسی ادارے میں ملازم ہونا ہے۔ تربیت اساتذہ کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی مختلف مراحل کے اساتذہ کے لیے مختلف کورسز پیش کر رہی ہے۔ اب تک ابتدائی مدارس کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد ان کورسز میں شرکت کر کے استفادہ کر چکی ہے۔ ابتدائی مدارس کے اساتذہ کے لیے کورس میں داخلہ کی بنیادی شرط استاد ہونا اور کم از کم پی ٹی سی ہونا مقرر ہے۔

سوال نمبر 12۔ تعلیمی ترقی میں پیش آنے والی رپورٹوں اور پالیسیوں کا جائزہ لیں نیز ملک میں ہونے والی مجموعی تعلیمی ترقی پر تبصرہ کریں۔

جواب۔

تعلیمی پالیسی کی ضرورت واہمیت:

بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے فرمان کے مطابق پاکستان کی ترقی کا انحصار زیادہ تر طرزِ تعلیم پر ہے۔ یعنی ہم کیونکر اپنے بچوں کو پاکستان کے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقیں، امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سچے خدمت گار بناتے ہیں۔ تعلیم کا مطلب محض مکتبی تعلیم نہیں ہوتا۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں کی توانائیوں کو ایک راہ پر لگائیں اور آنے والی نسلوں کے کردار کی تعمیر ابھی سے کریں۔ قائداعظم نے یہ بھی فرمایا کہ تعلیم اور صحیح تعلیم کی اہمیت سب پر واضح ہے۔ ایک صدی سے زائد عرصے تک غیر ملکی تسلط کا ایک قدرتی نتیجہ ہے کہ ہمارے لوگوں کی تعلیم پر مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ اگر ہمیں حقیقی تیز رفتار اور نتیجہ خیز ترقی کرنی ہے تو ہمیں تعلیم کے مسئلے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا چاہیئے جو ہمارے لوگوں کے مزاج کے مطابق ہوں، جو ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہوں، جو دنیا میں ہونے والی وسیع ترقیوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ہوں۔

تعلیم کی ضرورت واہمیت کے پیشِ نظر بابائے قوم حضرت قائداعظم محمد علی جناح کے فرمودات کو پاکستان میں تعلیمی پالیسی کی اساس بنایا گیا ہے اور تعلیمی پالیسی وضع کرنے کیلئے نومبر 1947ء میں پہلی تعلیمی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں ملک بھر کے ممتاز ماہرینِ تعلیم نے ملی تعلیمی ضروریات کا جائزہ لیا اور تعلیمی پالیسی کا خاکہ پیش کیا۔ اس پالیسی کا بنیادی مقصد ملت کے افراد کے کردار کی تعمیر اسلامی عقائد اور اقدار پر کرنا اور ان کی شخصیت کو نظریہ پاکستان کے شاندار اصولوں کے مطابق ڈھالنا تھا اور ساتھ ہی ان کو اس قابل بنانا تھا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر قومی تعمیر اور ترقی میں اپنی استعداد کے مطابق حصول علم وفن کے بعد بھرپور حصہ لے سکیں۔

کاشان اکیڈمی

نیز تعلیمی کمیشن 1958ء کی تعلیمی اصلاحات تحریر کیجیے۔

قومی تعلیمی کمیشن ۳۰ دسمبر سن ۱۹۵۸ء کو قائم کیا گیا اور اسے نظام تعلیم کو ملک کے معاشرتی اور معاشی ڈھانچے اور ملی امنگوں کے مطابق ڈھالنے کا کام سونپا گیا۔ کمیشن سے توقع کی گئی کہ وہ ایسی سفارشات مرتب کرے جس سے مندرجہ ذیل مقاصد ہوسکیں۔

0334-5504551

۱۔ افراد میں فرائض کی ادائیگی کا احساس۔ وطن سے محبت۔ قومی یکجہتی۔ محبت کی عادت۔ خدمت اور خودداری ایسی خوبیاں کرنا ہے۔

Download Free Assignments from

۲۔ افراد کو نشوونما کے لئے مواقع فراہم کرنا اور انہیں بلند کردار بنانا۔

۳۔ جدید طریقوں سے طلبہ کی استعداد معلوم کر کے انہیں مناسب تیکنیکی زراعتی اور فنی درس گاہوں میں تعلیم مواقع دینا۔

Solvedassignmentsaiou.com

۴۔ تعلیمی اداروں کی تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ اور ان کا معیار بلند کرنے کے لے سفارشات مرتب کرنا۔

قومی تعلیمی کمیشن نے تعلیمی شعبے میں حسب ذیل مختلف سفارشات مرتب کیں۔

۳۔ سفارشات:۔

اعلیٰ تعلیم:۔

۱۔ تحقیق کو اعلیٰ تعلیم کا ایک اہم جز قرار دیتے ہوئے اساتذہ، سامان تجربات اور لیبارٹریوں کے معیار کو بہتر بنانے کی سفارش کی گئی۔

۲۔ طلبہ اور طالبات کی علمی استعداد کے مطابق مختلف اقسام کے ادروں میں تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کی سفارش کی گئی۔

۳۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم کے نصاب اور امتحان وغیرہ کو بورڈوں کی تحویل میں دینے کی سفارش کی گئی اور ساتھ ہی بی۔اے یا بی۔ایس سی ڈگری کورس کو دوسال سے بڑھا کر تین سال کرنے کی سفارش کی گئی۔ بی۔اے۔بی۔سی پاس کورس دوسال کا ان طلبہ کے لئے تجویز کیا گیا جو عموماً ایم۔اے۔ایم۔ایس۔سی میں تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے اور آنرز کورس ان طلبہ کے لئے شروع کیا جائے جو اپنی اعلیٰ تعلیم کو جاری رکھ سکیں گے۔

۴۔ کمیشن نے یہ بھی سفارش کی کہ نصاب میں تبدیلیاں جدید علوم میں نت نئے علمی اور تحقیقی اضافوں کی نسب سے ہوتی رہنی چاہئیں اور ہماری ملکی اعلیٰ تعلیم کا معیار بین الاقوامی معیار کے مطابق ہو۔

نظام امتحانات:۔

کمیشن نے یہ بھی سفارش کی کہ طلبا کو تمام سال باقاعدہ سے مطالعہ کی عادت ڈالی جائے اور طلبہ فہم وادراک سے کام لیتے ہوئے مضامین کا مطالعہ کریں۔ پبلک امتحان کے علاوہ ادارے اساتذہ کی مدد سے دوران سال طلباء کے امتحان لیتے رہیں۔ ان امتحانا کے لیے پچیس نمبر مختص کئے گئے۔ ماسوائے اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کے بی۔اے، بی۔ایس۔سی ڈگری کو شرط نہ رکھا جائے۔ دیگر تمام آسامیوں کے لئے فنی اور پیشہ ورانہ مہارت زیادہ ضروری ہے۔ اسلیے صبح اور شام کے اوقات میں تکنیکی اور کامرس کورس جاری کئے جائیں۔

اساتذہ:۔

۱۔ کمیشن نے اساتذہ کے لئے رہائشی سہولتیں۔ طبی سہولتیں، پنشن اور دیگر مراعات کی سفارش کی۔

۲۔ استاد کے کام کو تعلیمی۔ حقیقی، ذاتی مطالعہ اور رہنمائی ومشاورت میں تقسیم کر کے اس کے لئے نصابی مصروفیات کا خاکہ پیش کیا

۳۔ تعلیمی قابلیت کے لحاظ سے تعلیم دینے کا استحقاق استاد کو دیا گیا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں اور ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۴۔ استاد کو ترقی اس کی کارکردگی کی بنیاد پر دینے کی سفارش کی۔

کالجوں اور یونیوسٹیوں میں لائبریریاں قائم کرنے اور ان کو بہتر بنانے کی سفارش کی گئی یونیورسٹیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ سائنس کی تحقیق کے بعض شعبے اپنے لئے منتخب کرلیں۔کیونکہ تمام یونیورسٹیوں میں ایک ہی قسم کی تحقیق پر آلات اور سائنسی سامان اور کتب مہیا کرنے سے زیادہ لاگت سے محدود تحقیقی کام ہو سکے گا۔

ورک کیمپ :۔

موسم گرما کی تعطیلات کے دوران طلبہ کو ورک کیمپ منظّم کرنے کی سفارش اس لئے کی گئی کہ وہ محنت کی عظمت کو پہچان سکیں اور ان میں خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔

ثانوی تعلیم:۔

چونکہ گیارہوں اور بارہویں جماعت کو بورڈوں کی تحویل میں دے دیا جائے گا۔اس لئے نئ ثانوی تعلیم کو واضح کردار ادا کرنے کے لے مندرجہ ذیل مقاصد سامنے رکھنا ہوں گے۔ا۔فرد کی ذاتی نشو ونما ۲۔ شہری کی حیثیت سے نشو ونما ۳۔ کارکن کی حیثیت سے نشو ونما ۔ ۴۔ محبِّ وطن کی حیثیت سے نشو ونما

زبان:۔

ابتدائی جماعتوں سے انگریزی کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے لیکن اسے زندہ زبان کے طور پر روزمرہ کے استعمال کی غرض سے پڑھایا جائے تا کہ انگریزی ادب سیکھنے کے لئے ان زبانوں کے علاوہ چند دیگر زبانیں بھی سکول میں پڑھائی جائیں۔ کیریئر کا تقرر ثانوی تعلیمی ادارے میں کرنے کی سفارش کی گئی اسکول قائم کرنے کی سفارش بھی کی گئی۔

کاشان اکیڈمی

ٹیکنیکی اور فنی تعلیم:۔

فنی اور ٹیکنیکی تعلیم کی افادیت کے پیش نظر ڈائریکٹریٹ ٹیکنیکل ایجوکیشن قائم کرنے کی سفارش کی گئی۔پیشہ ورانہ رہنمائی کے لے ڈائریکٹر کو فوری طور پر ایک افسر مقرر کرنے کی ہدایت کی گئی جو محکمہ صنعت اور سکولوں سے رابطہ قائم رکھے۔

0334-5504551

پرائمری تعلیم:۔

Download Free Assignments from

ا۔ پرائمری تعلیم کے مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ پانچ سالہ پرائمری کورس لازمی قرار دیا جائے۔دوسرا قدم اس کے بعد ہوگا جس کے تحت آٹھ سال کی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔

Solvedassignmentsaiou.com

۲۔ پانچویں جماعت کے اختتام پر وظیفہ کا امتحان ہو جس کی مدد سے ذہین طلبہ کا انتخاب کیا جا سکے۔

۳۔ خواتین کو پرائمری سکولوں میں پڑھانے کا کام سونپا جائے۔لیکن ان کی ملازمت کی شرائط اور سکول کا قانون بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا

تعلیم نسواں؛۔

خواتین کی تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ پرائمری اسکولوں میں خواتین کی قلت کو دور کیا جا سکے۔خواتین کے لئے فنی ادارے کھولنے کی بھی سفارش کی۔خواتین کی اعلی تعلیم کے لئے بھی ہوم اکنامکس کے شعبے اور کالج قائم کرنے کی سفارش کی۔خواتین کے کالجوں میں فائن آرٹ اور کرافٹ کے شعبے کھولنے کی سفارش کی۔اس کے علاوہ خواتین کو قانون، کامرس، آرٹ، انجینئرنگ اور دوسرے پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلہ دینے کی سفارش کی۔

تعلیم بالغاں:۔

جہالت کو دور کئے بغیر کسی ملک کی ترقی ناممکن ہے۔یہ ترقی یافتہ سے محسوس کی اور جہالت کے اندھیروں سے اپنی قوموں کو نجات دی۔پاکستان میں بھی زراعتی اور صنعتی علاقوں میں پس ماندہ افراد کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔کمیشن نے ان افراد کو جدید طریقوں سے موثر نصاب اور کتب کے ذریعے تعلیم دینے کی ضرورت پر زور دیا۔

جسمانی تعلیم اور فوجی تربیت:۔

جسمانی تعلیم سکول کے پروگرام کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔کمیشن نے ہدایت کی کہ سربراہ ادارہ کا تعاون اساتذہ جسمانی تعلیم کو حاصل ہونا چاہیے۔

نیشنلکیڈٹ کور کے قیام کی سفارش بھی کی گئی۔

مذہبی تعلیم:۔

کمیشن نے سفارش کی کہ اسلامیات پہلے تعلیمی سالوں میں مسلمان طلبہ کے لیے لازمی قرار دی جائے بعدازاں اسے اختیاری مضمون کی حیثیت دی جائے۔

ذریعہ تعلیم:۔

اردو زبان کو ترقی دینے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ اسے ذریعہ تعلیم بنایا جا سکے بارہویں جماعت تک اردو کو لازمی مضمون قرار دیا جائے کمیشن کے اندازے کے مطابق اردو کو اعلی تعلیم کے لیے ذریعہ تعلیم بنانے کو پندرہ سال کا عرصہ درکار ہے۔

کمیشن نے پرائمری جماعت کی تعلیم 'بذریعہ مادری زبان' اس کے لئے قومی زبان کی سفارش کی۔

سوال نمبر13۔ نصاب کی تعریف اور ماہیت بیان کریں نیز نصاب اور تمدنی زندگی کے باہمی تعلق کو بیان کریں؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ،ایف اے،آئی کام ،بی اے،بی کام ، بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی،ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جواب۔

نصاب کی تعریف:

نصاب کیلئے لفظ Carriculum استعمال ہوتا ہے یہ لاطینی لفظ ہے جس کے معنی ہیں راستہ جس پر چل کر ایک فرد اپنی منزل پا لیتا ہے۔نصاب ایک فن کار یعنی معلم کے ہاتھ میں وہ اقدار ہے جو کہ سیکھنے اورسکھانے کے عمل کا احاطہ کرتا ہےاور نصاب تعلیم دراصل وہ معیار ہے جس پر تعلیم کا سارا نظام قائم ہے یہ قوم کے افراد کی تربیت کرتا ہے یہ اس منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے جس کی طرف پورا معاشرہ بڑھ رہا ہے نصاب کا مسئلہ یقیناً تعلیم کا مرکزی مسئلہ ہے۔مدرسے کی عام فضا بھی اس وقت تربیت کا وسیلہ بنتی ہے۔جب طلباء شوق اورصحت سے اپنے مقررہ نصاب کو پورا کریں اور ایک بلند مقصد تعلیم کو سامنے رکھ کر علمی تفریحی اور تخلیقی سرگرمیوں میں مصروف رہیں مدرسہ جسم ہے اور نصاب اس کی روح نصاب کا تمدنی زندگی سے گہرا تعلق ہوتا ہے اگر مدرسے کا نصاب کسی وجہ سے تمدنی زندگی سے لاتعلق ہو جائے تو مدرسے کی تعلیم بے مغز اور بے روح ہو جاتی ہے نصاب کبھی دائمی اور قطعی نہیں ہوسکتا بلکہ یہ تمدنی ماحول کی تبدیلی کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔بہتر اور مناسب نصاب کے حصول کیلئے ہر دور میں معاشرت کا سفر جاری ہے۔

نصاب کا قدیم تصور:

نصاب کے بارے میں ایک تصور یہ ہے کہ یہ محض چند کتابوں کا مجموعہ ہوتا ہے لہذا ان مضامین کو پڑھا دینا ہی طلباء کی ہمہ گیر نشونما کی ضمانت ہے حالاں کہ یہ بات مشاہدے اور تجربے کے خلاف ہے محض چند مضامین کو ذہن میں رکھنے سے نہ تو غور وفکر کی عادت پڑتی ہے نہ ہی جدت اور استدلال جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔ایسا نصاب معاشرے کو گدھے فراہم کرسکتا ہے جن پر کتابیں لدی ہوئی ہوں لیکن اہل بصیرت اور مقصد شہری نہیں دے سکتا یہ اس معلم کو مرکزی حیثیت دیتا ہے جو حافظہ تیز کرنے والے مضامین کو غیر موثر انداز میں پڑھنے کو کافی سمجھتا ہے یہ بچے کی کالی شخصیت کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے محقق اس کی ذہنی نشونما پر زور دیتا ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

نصاب کا جدید تصور:

جدید نقطہ نظر نصاب کے متعلق یہ ہے کہ اس میں وہ تمام سرگرمیاں موجود ہوتی ہیں جو کہ اعلیٰ تعلیمی مقاصد کی تکمیل کراتی ہیں جو کہ ماحول کے بدلتے تقاضوں کا ساتھ دینے کے علاوہ فرد اور معاشرے دونوں کی ترقی کی ضامن ہیں۔جدید نصاب مدرسے کی داخلی اور خارجی سرگرمیوں کا ایسا مجموعہ ہے جو طلباء کے نفسیاتی تقاضوں سے ہم آہنگ اور معاشرتی قدروں سے مربوط ہے نصاب کا یہ تصور بچے کو مرکزی حیثیت دیتا ہے یہ طلباء کی خواہشات اوران کے نفسیاتی تقاضوں کو مقدم سمجھتا ہے اور معاشرتی اقدار کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے کا ذمہ اٹھاتا ہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

نصاب کا اسلامی تصور:

تعلیم کے اسلامی مفہوم کی طرف نصاب کا اسلامی مفہوم کی طرف نصاب کا اسلامی تصور بھی بے حد متحرک اور قابل عمل ہے اسلام زندگی کو اکائی مانتا ہے جس کو دینی اور دنیاوی خانوں میں تقسیم نہیں کرسکتا اس لئے وہ نصاب کو مشرق ومغرب کے علم وحکمت سے مالا مال دیکھنا چاہتا ہے یہ ایسے نصاب کا قابل ہے جو کہ زمانہ حال کے تقاضوں کا ساتھ دے ماضی کے قیمتی ورثے کے ساتھ ساتھ جدید علوم کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے اس کے نزدیک کتابی معلومات ذریعہ ہیں منزل نہیں۔اصلمقصو دسیرت سازی ہے لہذ انصاب کا اسلامی تصور انسان کو ایسا کردار عطا کرتا ہے جو اس کو بہترین مسلمان اور تسخیر کائنات کا اہل بنا دے۔

نصاب کی تعریف:۔

فلپ ایچ ٹیلر کے ”خیال میں نصاب عملی طور پر تدریسی مواد تدریسی طریقوں اور تعلیمی مقاصد تینوں کے امتزاج کا نام ہے۔“

فرینک سرور کے نقطہ نظر کے مطابق۔ ”نصاب حقیقی زندگی کے تجربات وواقعات کو منتخب کرنے منظم کرنے اور افادہ بخشنے کا مصنوعی ذریعہ ہے۔“

پال ہرسٹ کے مطابق نصاب سرگرمیوں کو ایسی تنظیم ہے جن کے تحت طلباء تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

گویا کہ یہ ایک ایسا تحریری تعلیمی منصوبہ ہے جو مدرسے کے طلباء کیلئے مرتب کیا گیا ہو اور جس کا اثر تدریس وتعلیم پر پڑے اور علاوہ ازیں یہ ایسا وسیع اور موزوں لائحہ عمل یا منصوبہ ہے جس کے تحت اساتذہ طلباء کو تعلیم وتربیت دیتے ہیں اس میں طالب علم کے سیکھنے کا عام تجربہ شامل ہے جو وہ مدرسے کی ہدایات کے مطابق حاصل کرتا ہے۔

تنظیم نصاب اوراس کی اہمیت:

نصاب ایک ایسا جامع اور واضح لائحہ عمل ہے جس کی روشنی میں طلباء رہنمائی یا تعلیم حاصل کرتے ہیں اور تدریس وتعلم کا عمل جاری رہتا ہے نصاب کا کام تعلیمی سرگرمیوں کا چناؤ ان کی منصوبہ بندی اور پھر انہیں عملی شکل دینا ہے۔نصاب سازی کا پہلا کام تنظیم نصاب کا ہے جس کا تعلق براہ راست مقاصد تعلیم سے ہے۔ تعلیمی سرگرمیوں کے چناؤ سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ نصاب کا کونسا نمونہ اور تنظیم نصاب کی کونسی شکل کارآمد رہے گی تاہم تنظیم نصاب کے مراحل کی ترتیب درج ذیل ہوگی۔

1- مقاصد کا انتخاب
2- درسی مواد کا انتخاب اوراس کی تنظیم
3- تدریسی طریقوں کا انتخاب اور استعمال
4- جائزہ

1- مقاصد کا انتخاب:

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

نصاب بنانے سے پہلے مقاصد تعلیم و تدریس کا تعین کرنا انتہائی ضروری ہے تاہم پاکستان کے نصاب ساز ادارے علوم کی تقسیم بندی کے زیر اثر مقاصد کو تین اجزاء میں تقسیم کررہے ہیں۔(1)عقلی (2)احساساتی (3)عملی۔

کسی خاص مضمون کے نصاب کو مرتب کرنے سے پہلے اس مضمون کی تدریس کے مقاصد کو طے کرلیا جائے گا اور پھر نصاب کی تدوین احتیاط سے ان مقاصد کے پیش نظر کی جائے گی بحر حال مقاصد کا انتخاب اور تعین کرتے وقت سارے عناصر کو سامنے رکھنا تنظیم نصاب کے عمل کو موثر اور آسان بنا دیتا ہے۔

سوال نمبر 14۔ تدوین نصاب کو سماجی اور قومی مقاصد تعلیم کے تناظر میں بیان کریں؟

جواب۔

کسی قوم کا نظام تعلیم پورے قوم کے مخصوص طرز زندگے گزارنے کی تربیت دینے کے لیے مرتب کیا جاتا ہے۔جامد معاشروں میں اس کام کی نوعیت سادہ ہوتی ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ افراد کو اجتماعی زندگی میں خاطر خواہ مقام نہ ملے۔جن معاشروں میں ذات پات، پیسے، مجلس اور مقام کا فیصلہ کردے وہاں بچوں کو فرسودہ اور بے کار تعلیم دی جاتی ہے۔معاشرے کو اعلیٰ وارفع مقام پرلے جانا تعلیم کا اہم ترین فریضہ سمجھا جاتا ہے۔اس لیے افراد کو تنقیدانہ نگاہ عطا کرنا بھی جامد معاشروں میں برا خیال کیا جاتا ہے۔ترقی پسند معاشروں میں ہر قسم کی تعلیم وتربیت کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔وہ تعلیم سے بیک وقت دو باتوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ا۔ تعلیم نئی نسل کو اجتماعی زندگی میں بھرپور حصہ لینے کے قابل بنادے۔

۲۔ تعلیم ان صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ پروان چڑھائے تاکہ بڑے ہو کر بچے اپنے اردگرد کا جائزہ لیں اور ان خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں جوان کی ترقی اور معاشرہ کی فلاح و بہبود میں سدراہ ہوں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

اس قسم کی ترقی پسند تعلیم کا بندوبست کئے بغیر ترقی پذیر معاشرے مخصوص اور اجتماعی مزاج کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔دور جدید برق رفتار ٹیکنیکل پیش قدمی کا زمانہ ہے خود کار مشینوں کی ایجادوں نے صنعت وحرفت، تجارت، زراعت غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو میں ناقابل بیان ترقی دی ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ معاشی زندگی کے میدان میں جو کبھی انفرادی آزادی کے محافظ سمجھے جاتے تھے اب ریاست کی نگرانی اور رہنمائی کے محتاج ہیں۔دور جدید کے تقاضوں میں منضبط معیشت اور مرکزی منصوبہ بندی کو اس حد تک ناگزیر بنادیا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جیسے ممالک بھی ان کے محتاج ہیں۔اجتماعی زندگی کے اس بڑھتے ہوئے ارتکاز سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ فرد کہیں اس کے رعب اور دبدبے تلے آکر نہ دب جائے اگر ایسا ہوا تو اس سے خود اجتماعی زندگی کو بھی ناقابل بیان نقصان پہنچے گا کیونکہ اجتماعی قوت انفرادی قوتوں کے مجموعے ہی کا نام ہے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

نصاب اور انفرادی نشوونما۔

بچہ نشوونما کے مختلف منازل گزارتا ہے۔ہر منزل کے نفسیاتی تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔نصاب کو اس طرح مرتب کرنا چاہیے کہ طلبہ کو فوری نفسیاتی ضرورتیں اچھی طرح پوری ہوسکیں۔بے قرار طبعیت بچے کو اس بات پر ابھارتی ہے وہ اپنی دنیا کا جائزہ لے اور اس پر قابو حاصل کر کے خود مختار بن جائے یہ فطری تقاضا تین قسم کا متقاضی ہے۔

(ا)جسمانی ضرورتیں (۲)ذہنی اور روحانی ضرورتیں (۳)معاشرتی ضرورتیں۔

جسمانی ضرورتیں۔

جسم اور اعضاء سے اس طرح کام لینا کہ گردوپیش کے ماحول پر حسب منشا قابو حاصل ہوجائے۔یہ زندگی کی سب سے اہم اور پہلی ضرورت ہے جو عمر بھر باقی رہتی ہے۔نصاب کو ایسی سہولتیں اور سرگرمیاں مہیا کرنی چاہیں جن سے جسمانی نشوونما کے تمام تقاضے پورے ہوجائیں اس میں کامیابی کے لیے حفظان صحت کے بنیادی اصولوں کی تعلیم ضروری ہوتا ہی نہیں بلکہ صحت بخش تفریحی مشاغل کی تربیت بھی۔تعلیم کے جدید نظریات کے مطابق یہ ان کا حق ہے کہ سکول میں ڈرل کا ایک پریڈ رکھ دیا جائے۔سکول کے بعد کھیلوں کا تھوڑا بہت انتظام کردیا جائے۔علم الصحت کا قومی شعور بیدار کرنا اور صحت بخش تفریحی مشاغل کا ذوق وشوق پیدا کرنا بھی نصاب کی اولین ذمہ داری ہے۔یہی وہ اوصاف ہیں جو زندگی بھر کام آتے ہیں علم الصحت میں متوازن غذا بھی شامل ہے اس کا بھی عملی شعور پیدا کرنے کے لیے ترقی یافتہ ممالک اوقات مدرسہ میں متوازن غذا بھی بچوں کو فراہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ذہنی اور روحانی ضرورتیں۔

بچوں کی ذہنی ضرورت دنیا کا معقول فہم حاصل کرنا ہے۔بچے اپنے ماحول کی ہر شے کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔یہ ماحول طبعی اور معاشرتی ضرورتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔نصاب میں ایسی سرگرمیاں شامل ہونی چاہیے جن سے طلبہ اپنے ماحول کی ہر چیز پر غوروفکر کرسکیں جو سوالات سامنے آئیں ان کے حل یا جوابات معلوم

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی ایم فل پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کرنے کی کوشش کریں۔ سائنس اور معاشرتی علم کے حقائق کو اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ گردوپیش کی زندگی کی دلچسپ شرح بن جائیں۔ بچوں کی روحانی ضرورت کی تکمیل تخلیقی سرگرمیوں سے ممکن ہے۔ مفید مہارتیں سیکھنے اوران کی مدد سے اشیاء تیار کرنے سے روح کو بڑا سکون ملتا ہے۔ نصاب میں ایسی سرگرمیاں موجود ہونی چاہیے جو تخلیقی قوتوں کے اظہار کو بروئے کار لانے کے مواقع فراہم کریں۔

معاشرتی ضرورتیں۔

بچوں کی معاشرتی ضرورتیں ان کے سماج پسند فطرت کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں وہ ہم جولیوں کے ساتھ کھیلنا، کام کرنا، الجھنا، اور بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ نصاب میں ایسی سرگرمیاں موجود ہونی چاہیے جوان کو دوسروں سے اشتراک وتعاون کرنے کا جذبہ پیدا کرسکیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ بچوں میں فرانبرداری، ذمہ داری اور حب الوطنی کے اوصاف پیدا ہوسکیں۔

انفرادیت کی بھرپورنشوونما کا یہ بھی تقاضا ہے کہ تمام طلبہ کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکا جائے بلکہ ان کے انفرادی اختلافات کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ تحقیقی مطالعوں سے ثابت ہے کہ پہلی جماعت میں داخل ہونے چھ سالہ بچوں کے کسی غیر منتخب بروہ میں ذہنی نشوونما کے لحاظ سے چار سال تک کا فرق ہوتا ہے اگر ان تمام بچوں کو ایک ہی رفتار پر تعلیم دی جائے گی تو چھ سال بعد ان کی ذہنی نشوونما میں آٹھ سال کا فرق ہوجائے گا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کم استعداد کے بچے عام رفتار کے بچوں کا ساتھ نہیں دے سکتے اور اس طرح وہ ہر سال پیچھے رہ جاتے ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک نے طلبہ کی انفرادی صلاحیتیں اوران کے اختلافات معلوم کرنے اور پھر ان کی مدد وستگیری کرنے کے سلسلہ میں بڑا کام کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ ہر طالب علم کا ریکارڈ تیار کرتے ہیں جس کی روشنی میں طلبہ کی جسمانی، ذہنی جذباتی اور معاشرتی نشوونما کے لیے طرح طرح کی سہولتیں فراہم کی جاتیں ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ پاکستان میں ابھی تک اس سمت میں قابل ذکر قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم وتربیت کی کامیاب کے لیے اس طرف فوری توجہ کی اشد ضرورت ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 15۔ ابلاغ کے طریقوں اور ذرائع کو تعلیم میں کن مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب۔

ابلاغ عام طور پر طلبہ معاشرے اساتذہ اور متعلم کے درمیان رابطے کے تسلسل کا نام ہے جس کی وجہ سے عام فہم کو قابل رسائی سمجھا اور مانا جاتا ہے۔

ادراک: ادراک ذہن کا ایک ایسا عمل ہے جس میں حواس کی مدد سے کسی تجربہ کی تعبیر کی جاتی ہے۔

ادراک = حواس + معنی

ہمارے مختلف اعضائے حس، حرام مغزیا دماغ میں محض تحریک پیدا کرتے ہیں۔ ان تحریکات کو گذشتہ تجربات کی روشنی میں اگر نہ سمجھا جائے تو حواس محض بیکار ہو جائیں گے۔ اور ہماری روزمرہ کی زندگی میں کوئی حصہ نہ لے سکیں گے۔ اعضائے حس کی فعالیت کو "حس" کہتے ہیں۔ لیکن اس حس کو سمجھنے اور معنی دینے کے عمل کو ادراک کہتے ہیں۔ خالص حس کی توضیح مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے کیونکہ ہوش سنبھلنے کے ساتھ ساتھ خالص حس کا وجود قائم نہیں رہتا۔ حواس محض حسی صفات سے مطلع ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی چیز کے رنگ، بو اور ذائقہ وغیرہ سے۔ اس سے احساس ہوتا ہے جب یہ صفات یا خصوصیات کسی چیز کے ساتھ مخصوص کردی جاتی ہیں تو اسوقت اس چیز کے ادراک کا معل بروئے کار آئے گا۔ ادراک سے اشیاء کا ایسا علم مراد ہے جو حواس کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً آم، امرود، سیب یا کسی پھل کو دیکھنے کی صورت میں حس جس چیز کو پیش کرتی ہے وہ محض وبخصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر ہم ایک پھل کو دوسرے پھل سے اے ایک چیز کو دوسری چیز سے ممیز کرسکتے ہیں۔ یہ پہچان گذشتہ تجربات کی بنیاد ہوتی ہے۔

توجہ:

مئوثر ابلاغ کے لیے ادراک کے ساتھ ساتھ توجہ کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ توجہ کے بغیر ادراک ممکن نہیں اور نہ مئوثر ابلاغ میں عام طور پر توجہ سے مراد ایسا عمل ہے جس میں کوئی چیز یا موضوع یا خیال صاف اور واضح طور پر ہمارے ذہن کے سامنے رہتا ہے۔ اور ادراک اور توجہ لازم وملزوم ہیں۔ کیونکہ جب تک احساسات کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ ادراک کا عمل ممکن نہیں۔ ادراک کے لیے ضروری ہے کہ احساس تجربے کچھ وقت کے لیے ذہن پر مسلط رہیں۔ اس قلیل عرصہ تک کے لیے ذہن کے ادھر مشغول رہنے کو توجہ دینا کہتے ہیں۔ تعلیمی نقطۂ نگاہ سے توجہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شئے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک کے لیے کسی کے ذہن اور خیالات کا مرکز بنی رہے۔

تحریری ابلاغ بذریعہ درسی کتب: درسی کتب بھی تحریری ابلاغ کا موثر ذریعہ ہیں یہ ضروری ہے کہ کتب دلچسپ ہوں ان میں تصاویر خاکے نقشے ہوں کتب کی ترتیب وتدوین میں نفسیاتی اصولوں جیسے آسان سے مشکل اور سادہ سے پیچیدہ کا خیال رکھا گیا ہو۔ مناسب جگہوں پر مشقی سوالات دیئے گئے ہیں۔

تحریری طریقہ ابلاغ بذریعہ خط وکتاب:

تحریری ابلاغ میں خط وکتاب کا طریقہ ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں استعمال ہوتا رہا ہے اور یہ بہت موثر طریقہ رہا ہے۔ رسول پاک ؐ نے اس طریقہ ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے ایران روم اور مصر کے بادشاہوں کو پیغامات بھیجے خلفائے راشدین نے صوبائی گورنروں کو ہدایت دینے کیلئے اسی طریقہ ابلاغ کو استعمال کیا۔ خط وکتابت کے طریقہ ابلاغ کو مزید موثر بنانے کیلئے ریڈیو اور ٹی وی سے استفادہ کیا جاتا ہے اور وہی تعلیمی پروگرام ریڈیو ٹی وی کے ذریعے بھی پیش کئے جاتے ہیں طلباء کو

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، بی ایس ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی ، پی ایچ ڈی ، ایف اے اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پروگرام کی تاریخیں اور اوقات پہلے سے بھیج دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ پہلے سے اپنے یونٹ کو پڑھ کر متعلقہ پروگرام کو سننے کیلئے تیار ہوسکیں تعلیم و تعلم کیلئے خط و کتابت کے طریقہ ابلاغ کو آج رسمی طور پر اپنا لیا گیا ہے اسی لئے اوپن یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

خصوصیات ہیں جن کی بنیاد پر ہم ایک پھل کو دوسرے پھل سے اے ایک چیز کو دوسری چیز سے ممیّز کر سکتے ہیں۔ یہ پہچان گذشتہ تجربات کی بنیاد ہوتی ہے۔

توجہ: مئوثر ابلاغ کے لیے ادراک کے ساتھ ساتھ توجہ کا ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ توجہ کے بغیر ادراک ممکن نہیں اور نہ مئوثر ابلاغ میں عام طور پر توجہ سے مراد ایسا عمل ہے جس میں کوئی چیز یا موضوع یا خیا صاف اور واضح طور پر ہمارے ذہن کے سامنے رہتا ہے۔ اور ادراک اور توجہ لازم و ملزوم ہیں۔ کیونکہ جب تک احساسات کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ ادراک کا عمل ممکن نہیں۔ ادراک کے لیے ضروری ہے کہ احساس تجربے کچھ وقت کے لیے ذہن پر مسلط رہیں۔ اس قلیل عرصہ تک کے لیے ذہن کے ادھر مشغول رہنے کو توجہ دینا کہتے ہیں۔ تعلیمی نقطہ ءنگاہ سے توجہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک کے لیے کسی کے ذہن اور خیالات کا مرکز بنی رہے۔

مانٹیسوری طریقہ:

اس طریقہ کی بانی اطالوی خاتون ڈاکٹر ماریہ مانٹیسوری ہیں اس طریقہ میں مدرسہ کا ماحول بالکل گھر جیسا ہوتا ہے۔ بچے آزادانہ ماحول میں پرورش پاتے ہیں۔ ہر بچے کی انفرادی دلچسپیوں اور رجحانات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ہر بچے کو علیحدہ الماری مہیا کی جاتی ہے جس میں وہ اپنے کھلونے اور دوسرا سامان رکھتا ہے۔ اس طریقہ میں استاد ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ اس طریقہ کا مقصد بچوں کے جسمانی اعضاء میں اتنی قوت پیدا کرنا ہے کہ ان کے اندر خود کام کرنے کا شعور پیدا ہو جائے۔

کاشان اکیڈمی

مظاہراتی طریقہ:

اس طریقہ میں استاد طالب علم کے سامنے عملی مظاہرہ کرتا ہے۔ طلباء اس مظاہرہ کا بغور مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور معلومات اخذ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ سائنس کے مضامین کی تدریس میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے اس طریقہ سے تدریس بامعنی اور دلچسپ ہو جاتی ہے۔ اس طریقہ میں طلباء کی توجہ مرکوز رہتی ہے۔ تجربہ گاہ میں سائنس کے تجربات مظاہراتی طریقہ تدریس کی ہی ایک شکل ہے۔

0334-5504551

ابلاغ کے ذرائع اور اجزائے ترکیبی۔ مدرسہ یا تعلیمی ادارے کی مثال ایک تثلیث کی ہے جس میں اساتذہ طلباء اور والدین کی حیثیت تین کڑیوں کی سی ہے جن کے درمیان مسلسل رابطہ تعلیمی ادارے کی کامیابی کی دلیل ہے۔ جب تک ان تینوں کے درمیان مناسب رابطہ نہیں رہے گا تعلیمی ماحول پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی تدریس میں ابلاغ کا عمل موثر ہوسکتا ہے اساتذہ طلباء اور والدین کے درمیان اس تعلق کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ ابلاغ کا عمل رسمی بھی ہوسکتا اور غیر رسمی بھی۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

رسمی ابلاغ: اس میں معلومات ،خیالات اور پیغامات کسی رسمی واسطے سے ایک شخص سے دوسرے شخص تک یا ایک گروہ سے دوسرے گروہ تک پہنچتی ہیں اگر یہی ابلاغ غیر رسمی ملاقاتوں کے ذریعے ہو تو اس کو غیر رسمی ابلاغ کہیں گے۔

غیر رسمی ابلاغ: مثلاً کسی غمی یا خوشی کے موقع پر استاد کی ملاقات بچے کے والدین سے ہو اور وہاں سکول یا طالب علم سے متعلقہ مسائل بھی زیر بحث آنے لگیں ابلاغ یک طرفہ دوطرف اور سہ طرفہ بھی ہوتا ہے۔

یک طرفہ ابلاغ: اگر معلومات استاد سے طالب علم کو جارہی ہیں تو یہ ابلاغ کا یک طرفہ طریقہ ہے جس میں معلومات اوپر سے نیچے جارہی ہیں اگر معلومات طلباء سے اساتذہ کی جانب جارہی ہیں یعنی بچے خود کوئی سوال پوچھتے ہیں یا معلومات فراہم کرتے ہیں تو یہ بھی یک طرفہ ابلاغ ہے لیکن ابلاغ کی نوعیت صعوی ہے یعنی یہ نیچے سے اوپر کو جارہی ہیں۔

دوطرفہ ابلاغ: اگر معلومات استاد سے طلباء کی طرف اور طلباء سے استاد سے طلباء کی طرف اور طلباء سے استاد کی طرف جارہی ہوں یعنی معلومات کے رخ کا بہاؤ دو طرفہ ہو تو یہ دوطرفہ ابلاغ کہلائے گا جس میں ابلاغ کی نوعیت صعودی بھی ہے نزولی بھی۔

سہ طرفہ ابلاغ: دوطرفہ ابلاغ کے ساتھ اگر طلباء آپس میں بات چیت یا بحث مباحثہ کے ذریعے تبادلہ خیالات کرتے رہیں تو یہ سہ طرفہ ابلاغ ہوگا۔

(الف) اساتذہ اور طلباء کے درمیان ابلاغ (ب) اساتذہ اور والدین کے درمیان ابلاغ (ج) طلباء اور والدین کے درمیان ابلاغ

اساتذہ اور طلباء کے درمیان ابلاغ: ہمارے تعلیمی اداروں میں عموماً اساتذہ اور طلباء کے درمیان ابلاغ کی نوعیت نزولی اور یک طرفہ ہوتی ہے یعنی استاد تقریر کرتا ہے اور بچے صرف سنتے ہیں یہ ابلاغ غیر موثر ہوتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ابلاغ کو سہ طرفہ بنایا جائے طلباء کو سبق میں زیادہ سے زیادہ شریک کیا جائے سیمینار کا طریقہ اختیار کیا جائے طلباء کو مدرسے اور اس کی سرگرمیوں کے انصرام میں شامل کیا جائے اس سے سرگرمیوں کی کامیاب تکمیل ہوگی اور درس گاہ کے مقاصد زیادہ کامیابی سے پورے ہوسکیں گے۔

اساتذہ اور والدین کے درمیان ابلاغ: ہمارے تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور والدین کے درمیان رابطہ نہ ہونے کے برابر ہے والدین کو سکول کی انتظامیہ میں یا تو نمائندگی دی ہی نہیں جاتی یا برائے نام نمائندگی دی جاتی ہے بچوں کی تعلیمی ترقی کے متعلق ماہوار سہ ماہی ششماہی اور سالانہ رپورٹیں بھیجنے کا کم ہی رواج ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ استاد اور والدین کے درمیان تعلقات نمونے کے برابر ہیں موثر ابلاغ کیلئے ضروری ہے۔

یوم والدین منایا جائے تا کہ والدین سکول کے تعلیمی پروگراموں کو سمجھ سکیں اور مناسب مشورے بھی دے سکیں۔

کمیٹیوں کی تشکیل: تعلیمی اداروں کی اصلاح و ترقی کیلئے ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں والدین کو مناسب نمائندگی دی جائے ان کے بچوں کی تعلیمی حالت اور مسائل

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

پر ان سے گفتگو کی جائے ایسا دوطرفہ ابلاغ مسائل کے حل میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

یوم دفاع۔یوم آزادی کا اہتمام: افقی ابلاغ کے مواقع بہم پہنچانے کیلئے یوم والدین یوم دفاع اور یوم آزادی جیسی تقاریب کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔اور والدین کی اجتماعی سوچ کی روشنی میں سکول اور بچوں کی تعلیمی ترقی کیلئے کوشش کی جا سکتی ہے۔

جلسہ تقسیم انعامات: سال کے آخر میں جلسہ تقسیم انعامات کا انعقاد کیا جائے جس میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلباء وطالبات کے والدین کو مدعو کیا جائے تا کہ وہ اپنے بچے اور ادارے کی کارکردگی سے بخوبی آگاہ ہو سکیں۔کسی اہم شخصیت کو بطور مہمان خصوصی بلوا کر بچوں کو انعامات دیئے جائیں تا کہ بچوں کی حوصلہ افزائی ہو اور والدین کو بھی پتہ چلے۔

سوال نمبر 16۔ تدریس کے روایتی طریقوں کی خوبیوں اور خامیوں کا مقابلہ کر کے بتائیں کہ وہ کون سے طریقے ہیں جو آج کے حالات میں بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں؟

جواب:

تدریس کی تعریف اور نوعیت: تدریس عربی زبان کا لفظ ہے جو درس سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ''سبق''۔تدریس کے معنی سبق دینے یا سبق پڑھانے کے ہیں۔مدرس لفظ بھی اسی سے نکلا ہے جس کے معنی درس دینے والا ہے یعنی استاد۔اس طرح تدریس اس عمل کا نام ہے جس کے ذریعے ایک مدرس یا استاد درسی مواد اپنے طلباء تک پہنچاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں تدریس ایک ایسا طریقہ کار ہے جس کے ذریعے کسی گروہ کے تجربہ کار ارکین اپنے ناپختہ اور کم عمر ارکین کو زندگی سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے راہنمائی کرتے ہیں۔زندگی سے مطابقت پیدا کرنے کا عمل انسان کے پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔اس سلسلے میں سب سے پہلے اہلِ خاندان زندگی سے مطابقت پیدا کرنا سکھانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔یہ عمل کچھ شعوری اور زیادہ تر غیر شعوری طور پر ہوتا ہے۔جب بچہ سکول جانے لگتا ہے تو یہی عمل زیادہ تر شعوری ہو جاتا ہے۔ سکولوں میں رہنمائی کا کام اساتذہ کے سپرد ہوتا ہے۔اس رہنمائی کیلئے اساتذہ جو طریقہ کار اختیار کرتے ہیں اسے ہی ہم تدریس کہتے ہیں۔الغرض تدریس میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے:

(ا) درس دینے والا یعنی استاد (۲) درس لینے والا یعنی طالب علم

(۳) درس اور طالب علم کی زندگی میں مطابقت تا کہ طالب علم استاد سے جو بھی ہنر حاصل کرے وہ اس کی آئندہ زندگی میں کام آئے۔گویا تدریس تعلیم کا ایک ایسا طریقہ کار ہے جس میں بچوں کی ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کو ایک خاص ڈھنگ سے تیار کیا جاتا ہے۔مختلف ماہرین تعلیم نے تدریس کی مندرجہ ذیل تعریفیں کی ہیں۔

سیمپلس کے مطابق:۔تدریس وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے معاشرہ اپنے نوجوان کی ایک محدود ماحول میں نہایت تیز رفتاری کے ساتھ تربیت کرتا ہے۔تا کہ وہ جلد از جلد اپنے ماحول سے مطابقت پیدا کر لیں۔

تدریس کے جدید طریقے

1۔ کنڈرگارٹن طریقہ تعلیم:۔ اس طریقے کا آغاز ایک جرمن ماہر تعلیم فروبل نے 1837ء میں کیا۔اس طریقہ تدریس کی بنیاد مندرجہ ذیل قوانین ہیں۔

(i) قانون وحدتانہ:۔ مختلف النوع اشیاء کی ایک ہی وحدت کا حصّہ ہیں اور آخر کار ہر چیز وحدت کی طرف رجوع کرتی ہے۔

(ii) قانونِ ارتقاء:۔ زندگی ایک مسلسل ارتقاء کا نام ہے۔ہر جاندار چیز ایک خاص اندرونی قانون کی تحت اپنی ارتقائی منازل کی طرح ترقی پذیر ہے۔ہر بچہ کی نشوونما اور ترقی کا اپنا اندرونی قانون ہے۔مناسب ماحول مقصد کی تکمیل میں معاونت کرتا ہے۔اور غیر مناسب ماحول مذاحمت کا سبب بنتا ہے۔

(iii) قانونِ خودکاری: بچے خود بخود کام کرنا چاہتے ہیں فطری طور سے ان میں مختلف کاموں کی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔اور ان صلاحیتوں کا اظہار وہ مختلف مشاغل میں حصّہ لے کر کرتے ہیں۔اس صلاحیت کی وجہ سے بچوں کی ذہنی اور جسمانی نشوونما ہوتی ہے۔

فروبل کا نظریہ تعلیم: فروبل کے مطابق تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ بچے کی شخصیت کی نشوونما اس طرح کی جائے کہ بچے کی تمام اندرونی صلاحیتیں بروئے کار لائی جا سکیں۔ فروبل بچوں کو ننھے منے پودوں کی مانند سمجھتا ہے۔جس طرح پودوں کی شاخیں اور پتیاں اندر سے نکلتی ہیں اور پودوں کی مکمل نشوونما ایک اندرونی قانون کے تحت ہوتی ہے۔۔اپنے پاس فلسفہ کو عملی جامع پہنانے کے لیے فروبل نے ایک نیا طریقہ تعلیم ایجاد کیا۔جس کے ذریعہ ایسا ماحول پیدا کیا جاتا ہے کہ بچے اپنی اندرونی صلاحیتوں کو شوق اور دلچسپی کیساتھ ظاہر کر سکیں۔فروبل نے کچھ تختیوں کا انتظام کیا تا کہ بچے ان تختوں کو دیکھ کر خوش ہوں۔کھیل کھیل میں سیکھیں۔ فروبل نے جو تحفے اپنے اس طریقہ میں استعمال کیے وہ یہ ہیں۔

(1) اونی گیند،مختلف رنگوں اور مختلف سائزوں میں **(2)** دھات کے گولے،مربع نما ٹکڑے،بیلن کے ٹکڑے

فروبل نے سائنسی تحفے استعمال کیے۔اس طرح فروبل بچوں کو مختلف رنگوں،مختلف شکلوں،سائزوں اور گنتی وغیرہ کے متعلق معلومات دینا چاہتا تھا۔بچے ان تحفوں سے کھیلتے ہیں،گانا گاتے ہیں،دوڑتے ہیں،دھکا مکی کرتے ہیں۔اور ساتھ ہی ساتھ سلنڈروں،گولوں اور دوسری چیزوں کو جوڑ کر مختلف اشیاء بناتے ہیں۔لہذا بچوں کی تعلیم تین چیزوں کے ذریعے ہوتی ہے۔گانے،حرکات جسمانی اور اظہار واحساسات،نتیجہ کے طور پر بچوں میں صلاحیت تعمیر وتحقیق پیدا ہوتی ہے۔یہ مشاغل بچوں کے پیشے کہلاتے ہیں۔ان تحفوں اور پیشوں کی مدد سے بچوں کے ہاتھ اور نگاہ کی تربیت ہوتی ہے۔اور ساتھ ہی ساتھ باقی حواسِ خمسہ کی تربیت بھی ہوتی ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی ،داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اساتذہ، ایم فل تک کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(2) مانٹیسوری طریقہ:۔ مانٹیسوری مدرسہ میں 2 سال سے 4 سال کی عمر تک کے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔اسکول میں ایک بڑا کمرہ ہوتا ہے،کمرے میں چھوٹی چھوٹی چیزیں اور کرسیاں بھی ہوتی ہیں۔جن کو بچہ اپنی مرضی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکتا ہے۔اس کمرہ میں بچہ کو پوری آزادی اور خودمختاری ہوتی ہے وہ جس الماری سے چاہے کھیلے اور جوڑنے توڑنے کا سامان نکالتا ہے۔معلم بچوں کی نگرانی کرتا ہے اور خاموشی سے بچوں کو مفید اور تعمیری مشاغل کی طرف راغب کرتا ہے۔

(3) ڈالٹن پلان:۔ ڈالٹن پلان کو لیبارٹری پلان بھی کیا جاتا ہے۔یہ تدریس کا ایک اچھوتا طریقہ ہے۔جسکو ہیلن پا کی پرسٹ نے ڈالٹن شہر میں ایک بائی سکول میں شروع کیا۔اس طریقہ کی اہم خصوصیات ہیں۔

(i) انفرادی طور پر ہر بچہ توجہ کا مرکز رہتا ہے۔

(ii) بچوں کو پڑھنے،کام کرنے،کھیلنے اور تفریح وغیرہ کی پوری آزادی ہوتی ہے۔

(iii) مختلف علوم اور مہارتیں بچے کو خود کرنا پڑتی ہیں۔اگرچہ اساتذہ ہمہ وقت رہبری کے لیے موجود رہتے ہیں۔

(iv) اپنے تعلیمی کاموں کی تکمیل کے لیے بچے کو خود سینئر طلباء اور اساتذہ کا تعاون حاصل کرنا ہوتا ہے۔

طریقہ کار:۔

(i)۔ بچوں کو مختلف مضامین میں کام تفویض کر دیا جاتا ہے۔جس کو کنٹریکٹ کہا جاتا ہے۔

(ii)۔ اس طریقہ میں کلاس ٹیچر کو کوئی تصور نہیں۔ہر مضمون کے لیے البتہ علیحدہ علیحدہ استاد ہوتے ہیں۔

(iii)۔ اس طرح کلاس روم کی جگہ پر مضمون کی تعلیمکے لیے علیحدہ کمرہ ہوتا ہے جس میں اس مضمون کی تدریس کے لیے تمام ضروری سامان مہیا کیا جاتا ہے۔

مثلا! کتاب، سمعی وبصری سامان اور ضروری آلات وغیرہ۔

(iv)۔ہر بچہ اپنا تعلیمی ریکارڈ خود رکھتا ہے۔مضمون وار ریکارڈ اور مجموعی ریکارڈ رکھنا بچے کی ذمہ داری ہے۔استاد اپنے مضمون میں ہر بچے کی تعلیمی ترقی کا ریکارڈ بذریعہ گراف،چارٹ رکھتا ہے۔

(v)۔مضمون کے کمرے میں متبادل دنوں میں بچوں کی کانفرنس ہوتی ہے۔جہاں کسی خاص کنٹریکٹ کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوتی ہے۔استاد رہنمائی کے لیے موجود ہوتا ہے۔اگر ضرورت ہو تو استاد کسی موضوع کی باقاعدہ تدریس بھی کرتا ہے۔

(4) منصوبی طریقہ تدریس: یہ طریقہ کولمبیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر کلپٹرک نے 1918 میں شروع کیا۔کلپٹرک،شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوی کے فلسفہ تعلیم سے متاثر تھا۔ڈیوی کا کہنا ہے کہ تعلیم کی بنیاد بچے کے ضرورت پر رکھی جائے۔کلپٹرک نے منصوبے کی تعریف یوں کی ہے کہ مقصد سے بھرپور ایک ایسا مشغلہ جو پوری طرح دل لگا کر کیا جائے اور جو معاشرے کی ضروریات کے مطابق ہو۔

طریقہ تعلیم:

(1)۔ تحصیلِ علم کے لیے بچہ خود ایک یا ایک سے زیادہ تعلیمی مسائل پر غور کرتا ہے۔چھوٹے بچوں کے لیے استاد ایک ایسا مسئلہ مہیا کرتا ہے جو بچوں کے لیے تحصیلِ علم میں معاون ہو۔

(2)۔ کام کرنے کے لیے منصوبے کا انتخاب،بہت سے مسائل میں سے طالب علم کو ایک مسئلہ استاد کی مدد سے منتخب کرتا ہے یہ مسئلہ با مقصد ہوتا ہے۔

(3)۔ تکمیل منصوبہ کے لیے خاکہ تیار کرنا: یہ خاکہ یا پلان طالب علم اور استاد کی باہمی بحث اور رضامندی سے تیار کیا جاتا ہے۔استاد بچے کی رہنمائی کرتا ہے کہ کون سے کتابیں پڑھنا ہیں۔اور کہاں کہاں کے لیے ضروری معلومات وسامان مہیا کرنا ہے۔نیز یہ کہ منصوبہ کن کن مراحل سے گزر کر تکمیل کی منزل تک پہنچے گا۔

(4)۔منصوبے پر عمل درآمد: بچہ اپنی صلاحیت کے مطابق پوری کوشش کرے گا کہ پلان کے مطابق قدم بقدم منصوبے کو مکمل کرے۔اس مرحلہ میں استاد کی رہبری کی ضرورت ہوگی لیکن استاد اس وقت تک رہنمائی نہیں کریگا جب تک بچہ خود محسوس نہ کرے کہ اسے رہنمائی کی ضرورت ہے۔

(5)۔تجزیہ وتنقید: اس مرحلے میں بچہ منصوبے کے مقاصد کو سامنے رکھ کر نتائج کا جائزہ لے گا کہ وہ کس حد تک مقاصد کے مطابق منصوبے کو مکمل کر سکے اور اگر ناکامی ہوئی تو کہاں اور کیوں؟

(6)۔آخر میں منصوبے سے متعلق تمام سرگرمیوں کا ریکارڈ بنایا جاتا ہے۔اور رپورٹ لکھی جاتی ہے۔جو گروپ سیکرٹری پوری کلاس میں پڑھ کر سناتا ہے۔اس طریقہ میں چھوٹے چھوٹے گروپ کام کرتے ہیں۔اور کام کی تکمیل کے بعد ہر گروپ کا نمائندہ پوری کلاس میں اپنی رپورٹ پڑھتا ہے۔جس پر ہر کلاس کے دوسرے بچے سوال و جواب اور تنقید کرتے ہیں۔ٹیچر اس بحث کو بامقصد بناتا ہے اور موضوع زیرِ بحث پر اپنی رائے پیش کرتا ہے۔

5۔**تعلیم بذریعہ دریافت (ہیورسٹک میتھڈ):۔** یہ عجیب لفظ ہیورسٹک دراصل یونانی لفظ ہیرسکو سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں " میں نے پالیا یا میں نے حقیقت کو دریافت کرلیا" اگرچہ یہ طریقہ دریافت کافی پرانی ہے لیکن اب دوبارہ طریقہ دریافت کے نام سے سائنس اور سائنس جیسے مضامین کی تدریس میں استعمال ہو رہا ہے۔ پروفیسر آدم سٹرونگ پہلا شخص تھا جسنے اس طریقہ تدریس کو انیسویں صدی کے آخر میں کیمسٹری کی تدریس کے لیے شروع کیا اس کا کہنا تھا کہ سائنس اس طرح پڑھائی جائے کہ بچے محسوس کریں کہ جو بھی نئی نئی باتیں انہیں معلوم ہو رہی ہیں وہ خود انہیں کی دریافت ہیں استاد تو صرف اس دریافت کے عمل میں راہنمائی کرتا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مقصد:۔ اس طریقہ تدریس کا مقصد یہ ہے کہ استاد بچے کو صرف معلومات ہی فراہم نہ کریں بلکہ ایسا ماحول پیدا کرے کہ بچے قدرت کی تخلیق کا خود مشاہدہ کریں تجزیہ کریں، کھوج لگائیں، کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو اس کا حل تلاش کریں۔ اس طریقہ کا مقصد بچوں میں تنقید اور سائنسی زاویہ نگاہ پیدا کرنا ہے۔ تا کہ بچے علم حاصل کریں اور بعد میں نئی فنی دریافتیں کریں۔

طریقہ کار: (سبق کو ایک مسئلہ کی صورت میں اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ بچے خود بھی محسوس کریں کہ واقعی یہ مسئلہ اہم ہے۔ اور اس کا حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ مثلاً آکسیجن زندگی کے لیے ضروری ہے۔ بعض اوقات مریض کے لیے آکسیجن کی شدید ضرورت ہوتی ہے مطلوبہ آکسیجن کہاں سے اور کیسے حاصل کی جائے؟ لیبارٹری میں تیار کیا جائے کیسے؟

(2) ہیورسٹک میتھڈ دراصل ایک انداز اور ایک رویہ ہے۔ یعنی کہ " میں تحقیق میں کوئی بات قبول نہیں کروں گا۔ یہ اندازِ فکر بہت ہی مفید ہے۔ اور تدریس کا کوئی بھی طریقہ ہو بچہ اس اندازِ فکر سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچتا ہے۔

(3) بچے کی حیثیت اس طریقہ تدریس میں ایک ننھے محقق کی ہوتی ہے۔ جو استاد کی راہنمائی میں تدریس کے لیے پیدا کردہ ماحول سے پورا فائدہ اٹھاتا ہے نئی نئی باتیں معلوم کرتا ہے۔ اور محسوس کرتا ہے کہ یہ معلومات وہ خود حاصل کر رہا ہے۔ اور یہ کہ وہ کتاب یا استاد کا ذیادہ مرہونِ منت نہیں۔

(4) استاد کا نہ صرف اپنے مضمون پر پورا عبور رکھنا ضروری ہے بلکہ اسے اپنے اندر ایسی عادت بھی پیدا کرنا ہوں گی جو بچوں کی تعلیم پر اس کے مثبت اثرات مرتب کر سکیں۔

کاشان اکیڈمی

(5) ضروری ہے کہ ایسا ماحول پیدا ہو کہ ہر بچہ بلا خوف سوال کرے اپنا مافی الضمیر بیان کرے، دلیل دے اور بوقت ضرورت استاد کے ساتھ بحث و مباحثہ میں حصہ لے سکے۔

0334-5504551

(6) تدریس اس طرح ترتیب دی جائے کہ بچہ ہر روز چھوٹی چھوٹی دریافتیں کرے۔ اور یہ سلسلہ آہستہ آہستہ دریافتوں کی سمت میں جاری رہے۔

قدیم طریقوں کی خامیاں

Download Free Assignments from

1۔تقریری طریقہ:۔ تقریری طریقے کا شمار غالباً قدیم ترین تدریسی طریقوں میں ہوتا ہے۔ یہ طریقہ دو مفروضوں پر مبنی ہے۔

(1) طلباء کا علم چنداں وسیع نہیں اس لیے وہ کسی چیز کے بارے میں جاننے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

(2) استاد معلومات کا ایک خزانہ ہوتا ہے جسے طلباء کا سامنے تقریر یا لیکچر کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

خامیاں:۔ تقریری طریقہ کی خامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔تقریری طریقہ صرف معاشرتی علوم اور دینیات جیسے مضامین کی تدریس میں ہی کامیابی سے استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ سائنس کے علوم کی تدریس میں اس کی اتنی افادیت نہیں۔

2۔اگر طلباء کی تعداد تھوڑی ہو مثلاً 20 تو اس طریقہ کا استعمال چنداں مفید نہیں ہوتا۔ دوسرے طرف پینتیس یا چالیس سے زیادہ کی صورت میں بھی یہ قابلِ عمل نہیں ہوتا۔

3۔لیکچر پر غیر ضروری انحصار کی صورت میں طلباء علم کے دیگر ذرائع مثلاً درسی کتاب، زائد مطالعہ وغیرہ کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں جو کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔

2۔بحثی طریقہ: بحثی طریقہ ایک ایسا طریقہ ہے جس میں استاد اور طالب علم یا جملہ طلباء مل جل کر استاد یا اپنے گروہی رہنما کی نگرانی میں کسی مسئلے پر گفتگو کرتے ہیں اور اپنے اپنے نقطہ نظر کی حمایت میں دلائل سے کام لیتے ہیں۔

خامیاں: بحثی طریقہ کی خامیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔بحثی طریقہ تدریس کو صرف ثانوی یا اعلیٰ جماعتوں میں کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ ابتدائی سطح پر اس کا استعمال چنداں مفید نہیں۔

2۔اس طریقہ کو تمام مضامین کی تدریس کے لیے یکساں افادیت سے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً معاشرتی علوم میں تو یہ کام دے سکتا ہے مگر ریاضی، سائنس وغیرہ کے لیے چنداں مفید نہیں۔

3۔بحث و تمحیص پر اگر مناسب طریقے سے کنٹرول نہ کیا جائے تو اس سے غیر ضروری طور پر قیمتی وقت کے ضیاع کا احتمال رہتا ہے۔

4۔ چونکہ باہمی مکالمہ بازی اور سوال و جواب میں خاصا وقت لگ جاتا ہے اس لیے اس طریقے میں سست رفتاری کا پہلو بہت نمایاں ہے۔

3۔استقرائی طریقہ: استقرائی طریقہ تدریس میں ایک ایسا طریقہ ہے جس میں کسی موضوع یا تصور کے متعلق متعدد مثالیں پیش کی جاتی ہیں اور پھر طلباء ان مثالوں کی مدد سے خود نتائج اخذ کرتے ہیں۔

خامیاں:۔ استقرائی طریقہ کی خامیاں درج ذیل ہیں۔

1۔طلباء کے سامنے بعض موضوعات پر مثالیں پیش کرنا سرے سے ممکن ہی نہیں ہوتا اس لحاظ سے اس کی افادیت محدود ہو جاتی ہے۔

2۔مثالیں پیش کرتے وقت اگر استاد ذرا سی بھی لغزش کر جائے تو طلباء سراسر غلط نتائج پر پہنچ سکتے ہیں۔

3۔واقعات پر مبنی معلوماتی مواد مہیا کرنے کے لیے یہ طریقہ چنداں مفید نہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

4۔**استخراجی طریقہ:۔** استخراجی طریقہ کے برعکس یعنی اس طریقے میں استاد طلباء کو پہلے اصول وقواعد خود بتا دیتا ہے جن کا اطلاق وہ مختلف واقعات پر کرتے ہیں یعنی بتائے ہوئے نتائج کے حوالے سے مناسب مثالیں تلاش کرتے ہیں۔

خامیاں:

1۔ استخراجی طریقے میں طلباء کو اصول وقواعد استاد خود ہی بتاتا ہے تاکہ طلباء کی ذہنی صلاحیتوں اور عقلی قوتوں کی خاطر خواہ طور پر استعمال میں لایا جا سکے۔

2۔نتائج تک پہنچنے کے لیے طلباء کو کوئی محنت نہیں کرنا پڑتی۔اس لیے تعلم راسخ نہیں ہوتا۔

3۔طلباء میں اصول وقواعد کو زبانی یاد کرنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔اس لیے وہ معلوماتی مواد کو رٹنے میں اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔

4۔اس طریقے میں چونکہ استاد خود ہی مختلف تصورات کی تعریفات اور قواعد وغیرہ طلباء کو بتاتا ہے اس لیے موضوع سے متعلقہ طلباء کی سابقہ واقفیت سے چنداں استفادہ کرنے کے مواقع میسر نہیں آتے۔

سوال نمبر 17۔ پروگرام شدہ تدریس کے مفہوم، اس کی اقسام اور استعمال کے طریقہ کار کو بیان کریں؟

جواب:۔

بعض ماہرین تعلیم اس خطرے کا اظہار کرتے ہیں کہ پروگرام شدہ تدریس کے طریقہ کار کی مقبولیت طلبہ کو اساتذہ کی ضرورت سے بے نیاز کر دے گی لیکن اکثر ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پروگرام شدہ تدریسی مواد کی موجودگی میں کمرہ جماعت میں استاد کا کردار اور زیادہ اہمیت حاصل کر لیتا ہے

پروگراموں کی اقسام:۔ عام طور پر پروگراموں کی مندرجہ ذیل دو اقسام زیادہ مستعمل ہیں۔ایک شاخی پروگرام فریموں کے ایک سلسلے پر مشتمل ہوتا ہے ہر فریم کسی معلوماتی ٹکڑے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں کوئی سوال کیا جاتا ہے اور طالب علم جواب دیتا ہے اور اگلے فریم میں درست جواب موجود ہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک اور سوال بھی ہوتا ہے۔اس طرح اگلے فریم میں دیئے گئے صحیح جواب کی مطابقت سے طالب علم کی فوری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔اس قسم کے پروگرام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فریم کا جائزہ کیناہ اس پر نظر ثانی کرنا اور اسے استعمال کرنا آسان ہوتا ہے اس لئے اس پروگرام کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

کثیر الشاخی پروگرام:۔ کثیر الشاخی پروگرام دراصل انفرادی آموزش کا ایک قسم کا خودکاری نظام ہے۔جس میں ایک شاخی پروگرام کے برعکس اس بات کا کم خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر سوال کے صحیح جواب کی صورت میں طالب علم کی فوری حوصلہ افزائی ہو۔بلکہ ایسے پروگرام میں طلبہ کی طرف سے غلطیوں کا ہر وقت احتمال ہوتا ہے۔ایسی غلطیوں کی تصحیح کے لئے جواب بتائے بغیر طالب علم کو مزید مطالعے کی ہدایت کی جاتی ہے جب تک طالب علم صحیح جواب نہ دے سکے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے جوابات کا چناؤ صحیح ہونے کی صورت میں کثیر الشاخی پروگرام بھی یک شاخی پروگرام کے ہی مشابہ ہوتا ہے؛

پروگرام شدہ تدریس کی خوبیاں۔

(1) طالب علم فعال اور سرگرم کارکن کی طرح پروگرام میں دلچپی لیتا ہے

(2) سوالات کے صحیح جوابات کے فوری علم سے طالب علم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

(3) کوئی طالب علم جو ذہین اوسط یا کندذہن ہو وہ اپنی صلاحیتوں اور انفرادی اختلافات کے مطابق اپنی رفتار سے ترقی کرتا ہے۔

(4) طلباء زیادہ تر کام خود کرتے ہیں، اس طرح استاد کا جو وقت بچتا ہے وہ طلبہ پر انفرادی توجہ دینے میں استعمال ہوتا ہے

(5) بعض اوقات استاد کی عدم موجودگی میں بھی تدریسی عمل جاری رہتا ہے

(6) ایسے طلبہ جو بیماری یا کسی وجہ سے سکول نہ آ سکے ہوں آسانی سے خود اپنی کمی دور کر کے اپنے ہم سبقوں کے ساتھ مل سکتے ہیں۔

(7) یہ پروگرام بنیادی تصورات اور نئے کام کے لئے خصوصی طور پر مفید ہوتے ہیں

(8) وقت کی قلت میں یہ پروگرام کافی کامیاب رہتے ہیں۔مثلاً صنعتی اور فوجی میدانوں میں ان پروگراموں سے جلدی اور با آسانی استفادہ کیا جا سکتا ہے

پروگرام شدہ تدریس کی خامیاں:

(1) پروگرام شدہ اسباق کے سلسلے میں اس خدشے کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس میں استاد کا کام محض مناسب پروگرام کے چناؤ تک محدود ہو جاتا ہے۔

(2) طلبہ کی ذاتی اور اختراعی قوتیں پروگراموں کی وجہ سے محدود ہو

(3) طلبہ کے سوچنے کی صلاحیت کو بھی محدود کر دیا جاتا ہے

(4) تمام مضامین پروگرام شدہ اسباق کے ماتحت نہیں پڑھائے جا سکتے۔مثلاً ادب فلاسفی اور تاریخ وغیرہ پروگرم شدہ تدریس کے نئے مناسب نہیں

(5) معلومات کے چھوٹے چھوٹے فریموں کی مدد سے تدریس عمل میں آگے بڑھنے سے ذہین طلبہ تکان اور بوریت محسوس کرنے لگے ہیں

یوں تو تعلیمی ٹیکنالوجی کے حصول میں پاکستان میں خاصی پیش رفعت کی جا رہی ہے۔اس سلسلے میں سمعی اور بصری اعانتوں کے مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ریڈیو اور ٹی وی پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعلیمی اور تدریسی اسباق نشر کئے جاتے ہیں۔وفاقی وزارت تعلیم کے شعبہ نصاب سازی اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے زیر اہتمام مختلف تعلیمی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اور تدریسی ورکشاپوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔جن میں بیرونی مما لک کے ماہرین کو بھی مدعو کیا جکا تا ہے۔ جہاں تک پروگرام شدہ اسباق کی تیاری کا تعلق ہے۔اس میں خاطر خواہ کوشش نہیں کی جا سکیں۔ گو بعض اعلی تعلیمی پیشہ ورانہ اداروں مثلا ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی اور شعبہ تعلیم ونفسیات پشاور یونیورسٹی نے کچھ ابتدائی نوعیت کا کام کیا ہے لیکن اس کے ثمرات سے متعلقہ لوگ ابھی تک فائدہ نہیں اٹھا سکے۔اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ وقت اور پیسے کی کمی اور پروگرام تیار کرنے والے ماہرین کے فقدان کی وجہ سے اچھے پروگرام تیار نہیں کئے جا سکے لیکن وہ دن دور نہیں جب ہم اس بات کا احساس کر لیں گے۔ کہ ہمیں ان لوگوں کے لئے بھی کچھ کرنا ہے۔ جو کسی سبب سے اپنی تعلیم پوری نہیں کر سکتے۔ یا دور دراز کے علاقوں میں رہنے کی وجہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے ایسے تعلیمی مواد کی تیاری کا کام بھی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی وساطت سے کامیابی سے شروع کیا جا سکتا ہے جہاں ماہرین کی بھی کمی نہیں اور مختلف کورسوں کو تجرباتی طور پر پروگرام شدہ تدریس میں تبدیل کیا جا سکتا ہے کامیاب تجربے کی بنیاد پر وسیع پیمانے پر پروگرام شدہ تدریسی مواد کی تیاری میں انشاءاللہ کوئی دشواری حائل نہیں رہ سکے گی

کمپیوٹر کی مدد سے تدریس:۔

کمپیوٹر کی مدد سے تدریس کی تیکنیک کا بنیادمقصد ہر طالب علم کو انفرادی تدریسی ماحول مہیا کرنا ہوتا ہے کسی بھی تدریسی پروگرام کو کمپیوٹر میں سٹور کر دیا جاتا ہے۔ طالب علم مختلف الیکٹرانی کل پرزوں کے استعمال سے کمپیوٹر کے تدریسی پروگراموں سے استفادہ کر سکتا ہے تدریس کے دوران طالب علم جس ڈسک پر بیٹھتا ہے۔وہ بجی سے چلنے والی ٹائپ مشین کے مشابہ ہوتا ہے۔جس میں مختلف امور کی انجام دہی کے لئے کئی چھوٹے کل پرزے لگے ہوتے ہیں۔تدریسی پروگرام کو استعمال کرنے کے لئے انھی کل پروزوں کو حرکت دینا پڑتی ہے یہ کل پرز حروف یا تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔ فاضل معلومات کے حصول کیلئے فاضل کل پرزے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔بعض انتظامات کے تحت سمعی فون بھی مہیا کیے جاتے ہیں جن کی مدد سے کمپیوٹر کنٹرول کے ماتحت طلبہ کو سمعی پیغامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی

اس تدریسی تیکنیک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بیک وقت بہت سے طلبہ کی آموزش ممکن ہوتی ہے خواہ وہ نصابی سرگرمیوں کی تکمیل کے سوا کسی مرحلے میں ہی کیوں نہ ہوں۔

0334-5504551

خوبیاں۔ کمپیوٹر کی معاونت سے تدریس مندرجہ ذیل خوبیوں کی حامل ہوتی ہے

Download Free Assignments from

کمپیوٹر پروگرام کورسز کے وسیع سلسلے کے لئے تیار کئے جا سکے ہیں

طلباء عام طور پر طریق کار میں دلچسپی لیتے ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

خامیاں: اس طریق کار میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل خامیاں بھی ہیں

ایسا طریقہ کار کم ترقی پذیر مما لک کے لئے خاصا مہنگا ثابت ہوتا ہے

اس کے لئے اچھے تدریسی پروگرام کی تیاری بھی خاصا مشکل کام ہے۔ مذکورہ بالا خامیوں کے باوجود کمپیوٹر کی معاونت سے تدریس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

سوال نمبر 18۔ جماعتی تنظیم کا مفہوم، اس کے مقاصد اور جماعت کی تنظیم میں کردار ادا کرنے والے عوامل بیان کریں؟

جواب:

جماعتی تنظیم کی تعریف: تنظیم ایک ایسا معاشرتی نظام ہے جو کہ اجتماعی شناخت رکھتا ہے ایک خاندان، سیاسی پارٹی، ایک پلاٹون، فوج کی رجمنٹ، بنک سرکاری محکمہ وغیرہ یہ سب تنظیم کی مثالیں ہیں تمام تنظیمیں بیرونی خطرات کے مقابلے میں اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہیں کسی قوم کو ہم تنظیم کا نام نہیں دے سکتے لیکن مملکت ایک تنظیم ہے کوئی گروہ اگر مجموعی طور پر اپنی پہچان کروالے اور اپنے عملی پروگرام ترتیب دے تو یہ گروہ تنظیم بن جاتا ہے ایک موثر تنظیم میں امور بخوبی اور نیک نیتی سے انجام پاتے ہیں جبکہ ایک غیر موثر تنظیم میں غیر اہم امور کے انجام پانے اور اہم امور کے نظر انداز کئے جانے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔کسی انتظامی ڈھانچے کے تحت منظّم طریقے سے موزوں روابط کے قیام کا عمل تنظیم کہلاتا ہے جب کسی سکول کا انتظامی یونٹ مناسب طریقے سے منظّم کیا گیا ہو تو امور کی انجام دہی معاملات کی تشکیل مختلف ذمہ داریوں کیلئے موزوں افراد کے انتخاب اور مناسب باصلاحیت عملے کو فیصلے کرنے کے ذرائع میسر آتے ہیں۔

اسکول کے نظام کا محور طلباء کا داخلہ اور اس کے بعد ان کی جماعت بندی ہے چونکہ داخلہ کسی بھی اسکول میں محکمہ تعلیم کے مجوزہ و مقررہ اصولوں کی بنیاد پر ہوتا ہے لہذا تنظیم مدرسہ کے ضمن میں ہم جماعت بندی کو اولین حیثیت دیتے ہیں تنظیم مدرسہ میں جماعت بندی کو بڑی اہمیت حاصل ہے جماعت کو تعلیم کے عمل کے لیے ایک اکائی تصور کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکی تشکیل کے خاص توجہ اور محنت کی ضرورت یوتی ہے۔لہذا جماعت صرف بچوں کا مجموعہ نہیں جس کو انتظامی سہولت کے لیے یکجا کر دیا گیا ہو بلکہ جماعت کے جملہ ارکان باہمی دلچسپی، کامیابیوں اور مشترکہ مقاصد کے رشتوں میں ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

جماعت بندی اسکول کی تنظیم کے لئے بڑی ضروری ہے یہ ایک مسئلے کی بھی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ جدید دور میں انفرادی اختلاف کے نظریئے کو جس شدومد کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے اس کے پیش نظر جماعت بندی کا وجود مشکوک حد تک نا قابل عمل نظر آنے لگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اپنے انفرادی اختلاف کی بناء پر کی گئی جماعت بندی کے ذریعے مدرسے کے مقاصد کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ تعلیمی جماعت بندی بلا سوچا عمل نہیں بلکہ اس کی بنیاد چند اصولوں پر ہوتی ہے۔

جماعتی تنظیم کے عوامل : جماعت کے درجے کو متین کرنے والے عوامل مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ جماعت کا درجہ: جماعت بندی میں اہم کردار سرانجام دیتا ہے اور یہ اسکول کے درجہ پر منحصر ہے۔آیا وہ درجہ پرائمری، مڈل یا ہوئی اسکول کا حصہ ہے۔ پرائمری سے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مڈل کے مقابلہ میں کم تعداد کا ہونا ضروری ہے اس لئے کہ ابتدائی جماعتوں میں بچوں کی ضروریات کے پیش نظر ان پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔اس طرح مڈل اور ہائی کی تعداد میں فرق ہوگا۔ جماعت بندی کے اس طریقے میں مضامین کا آپس میں ربط نہیں ہوگا۔اور تدریس بے معنی ہوجائے گی۔سب سے بری خرابی یہ کہ طالب علم کسی جماعت کا طالب علم نہ ہوگا استاد کی ذمہ داری نہ ہونے کے برابر ہوگی۔ پھر جلد ہی نئے سرے سے جماعت بندی کرنا پڑے گی یہ طریقہ تقریباً ناقابل عمل ہے اس طرح جماعت بندی کی دو تین اور اقسام بھی ہیں کہ طبعی عمر کے لحاظ سے جماعت بندی تنظیم میں بڑی ممد ومعاون ثابت ہوسکتی ہے مگر اس ضمن میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جماعت کا سائز معقول ہوتا کہ طلباء میں نظم وضبط پیدا کرنے کے ساتھ ان پر انفرادی توجہ بھی دی جاسکے۔لہذا اگر جماعت بندی مناسب ہوگی تو جماعتی تنظیم بھی موثر ہوگی۔

۲۔ جماعتی ضروریات وسہولیات: مؤثر جماعتی تنظیم کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ جماعت کے اندر جملہ سہولیات موجود ہوں۔اگر طلبہ کی تعداد کی مناسب سے سہولیات، مثلاً فرنیچر، پنکھے اور ہوا دھوپ کا گزر جیسی سہولیات نہ ہوں گی تو نظم وضبط کے مسائل پیدا ہوں گے، نیز تدریسی عمل کو مؤثر کرنے کے لیے امدادی اشیاء مثلاً تختہ سیاہ، چارٹ وغیرہ ایک جماعت کے لیے ضروری ہیں۔لہذا ان کی فراہمی جماعتی تنظیم کی کامیابی کی دلیل ہے۔اس طرح جملہ سہولیات اور لوازمات کے بعد ہی جماعت کی کارکردگی مؤثر ہوسکتی ہے ورنہ عدم تنظیم کے باعث تدریس متاثر ہوگی۔

۳۔ وقت نامہ: وقت نامہ جماعتی تنظیم کے لیے بیحد اہم اور ضروری ہے۔کوئی جماعت کتنی ہی منظّم کیوں نہ ہو وقت نامہ کی عدم موجودگی میں فعال طریقے سے کام نہیں کر سکتی۔وقت نامہ اسکول کی کارکردگی کے لیے ہتھیار کا کام دیتا ہے اس کی بدولت جماعت کے کام میں باقاعدگی، ہم آہنگی اور توازن پیدا ہوتا ہے۔نظم وضبط اور پھرتی جیسی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ہر مضمون پر مناسب توجہ دی جاتی ہے وقت نامے کی بدولت اساتذہ کو مختلف سرگرمیوں کا پابند کر کے اخلاقی قدروں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے کام کی رفتار مناسب طریقے سے آگے بڑھتی ہے۔وقت نامے سے احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے۔متوازن تدریس کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور اس کا اہم پہلو یہ ہے کہ نفسیاتی طور پر تکان دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

۴۔ ضبط ونگرانی: مدرسے کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ طلباء کی ہمہ گیر نشوونما کے لیے سازگار ماحول فراہم کرے ایک ایسا ماحول جس میں ہر بچہ اپنا ئیت محسوس کرے اس کی تعلیم کا ایسا بندوبست کیا جائے اور ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ وہ اسکول اور پڑھائی میں خود بخود دلچسپی لینے لگے۔اس ضمن میں جماعتی تنظیم بڑا اہم کردار سرانجام دیتے ہے۔یہ جماعت کی سرگرمیاں اور ماحول ہی ہیں جن کی بدولت بچے کی سماجی زندگی کی تشکیل ہوتی ہے اور اس کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ جماعتی تنظیم کی خاطر جماعت کی سرگرمیوں اور ماحول کی نگرانی کی جائے اور ایسا ضبط پیدا کیا جائے کہ اسکول کا نظام بہتر طور پر چل سکے۔

نگرانی کا ایک تصور یہ بھی ہے کہ جماعت کی تنظیم کی خاطر استاد وقتاً فوقتاً جماعت کے اندر مقابلے کے رجحان کو فروغ دے اور جماعت میں ایسا ماحول پیدا کریں کہ ہر طالب علم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے۔وقفہ جاتی امتحانات اور ٹیسٹ اساتذہ کی نگرانی میں ہوتے رہیں تو جماعتی تنظیم مؤثر اور مفید ہوگی۔ صدر معلم کے لئے لازم ہے کہ وہ ان امتحانات اور مقابلوں کے سلسلے میں اساتذہ سے تعاون کرے اور یہ دیکھے کہ جماعتی تنظیم کے لیے کئے جانے والے اقدامات صحت مندانہ بنیادوں پر استوار ہیں اور مناسب طریقے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔

۵۔ ہم نصابی سرگرمیاں: جماعتی تنظیم میں جہاں دوسرے عوامل اپنا کردار انجام دیتے ہیں وہاں نظم وضبط اور غیر رسمی تعلیم کے فروغ کے لئے ہم نصابی سرگرمیوں کا انعقاد بھی بڑا ضروری ہے ہم نصابی سرگرمیوں کی تدریس مضامین کی طرح جماعت میں نہیں ہوتی۔تاہم نظم وضبط اور ہم آہنگی کی خاطر اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ان کی اہمیت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ یہ جماعتی تدریس کے نعم البدل ہیں اور اس کی بدولت بچے میں وہ اوصاف پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے جن سے وہ اپنے آپ کو جماعت کا ایک مفید رکن بنا سکتا ہے۔

ہم نصابی سرگرمیوں کی بدولت بچے کی ذہنی نشوونما کے علاوہ اس کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی نشوونما بھی ہوتی ہے۔جماعت بچے کی سماجی سرگرمیوں کی آماجگاہ ہے جہاں طالب علم بہت سے گروہوں میں بٹ جاتے ہیں وہ اپنی خود آگاہی، اظہار خودی اور اپنی تعلیم آپ حاصل کرنے کی غرض سے بہت ساری سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ابتدائی عمر میں سماجی جبلتیں مثلاً گروہ بندی، تعاون، رشک، رقابت اور ایثار شدت سے پائی جاتی ہیں۔طلباء کے اندر مختلف تنظیمیں بنانے کا شوق ہوتا ہے جوان کے کردار اور زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے یہ سرگرمیاں بچوں کی فطری اور غیر ارادی دلچسپیوں سے وقوع پذیر ہوتی ہیں اور نوعیت کے اعتبار سے لچکدار ہوتی ہیں۔اسکول کے نصاب اور جماعت کی تنظیم میں معاون ومددگار ثابت ہوتی ہیں۔ جس طرح جماعتی زندگی بچے میں مطابقت پیدا کر کے معاشرے کا اہم رکن بنانے میں مدد دیتی ہے اسی طرح ہم نصابی مشاغل بھی بچے کو زندگی گزارنے کے فن سے روشناس کرتے ہیں اس طرح دونوں طریقوں سے بچہ ایک بہتر سماجی حیوان بنتا ہے۔

۶۔ امتحانات: جماعتی تنظیم کے لیے امتحانات کا شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس لئے کہ امتحانات کے ذریعے سے کسی جماعت کے معیار کو پرکھ کر اس کو بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے یہ استاد اور شاگرد اور اسکول کی مجموعی کارکردگی کے اظہار کا مؤثر ذریعہ ہے۔استاد کو اس کی خامیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور طالب علموں کو ان کے مقام کا پتہ چلتا ہے اس طرح اصلاح کر کے جماعت کی تنظیم مؤثر بنانے میں آسانی ہوتی ہے۔ایک جماعت کی دوسری جماعت میں ترقی کے سلسلے میں بھی امتحانات کا کردار شک وشبہ سے بالاتر ہے امتحانی شعبہ کوتاہیوں سے جس قدر پاک اور مضبوط ہوگا اتنا ہی جماعتی تنظیم مضبوط اور مؤثر بنانے میں مدد ملے گی۔

امتحانات اس تنظیم کو معاشرے میں بھی متعارف کرا کر حوصلہ افزائی کا موجب بنتے ہیں اسکول کی کارکردگی اور اس کے تعلیمی ثقافتی اور سماجی کردار کی پختگی کا امتحانات کی بدولت ہی سمجھا اور پرکھا جاسکتا ہے۔ایک بات یہ کہ کسی استاد کی قدر ومنزلت اور وقار میں اضافے کو موجب بھی اس کی جماعت کی کارکردگی ہے ایک اچھی

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جماعتی کارکردگی ایک اچھی تنظیم کی علامت ہے اور امتحانات اس سلسلے کی آخری کڑی اور کسوٹی ہے اس طرح امتحانات جماعتی تنظیم کے لیے بہت اہم ہیں۔

جماعتی تنظیم میں حائل دشواریاں: تنظیم کوئی بھی ہو اور زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتی ہو اس میں مسائل کا ہونا لازمی امر ہے۔ایک اچھی تنظیم مسائل کے دھارے سے گزر کر ہی اعلیٰ مقام حاصل کرتی ہے۔اس لیے ہر طور جملہ تنظیموں کا تعلق انسانی زندگی سے ہے جو مسائل کی آماجگاہ ہے۔چنانچہ کسی بھی تنظیم کو موثر بنانے کے لیے ان مسائل کو حل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔جن کا آئے دن سامنا ہوتا ہے۔تعلیمی نظام میں جماعت بھی ایک مکمل اکائی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کی تنظیم بھی منفرد مقام رکھتی ہے۔مگر نظام تعلیم کا حصہ ہونے کے ناطے سے یہ گونا گوں مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔چونکہ جماعت کی تنظیم سکول کے مجموعی ڈھانچے کا حصہ ہوتی ہے۔اس لیے اس کا جائزہ سکول کے معیار سے لیا جاتا ہے۔معیار کا تعین اس علاقے اور ماحول سے کیا جاتا ہے جس میں کوئی اسکول کو کیا کیا مسائل درپیش ہیں یا نہیں ہیں اور اگر درپیش ہیں تو ان کی نوعیت کیا ہے۔جماعت چونکہ ایسے افراد کا مجموعہ ہوتی ہے جو احساسات، جذبات اور امنگوں کا امتزاج ہوتے ہیں اور ہر فرد اپنے ان احساسات، جذبات کی تسکین اور تشفی چاہتا ہے،اس لئے جماعتی تنظیم طرح طرح کے مسائل سے گھری رہتی ہے مگر ہوشیاری، حوصلے، تدبر سے ان دشواریاں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔تاہم یہاں ہم ان عمومی عوامل کا ذکر کریں گے جو کسی بھی جماعت کی تنظیم میں کارفرما ہوتے ہیں۔

عمارات مدرسہ: کسی بھی مدرسے کی صحت مندانہ ماحول کے لئے سب سے اہم ضرورت عمارت کا انتخاب اور اس کے اندر کمروں اور جملہ ضروریات کا پورا کرتا ہے۔بظاہر تو عمارت ایک چھوٹا اور مختصر لفظ نظر آتا ہے لیکن لفظ عمارات کا مطلب یہ ہے کہ اس کی منصوبہ بندی میں صحت، خدمت، کفایت اور خوبصورتی جیسی خصوصیات موجود ہوں۔چنانچہ کسی بھی مدرسے کے قیام میں اس کی عمارت کو بڑا عمل دخل ہے اور عمارت کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ اسے تعمیرات کے مسلمہ اصولوں کے مطابق تعمیر کیا جائے۔جماعت چونکہ مدرسے کا ایک جزو لاینفک ہوتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

کمرہ جماعت: مدرسے کی عمارت میں کمروں کی یا جماعت کی تعداد اور سائز بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔کیونکہ اس کے بغیر تدریسی عمل اور سرگرمیاں پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتیں،اسکول میں جتنی بھی جماعتیں ہوں اور ہر جماعت میں جتنے بھی سیکشن ہیں ان کے علاوہ چند کمرے زائد ہوں تا کہ طلباء کی تعداد بڑھنے کی صورت میں انہیں استعمال میں لایا جاسکے۔عام کمروں کے علاوہ مخصوص کمروں کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ مخصوص کمرے سائنس، ڈرائینگ، دستکاری، تجربہ گاہ ورکشاپ، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ کے لیے ہوتے ہیں۔جماعت کی تنظیم میں جہاں ہر جماعت کے کمرے کی ضرورت ہے وہاں مضمون وار کمرے آج کل کے دور کی اشد ضرورت ہیں۔اگر مختلف مضامین کو ایک ساتھ یا ایک سے زائد جماعتوں کو ایک ساتھ پڑھانے کی کوشش کی جائے گی تو اس سے بے پناہ مسائل پیدا ہوں گے اور تدریسی کام متاثر ہوگا۔

روشنی اور ہوا: جماعتی تنظیم کے لیے جہاں الگ الگ کمروں کا ہونا ضروری ہے وہاں کمرہ جماعت میں صحت مندانہ ماحول پیدا کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔جماعت میں روشنی نہ ہونے کے باعث طلبا آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کی آنکھوں پر بوجھ پڑنے سے ان کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اس طرح اگر تازہ ہوا کمروں میں نہ ہوگی تو تدریسی ماحول خوشگوار نہیں ہوگا چنانچہ ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں کی تعمیر کے وقت اس بات کا بالخصوص خیال رکھا جائے کہ جماعتی کمروں میں روشنی اور ہوا کی کافی مقدار مہیا ہو اور حفظان صحت کے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

پانی: ہمارے اسکولوں میں پانی کی فراہمی کا مسئلہ بھی بڑی سنگین نوعیت اختیار کرتا جارہا ہے۔پانی کی ضرورت سے کسے انکار ہے اور خاص کر طالب علمی کی عمر میں اس کی ضرورت زیادہ ہی ہوتی ہے۔تازہ اور جراثیم سے پاک پانی طالب علموں کی صحت اور توانائی کے لیے اشد ضروری ہے۔گندے اور جراثیم زدہ پانی کے استعمال سے بچے بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں اس طرح جماعت کی حاضری متاثر ہوتی ہے اور بچوں کی کارکردگی مناسب نہیں رہتی چنانچہ بچوں کے لیے تازہ اور پاکیزہ پانی کی فراہمی بہت ضروری ہے۔

صفائی: مدرسے میں صفائی کا مناسب انتظام ہونا اشد ضروری ہے۔چلنے پھرنے اور گرد وغبار کی وجہ سے فرش، میزیں، کرسیاں اور کھڑکیاں وغیرہ گندی ہو جاتی ہیں۔لہذا روزانہ فرش کی دھلائی اور کھڑکیوں کی صفائی ہونا لازمی ہے۔بیت الخلاء کی روزانہ صفائی اور اس میں جراثیم ادویات کا چھڑکنا بھی ضروری ہے۔

فرنیچر اور سازوسامان: جدید دور میں فرنیچر کو تدریسی اعانت کے طور پر بڑی اہمیت حاصل ہے۔ہر بچے کے لیے ایک میز اور کرسی یا ڈسک کا ہونا کم سے کم ضرورت ہے فرنیچر چاہیے سادہ ہی کیوں نہ ہو مگر اس کی فراہمی بہت ضروری ہے۔

پرہجوم جماعتیں: اسکولوں کا نہایت اہم مسئلہ ہے،خواہ وہ شہروں میں ہوں یا دیہات میں۔ضبط کے مسائل اور جماعتی تنظیم میں جہاں دیگر باتیں مسائل کا موجب ہیں وہاں پرہجوم جماعتیں بھی اسکول کے مسائل میں اضافہ کرتی ہیں۔اسکولوں میں داخلہ لینے والے طلباء کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ اب یہ مسئلہ بڑی نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔

نظم وضبط: جماعتی تنظیم کا ایک مسئلہ نظم وضبط کا ہے۔یہ ذمہ داری خالصتاً استاد کی ہے کہ وہ جماعت میں نظم وضبط قائم رکھے۔استاد کی بہتر تدریس اور فرائض منصبی کو مکمل طور پر پورا کرنا اور طلباء کی تعلیم کی طرف مکمل توجہ دینے سے نظم وضبط کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

وقت نامہ: وقت نامہ جماعت کی تنظیم کے بڑا اہم ہے وہ جماعتیں جہاں کسی وقت نامہ کی پابندی نہیں کی جاتی وہ ابتری کا شکار ہو جاتی ہیں استاد کی تدریس میں بے قاعدگی رہتی ہے اور مجموعی طور پر جماعت کی کارکردگی متاثر ہے لہذا ہر جماعت اپنے وقت نامہ کو اختیار کرے۔

حفظان صحت: اسکول میں صحت وصفائی کا خیال رکھنا ہمارے تعلیمی اداروں کا اہم مسئلہ ہے ابتدائی طبی امداد اسکولوں میں ناپید ہے۔غلاظت بعض تعلیمی اداروں کی حقیقی تعلیمی

میٹرک ،ایف اے،آئی کام ،بی اے ،بی کام ، بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے چنانچہ اسکول میں کلینک کا قیام موجودہ دور میں کسی تعلیمی ادارے کی شدید ضرورت ہے تا کہ بچوں کو اسکول میں حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق رکھا جا سکے۔

مالیات کی فراہمی: ہر اسکول کی اپنی اپنی ضروریات ہوتی ہیں اور ان کی تکمیل کے لیے فنڈ ز ضروری ہیں حکومت یا سکول کی تنظیم ہر سال مناسب فنڈ ز مہیا کرے تا کہ ان سے وہ وقتاً فوقتاً فوری مسائل سے نمٹنے کے لیے اقدامات کر سکے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے اسکولوں کو یہ فنڈ ز انتہائی قلیل مقدار میں دئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکول اپنے فوری مسائل حل نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر 19۔ خصوصی تعلیم کے مفہوم، ضرورت و اہمیت کے متعلق تبصرہ کریں نیز خصوصی بچوں کے مسائل حل وسکول و اساتذہ کے کردار پر روشنی ڈالیں؟

جواب:

غیر معمولی بچوں کیلئے خاص طور پر تجویز کئے گئے نظام درس و تدریس کو خصوصی تعلیم کہتے ہیں۔خصوتعلیم میں مختلف قسم کے غیر معمولی بچوں کے محاسن و مصائب کو زیر نظر رکھ کران کیلئے درس و تدریس کا ایک ایسا سلسلہ وضع کر لیا جاتا ہے جو ان کی تعلیمی، جذباتی، معاشرتی اور جسمانی ضروریات کو خاطر خواہ پورا کرے اور ان کے مریضانہ احساس برتری یا کمتری کو دور کرے۔ یو ایک ڈیکلریشن میں ذہنی طور پر پسماندہ انسانوں کیلئے مساوی حقوق پر زور دیا گیا ہے۔انسانی کے حقوق کے عالمی ڈیکلریشن کے آرٹیکل نمبر ۲۶ میں درج ہے کہ:

۱۔ ہر انسان کا حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ ۲۔ تعلیم ایسی ہو جو فرد کی شخصیت کی ہمہ گیر نشو و نما کرے۔

بچوں کے حقوق کے تیسرے ڈیکلریشن میں پانچواں اصول یہ ہے کہ ’’ایسا بچہ جو جسمانی، ذہنی اور معاشرتی طور پر معذور ہو اسے اپنے مخصوص حالات کے مطابق خصوصی علاج، تعلیم اور توجہ دی جائے‘‘۔ یہ ڈیکلریشن جسمانی اور ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم، توجہ اور نشو و نما کی ضرورت پر خاص توجہ دیتا ہے۔معاشرے، حکومت اور فلاحی تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ خصوصی تعلیم کا اہتمام کریں۔

خصوصی تعلیم کے مقاصد بھی بالکل وہی ہیں جو عام تعلیم کے ہیں۔نمایاں فرق یہی ہوسکتا ہے کہ غیر معمولی بچے کی معذوری یا خصوصی قابلیت پر زیادہ زور دیا جائے تا کہ طریقہ تدریس اس کے مطابق متعین ہو سکے۔خصوصی تعلیم کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ غیر معمولی بچے کو اس قابل بنانا کہ وہ ماحول میں مطابقت اختیار کر سکے اور ایسی تربیت دی جائے کہ اپنی مدد آپ کے اصول پر عمل کر سکے وہ معاشرے میں قابل قبول اور اس کی اقدار کو نبھا سکے۔

۲۔ پڑھنا، لکھنا اور روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والا حساب کتاب سکھایا جائے تا کہ بچہ روزمرہ زندگی کے فرائض کامیابی سے پورے کر سکے۔

۳۔ پیشہ ورانہ تربیت کا اہتمام کیا جائے تا کہ روزی کما سکے۔

۴۔ غیر معمولی بچوں کی جسمانی، ذہنی اور روحانی نشو و نما کا اہتمام کیا جائے۔

۵۔ انہیں معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے۔

ایسے بچے جن کے جذبات میں اضطراب ہو وہ مستقل پریشانی کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ان کا کردار مدرسے میں غیر متوازن ہوتا ہے یہ بچے ضدی، غصیلے اور جھگڑالو ہوتے ہیں اس قسم کا بچہ والدین بہن بھائیوں اور اساتذہ پر بے جا شبہ کرنے لگتا ہے اور اچھی باتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جب مضطرب بچوں کی پہچان ہو جائے تو ان کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے استاد کو چاہیئے وہ پیار محبت سے ان کو پڑھائے اس کے علاوہ والدین بھی اس پر اعتماد کریں ہر بچے کو کوئی نہ کوئی ذمہ داری دی جائے والدین کو چاہیئے کہ وہ ان کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔والدین اور بچوں کے تعلقات میں ڈر اور خوف نہ ہو جذبات کو مفید بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ان کو صحیح رخ دیا جائے اس کے علاوہ پریشان حال بچوں کی رہنمائی کیلئے نفسیاتی کلینک بھی موجود ہونا چاہیے۔

مضطرب بچوں کی تعلیم کے لیے خصوصی اقدامات: جب مضطرب بچوں کی پہچان ہو جائے تو اس کی اصلاح کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔تا کہ وہ معاشرے کے مفید رکن بن سکیں۔اس سلسلے میں والدین اور اسکول میں تعاون ہونا چاہیے۔ایسے بچوں کی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل باتیں ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

۱۔ تربیت میں استاد کا کردار: استاد کی محبت، محنت، شفقت اور انفرادی توجہ اسکول کا ماحول خوشگوار بنا سکتی ہے۔تمام بچوں سے انفرادی سلوک کیا جائے۔اور ان کی بات اور خیالات کو اہمیت دی جائے۔بچوں کو مل جل کر کام کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ ہر بچہ کو کوئی نہ کوئی ذمہ داری سونپی جائے تا کہ ان میں معاشرے کے ذمہ دار افراد بننے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

۲۔ والدین کا کردار: اسی طرح گھر کا ماحول بچے پر خوشگوار اثر ڈال سکتا ہے۔والدین کو چاہیے کہ وہ تمام بچوں سے یکساں سلوک کریں۔ ہوسکتا ہے کہ چند بچے اپنی خاص خصوصیت کی بناء پر ماں باپ کی نظروں میں زیادہ مقام حاصل کر لیں۔لیکن انہیں اپنی پسندیدگی کا اظہار برملا نہیں کرنا چاہیے۔بچوں سے والدین کا رویہ دوستانہ ہونا چاہیے۔اور سیر و تفریح کے مواقع بھی بچوں کو بہم پہنچائے جائیں۔بچوں اور والدین کے تعلقات میں خوف اور ڈر نہ ہو۔ بلکہ احترام اور محبت کا عنصر غالب ہونا چاہیے۔

۳۔ تصعید: جذبات کو مفید بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان کا رخ بدلا جائے جذبات کو معاشرتی اور گروہی سرگرمیوں میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔بچوں کے جذبات کو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی ورک اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تخلیق کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔اگر چہ یہ کام آسان نہیں ہے۔لیکن استاد اور والدین کی مشترکہ کوشش سے کام کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ **ضبط جذبات کی تربیت:** معاشرے کے اخلاقی قوانین پر عمل درآمد کے لئے ضروری ہے۔کہ طلباء اپنے آپ پر پابندی عائد کریں۔انہیں ایسی تربیت دینی چاہیے کہ وہ جذبات پر قابو رکھ سکیں۔معلمین کا بچوں پر اخلاقی اثر ہوتا ہے۔وہ اگر اچھا نمونہ پیش کریں گے تو بچے بھی اس پر عمل پیرا ہو سکیں گے۔

۵۔ **مشغولیت:** بے کار ذہن شیطان کی دوکان ہوتا ہے۔بچوں کو بیکار اور فارغ نہ رہنے دیا جائے۔تاکہ وہ تخریبی کاروائیاں ذہن میں نہ لائیں۔بے کاری اور فراغت بھی جذباتی توازن بگاڑ سکتی ہے۔اس لیے اسکول میں غیر نصابی سرگرمیوں کا اہتمام ہونا چاہیے تاکہ بچے اپنی مرضی اور شوق کے مطابق انتخاب کر سکیں۔کھیل، ڈرامے، سیر وتفریح، لطیفے، بزم ادب اور دیگر تفریحیں بچوں کو ذہنی طور پر مشغول رکھتی ہیں۔اور کھیلیں جسمانی طور پر۔

۶۔ **جذبات کی تنقیہ یا اخراج:** جذبات کا دبانا اکثر خطرناک ہوتا ہے۔اس لیے بچوں کو ایسے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔کہ وہ دل کی بھڑاس نکال سکیں۔اس کے لئے ڈرامہ، موسیقی، لطیفہ گوئی اور مصوری مفید ذرائع ہیں۔اس سے جی ہلکا ہو جاتا ہے۔اور جذبات کی شدت بھی کم ہو جاتی ہے۔

۷۔ **نفسیاتی ادارے کا اہتمام:** پریشان حال بچوں کی راہنمائی کے لئے نفسیاتی کلینک کا قیام موجودہ دور کی ایک اہم ضرورت بن چکا ہے۔اکثر معلمین طلبہ کی اضطرابی کیفیات سے واقفیت نہیں رکھتے اس لیے بچوں کا علاج کرنا ان کی استعداد سے باہر ہوتا ہے۔نفسیاتی کلینک ایک ایسا مرکز ہے۔جہاں بچوں کی الجھنوں اور جذباتی عدم مطابقت کی وجوہات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔وجوہات کا پتہ لگانے کے بعد ان میں مناسب رجحانات اور جذبات کی تخلیق کے لئے منظّم سرگرمیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

کاشان اکیڈمی

سوال نمبر 20۔ تعلیم میں جائزہ کے مقام اور اسکی اہمیت کو وضح کریں نیز امتحانات کے روائتی طریقوں کے مقاصد خوبیاں اور نقائص بیان کریں؟

0334-5504551

جواب:

تعلیمی عمل میں جائزہ کا مقام: جائزے کا عمل زندگی میں اس طرح شامل ہے کہ کوئی بھی شعبہ اس سے خالی نظر نہیں آتا آپ ملازم ہیں دوست بنائیں لوگوں سے ملیں خرید و فروخت کریں لین دین کریں ہر جگہ اور ہر موقع پر جائزہ لیتے ہیں یا آپ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

درس وتدریس کے عمل میں جائزہ لینے کیلئے امتحان خصوصی اہمیت رکھتے ہیں ایک طالب علم سکول کے مضامین کسی حد تک پڑھ رہا ہے اور اس کی تعلیمی ترقی کی رفتار کیا ہے دوسرے طلباء کے مقابلے میں اس کی کارکردگی کیسی ہے کیا اس کو ایک جماعت سے دوسری جماعت اور ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں ترقی دی جا سکتی ہے ایسے بہت سے مواقع ہیں جہاں ایک طالب علم کی عملی صلاحیت کا جائزہ لینا ضروری ہو جاتا ہے درس وتدریس کے عمل میں جائزہ لینے کے لئے جو طریقے اور پیمانے استعمال ہوتے ہیں ان کو امتحان کہا جاتا ہے۔تعلیم وتدریس میں امتحان کو ہمیشہ سے خاص مقام حاصل رہا ہے تعلیم کے بدلتے ہوئے مقاصد اور نئے نظریات کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت میں اضافہ ہوتا رہا ہے چنانچہ موجودہ دور میں امتحان محض طلباء کی علمی استعداد کے جائزے کا عمل نہیں بلکہ درس وتدریس میں اس کی حیثیت معاون کی بھی ہے۔ امتحانات کے آغاز پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو اور افلاطون کے زمانے میں بہت سے ایسے طریقے استعمال میں تھے جن سے وہی کامیاب پایا جاتا تھا جو امتحان میں کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے جو فی زمانہ باقاعدہ امتحانات سے لیا جاتا ہے امتحانات کو باقاعدہ نفسیاتی طریقوں کے استعمال کی ابتداء انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی اور انیسویں صدی کے پہلے ربع میں اس کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔

الفرڈ بینٹ نے فرانس میں دماغی طور پر معذور اور کمزور بچوں کا ذہنی معیار معلوم کرنے کیلئے چند کام تجویز کئے اور اس کے کام سے نفسیاتی ذہانت کا سب سے موثر ٹیسٹ مرتب ہوا۔جرمنی میں ولیم ونڈٹ نے تجریاتی نفسیات کی لیبارٹری بنائی اور عام اصولوں سے تجرباتی طریقوں کی بنیاد پڑی۔انگلینڈ میں فرانس گالٹن نے ڈارون نظریہ سے متاثر ہو کر باقاعدہ انسان کی جسامت کی بنا پر ان کے ذہن کی درجہ بندی کی اور انکی جانچ کے لیے مختلف اقسام کے طریقے وضع کئے۔اس کے بعد آہستہ آہستہ یورپ میں ٹیسٹ لیبارٹریوں کا جال بچھ گیا اور اس طریقے میں خاطر خواہ ترقی ہوتی گئی۔

بیسویں صدی: جائزہ اور امتحانات کے جدید طریقوں میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے ذہنی معیار کو صحیح طریقے سے پرکھنے کیلئے ٹیسٹ بنائے جاتے ہیں اور باقاعدہ تحقیق سے ان کو معیاری بنایا گیا اسکولوں میں بھی امتحانات کے پرانے طریقوں پر تحقیق کے ذریعے جدید طریقے اخذ کئے جا رہے ہیں اور ان کے نتائج سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جا رہا ہے۔

جائزے کے طریقے: مدارس میں طلبہ کی کارکردگی کیلیئے جائزہ لیا جاتا ہے۔کہ طلبہ اس میں کس حد تک مستفید ہو رہے ہیں۔اس کے درج ذیل طریقے ہیں۔

ا۔ **امتحانات کے ذریعے ذہنی کارکردگی کا جائزہ لینا:** امتحانات مقررہ وقت اور مقررہ جگہ سب امیدواروں کو ایک ہی قسم کے امتحان سے گزرنا پڑتا ہے۔اور اس کیلیے مخصوص ماحول ہوتا ہے۔

۲۔ **قدرتی ماحول میں مشاہدہ کے ذریعے شخصیت کا جائزہ لینا:** مشاہدہ کے لیئے وقت اور جگہ تعین مشکل ہوتا اور یہ ہر ایک کیلئے علیحدہ ہوتا ہے اور طریقہ بھی مختلف ہو سکتا ہے۔اس کے ساتھ بیرونی مشاہدہ کرنے والے کے ذاتی میلان اور رجحانات پیمائش میں شامل ہو سکتے ہیں۔خود مشاہدہ کرنے میں وہ اپنی خامیوں کو چھپا لیتا ہے۔اس لیے اس طریقہ کار کا اختیار کیا جاتا ہے۔جہاں مشاہدہ میں جائزہ کو خوبیوں میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔وہاں امتحان کے ذریعے پیمائش مقداری ہوتی ہے۔سکولوں میں دو قسم کے امتحانات ہوتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۳۔ **زبانی امتحان:** زبانی امتحان اسباق کے دوران اساتذہ کے لیے جائزہ کا موثر طریقہ ہے اس سے طلبہ کی حصول علم کی رفتار اور ذہنی نشو ونما کا علم حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ **تحریری امتحان:** مدارس میں جائزے کے لیئے سب سے زیادہ موثر طریقہ تحریری امتحان اور طلبہ کی ذہنی کارکردگی کو پرکھنے کے لیئے یہ ایک معیار بھی فراہم کرتا ہے۔اس سے طلبہ کے ریکارد کے ذریعے ان کی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

۵۔ **تحریری امتحان کی اقسام:**

الف۔ **کھلے سوالات:** اس میں مضمون نگاری کا طریقہ ہوتا ہے۔اس میں طلبہ کو جواب دینے کی آزادی ہوتی ہے۔اس لیے وہ اپنے ذہن اور شعور سے مکمل جواب لکھنے کو کوشش کرتا ہے۔اسی طرح طالب علم اپنے مخصوص انداز میں جواب کو گپ شپ کی صورت میں پیش کرتا ہے اور اکثر طویل مضمون لکھ دیتے ہیں۔اس میں لکھنے کی آزادی ہوتی ہے تو سوالات کے جوابات مختلف معیار کے ہوں گے۔ممتحن کو نمبر لگانے میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔

ب۔ **مرکب سوالات:** تدریس کے جدید اصولوں میں طلبہ کو مواقع مہیا کرنا بہت ضروری ہیں۔مرکب سوالات میں کسی جواب کو مدنظر رکھ کر اس کے اس طرح حصے کیئے جاتے ہیں۔کہ ان حصوں پر الگ الگ سوالات مرتب کئے جا سکیں۔اور طلباء جوابات کے ذریعے تمام تفصیلات سے متعلق اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔ایسے سوالات میں جوابات کا تعین ہوتا ہے۔اور تعلیم کا صحیح جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

ج۔ **معروضی سوالات:** امتحان کا ہمیشہ تعلق مقاصد تدریس کے ساتھ ہوتا ہے۔اور یہ امتحان تدریسی عمل کو موثر کس طرح بنا سکتا ہے۔تو یہ معروضی سوالات کا طریقہ ہے۔اگر معروضی سوالات کی ترتیب اچھی ہو تو بہت حد تک یہ نفس مضمون کے بہت سے حصوں کے تعلیم کا جائزہ لے سکتے ہیں۔اور اس کے ساتھ مضمون کے تعلم میں مشکلات کی نشاندہی بھی ہوسکتی ہے۔اس میں مضمون کے بجائے صحیح یا موزوں ترین جواب موجود ہوتا ہے۔اس سے طلبہ کے لیئے کم وقت لگتا ہے۔اور ممتحن کے لیے نمبر لگانا آسان ہوتا ہے۔اس کی بہت سی اقسام ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۶۔ **آزمائشوں کی اقسام:** اس میں دو قسم کی آزمائشیں ہوتی ہیں۔

i۔ ذہنی آزمائش میں طالب علم کی مستقبل میں تعلیم حاصل کرنے کی صلاحیت اور قابلیت کو جانچا جاتا ہے۔

ii۔ شخصیت کے جائزہ میں کہ طالب علم نے کس قدر تعلیم کو حاصل کیا ہے۔اور اس کو اس میں کتنا عبور ہوا ہے۔

کسی مخصوص صلاحیت کے امتحان میں علمی صلاحیت یا کسی خاص مضمون کو سیکھنے کی صلاحیت معلوم کی جاتی ہے۔مثلاً میکینکل کی سلاحیت وغیرہ ہے شخصیت کی پیائش میں ہم درج ذیل خصوصیات کو دیکھتے ہیں۔

i۔ **رجحان یا انداز فکر:** کسی بحث طلب عقیدہ کو کسی کے ساتھ بحث کر کے انداز فکر کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔یا چند سوالات کی فہرست میں اس کے ردعمل سے مشاہدہ کر کے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ii۔ **دلچسپی:** مدارس میں طلبہ کھیلوں اور نصاب کے علاوہ سرگرمیوں میں بعض کا انتخاب کرتے ہیں۔جن میں انکی دلچسپی ہوتی ہے۔اور بڑھ جاتی ہے دلچسپی کے بعد استاد کو اس کے رجحان کے مطابق پڑھانے میں مدد ملتی ہے۔

iii۔ **مزاج:** مزاج کو اگر دیکھ پڑھایا جائے۔تو اس سے تدریس میں موثر کردار پڑتا ہے۔استاد طلبہ کے مزاج کا تدریس کے دوران مشاہدہ سے اندازہ کر سکتے ہیں۔

iv۔ **کردار:** کردار میں اس بات کی پیائش کی جاتی ہے۔کہ کوئی طالب علم ان اصولوں کی کس طرح پابندی کرتا ہے۔جس کو اس کے معاشرہ میں احسن سمجھا جاتا ہے۔اور یہ اصول ہر مواشرہ میں مختلف ہوسکتے ہیں۔کردار کے بلند ہونے تعلیم و تعلم کے عمل میں بھی بہت مدد ملتی ہے۔

۷۔ **کارکردگی کے امتحانات:**

i۔ **سرعت تاثر امتحان:** اس طریقہ میں طلبہ سے دیکھا جاتا ہے۔کہ وہ کتنا پڑنے کے لیے تیار ہے۔یا اس کی ذہنی نشو ونما اتنی ہے کہ وہ حساب کے کس درجے کے سوالات حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔تا کہ اس کو صحیح مقام پر تعلیم دی جائے۔

ii۔ **ماسٹری ٹیسٹ:** اس ٹیسٹ کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے۔کہ کم سے کم قابلیت نشو ونما پا گئی ہے۔ایسے ٹیسٹ میں 90 فیصد طلبہ کو 90 فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کرنے ہوں گے۔تا کہ ماسٹری کروائی جائے۔اور آئندہ یہ بنیاد بن جائے۔

iii۔ **تشخیصی امتحانات:** اس قسم کے امتحانات نے طلبہ کی ذاتی صلاحیتں اور کمزوریاں معلوم ہوتی ہیں۔اور ان کو دور کرنے کے لیے سکولوں میں پڑھنے اور حساب کے کام میں تشخیصی امتحان کی ضرورت ہوتی ہے۔اور یہ تدریس کا ایک حصہ ہے۔

iv۔ **کارکردگی کے امتحانات:** پاکستان میں بیرونی امتحانات اس بورڈ کے طلبہ کے لیے کارکردگی کے امتحان ہوتے ہیں ان سے طلبہ کی اوسط کارکردگی کے ساتھ مقابلہ کیا

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایم اے ایم ایس سی کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے کاشان اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز اور داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جا تا ہے۔پاکستان میں ابھی تک معیاری امتحان مرتب ہی نہیں ہوئے معیاری امتحان بھی اوسط کارکردگی کے لیئے ہوتے ہیں۔

پاکستان میں جائزے کے طریقے: پاکستان عموماً مضمون نگاری کا طریقہ امتحان رائج ہے اور ابھی تک ثانوی امتحان سے لے کر اعلیٰ کلاسوں تک اسی طرز کے امتحان ہوتے ہیں۔طلبہ کے ذہنی معیار کو بھی ہر مرتبہ ایسے ہی امتحانات سے پرکھا جاتا ہے۔اس قسم کے امتحانات میں خامیاں ہیں جس کی وجہ سے ان سے مکمل فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔بلکہ بعض صورتوں میں اس سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

پاکستان میں جدید طرز کے امتحانات ابھی تک شروع نہیں ہوئے ہیں اور ان کی بنیاد بھی صحیح نہیں ہو رہی ہے۔جس کی وجہ سے اساتذہ امتحانات سے ابھی تک ناآشنا ہیں۔معیاری امتحانات کا ارتقاء بھی اساتذہ کے امتحانات سے عمل پزیر ہوتا ہے۔ان کی بنیاد پرائمری جماعتوں سے پڑتی ہے۔اگر امتحانات کو معیاری بنانا ہے تو جدید طرز کے امتحانات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر کے ان کو لاگو کرنا چاہیے۔اساتذہ کا جدید طریقوں سے امتحانات سے آگاہی آج کے دور میں بہت ضروری ہے۔شخصیت کے جائزے کے لیے بہت سے پہلو مختلف قوموں میں مختلف ہوتے ہیں اور ان کا عقیدے اور معاشرے کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔پاکستان میں اس قسم کے امتحانات کے لیے بہت اچھا ماحول ہے۔اور ذہنی امتحانات کے ساتھ ساتھ طلبہ کے رویے کی پیائش بھی ضروری ہے چونکہ شخصیت کی خصوصیات بنائی جا سکتی ہیں۔اس لیے بہتر امتحان وہی ہوں گے جن کے ذریعے شخصیت کی تربیت بھی ہو۔

سوال نمبر 21 تعلیم سے کیا مراد ہے؟قدیم اور جدید نظریہ تعلیم کے بارے میں وضاحت کیجیے۔ (20)

جواب: تعلیم کا مفہوم: لفظ تعلیم عربی لفظ "علم" سے مشتق ہے۔علم کے معنی ہے جاننا،آگاہی حاصل کرنا،واقفیت،شعور یا باطنی روشنی۔EDUCATION لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نشوونما کرنا،تربیت اور پرورش کرنا ہے۔

تعلیم کی اصطلاحی تعریف: تعلیم سے مراد نئی نسلوں تک معاشرتی اقدار،ادب اور ثقافت کی منتقلی ہے۔

شریعت میں تعلیم کی تعریف: اصطلاحِ شرع میں حق تعالیٰ کی ذات وصفات کو جاننا،اور یہ کہ الہ ارض وسماء انسان سے کیسی زندگی چاہتا ہے،کو تعلیم کہتے ہیں۔

عرف میں تعلیم کی تعریف: تعلیم سے مراد ایسا نظام وضع کرنا ہے جس کے ذریعے آنے والی نسلوں کی تربیت اس طور پر کرنا کہ وہ ملک کی تمام ضروریات کو خواہ وہ معاشی ہوں یا سیاسی،علمی ہوں یا دفاعی،پوری کر سکیں۔

مسلم مفکرینِ تعلیم کی آراء:

۱:امام غزالی کے ہاں تعلیم،انسانی معاشرے کے بالغ ارکان کی وہ جدوجہد ہے جو آنے والی نسلوں کی نشوونما اور تشکیل زندگی کے نصب العین کے مطابق ہو۔

۲:علامہ اقبال کے ہاں تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو دین کی روشنی میں انسان کی طبعی قوتوں کی نشوونما ہے۔

۳:ابن خلدون کہتے ہیں کہ تعلیم غور وفکر کے ذریعہ انسان کو حقائق سے روشناس کرانا ہے۔

قدیم مفکرینِ تعلیم کی آراء:

۱:سقراط کے ہاں تعلیم سچائی کے تلاش میں مدد دینے کا نام ہے۔

۲:ارسطو کے ہاں تعلیم بچے کی یاداشت،عادات اور خیالات کے ساتھ ساتھ اس کی عقلی اور اخلاقی نشوونما کا عمل ہے۔

۳:افلاطون تعلیم کو معاشرے کے متوازن تنظیم کا عمل قرار دیتا ہے۔

جدید مفکرینِ تعلیم کی آراء:

۱: لوزی کے نزدیک تعلیم،انسان کو پوشیدہ قوتوں کی قدرتی مربوط اور تدریجی نشوونما کا نام ہے۔

۲: روسو کے نزدیک تعلیم،فطری ماحول میں فرد کی انفرادیت کی نشوونما کا منبع ہے۔

۳: جان ڈیوی نے تعلیم کی تعریف یوں کی ہے،کہ تعلیم تجربہ کی اس تعمیرِ نو کا نام ہے،جس سے اس کے معنیٰ میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جس کی بدولت بعد میں یقین آنے والے تجربہ کا رخ متعین کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ان صلاحیتوں کے لحاظ سے ہر انسان دوسرے انسان سے مختلف ہے۔تعلیم کا عمل انسان کی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور پروان چڑھانے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ تعلیم،انسان کی سیرت وکردار کی تعمیر وتشکیل کرتی ہے تاکہ وہ معاشرے میں ایک کامیاب اور اچھے شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔

تعلیم ایک ایسا عمل ہے جو متعلم کی تمام صلاحیتوں کے اظہار اور ہمہ پہلو نشوونما کے نتیجے میں اس کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے اور اس کی سیرت وکردار کی اس طرح تعمیر وتشکیل کرتا ہے کہ وہ معاشرے میں اپنی انفرادی واجتماعی زندگی ایک کامیاب شہری کی حیثیت سے بسر کرنے کے قابل ہو جائے۔

تعلیم کی مندرجہ بالا تعریف میں چار پہلو نمایاں ہیں؛

۱۔متعلم کی تمام صلاحیتوں کا اظہار اور نشوونما ۲۔متعلم کی شخصیت کی تکمیل ۳۔سیرت وکردار کی تعمیر وتشکیل

۴۔انفرادی واجتماعی زندگی میں کامیاب شہری کی حیثیت سے تیاری

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

کستان اکیڈمی 0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تعلیم کی یہ تعریف انتہائی جامع اور مکمل ہے جو دنیا کے ہر معاشرے اور تمام افراد پر صادق آتی ہے۔ تعلیمی عمل کے نتیجے میں کوئی فرد، معاشرے کے کسی بھی شعبہ میں ایک کارکن، ماہر یا قائد کی حیثیت سے اپنا کردار کامیابی سے ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے گویا معاشرے کے مطلوب افراد تعلیم کے اسی عمل سے تیار ہو کر معاشرے کی تعمیر و تشکیل کرتے ہیں۔

ماہرین تعلیم نے تعلیم کے مفہوم کے بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے اسے انسانی ذہن کی نشو و نما قرار دیا ہے۔ کسی نے اسے معاشرتی مطابقت کا نام دیا ہے۔ سقراط نے اسے سچائی کی تلاش، ارسطو نے جسمانی و اخلاقی نشو و نما کا عمل اور افلاطون نے صحت مند معاشرے کی تنظیم کا عمل قرار دیا ہے۔ جان ڈیوی اسے تجربے کی مسلسل تعمیر نو اور تنظیم نو کا نام دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم انسانی زندگی کے ان تمام پہلوؤں کی مسلسل نشو و نما اور بالیدگی کا عمل ہے جو انسان کی شخصیت کے نکھار اور اعلیٰ کمال کے حصول کا باعث بنتا ہے۔

قدیم نظریہ	جدید نظریہ
1) قدیم نظریہ تعلیم میں استاد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی تھی۔	1) جدید نظریہ میں بچے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اور یہ قدیم زمانے کے برعکس ہے۔
2) طالب علموں کی ضرورت اور احساسات کی بجائے استاد کے نظریات کو اولیت حاصل تھی۔	2) انفرادی تعلیم کے ہر عمل میں بچے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ہر عمل میں بچے کی فطرت اور نفسیات کا خیال رکھا جاتا ہے۔
3) نصاب تعلیم بچوں کی ضروریات کی بجائے استاد کی تجویز کی ہوئی کتب پر مشتمل تھا۔	3) نصاب تعلیم بچوں کو ضروریات کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں۔
4) تعلیم اور نصاب کا بڑا مقصد رسمی نشو و نما تھا۔	4) تعلیم اور نصاب کا بڑا مقصد رسمی و معاشرتی نشو و نما ہے۔
5) طالب علموں کو جن مضامین کا درس دیا جاتا تھا۔ وہ ان کے نفسیاتی تقاضوں، عمر اور استعداد سے عموماً بے تعلق ہوتے تھے۔	5) طالب علموں کو جن مضامین کا درس دیا جاتا ہے۔ وہ ان کے نفسیاتی تقاضوں، عمر اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے۔
6) اس دور میں بچوں کی ضرورتوں اور دلچسپیوں سے کوئی خاص رابطہ نہیں ہوتا تھا۔	6) اس دور میں بچوں کی ضروریات اور دلچسپیوں سے خاص رابطہ ہوتا ہے۔
7) قدیم نظام تعلیم میں بچے کی متوازن نشو و نما پر زیادہ توجہ نہ دی جاتی تھی۔	7) جدید نظام تعلیم میں بچے کی متوازن نشو و نما پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔
8) کسی مضمون کو زبانی یاد کر کے اس پر عبور حاصل کرنا تعلیم کہلاتی تھی۔	8) جدید نظام تعلیم میں کسی مضمون کو یاد کرنے کے بجائے اسے سمجھ لینا تعلیم کہلاتا ہے۔
9) قدیم زمانے میں تعلیم صرف امراء کے لئے ہوتی تھی۔ اور لڑکوں کی تعلیم پر دیا جاتا تھا۔	9) جدید زمانے میں تعلیم تمام امراء و غرباء کے لئے عام ہے۔ اور لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم پر بھی زور دیا جاتا ہے۔

کاشان اکیڈمی 0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 22: اسلامی تعلیم کے مقاصد تحریر کریں۔ نیز برصغیر میں اسلامی تعلیم کا جائزہ پیش کریں۔ (20)

جواب: اسلام میں تعلیم کی اہمیت: قرآن حکیم نے علم کی بہت اہمیت بیان کی ہے چنانچہ وحی کی ابتداء اقراء باسم ربک الذی خلق سے ہوئی۔ اس سے اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اہل علم کی فضیلت میں فرمایا قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔

دوسری جگہ فرمایا، ''یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت''۔

یہاں تک کہ علم میں اضافہ کے لئے آپ ﷺ کو دعا بھی تلقین فرمائی، ''قل رب زدنی علماً''۔

رسول اللہ ﷺ نے احادیث کے ذریعے علم کی اہمیت بیان فرمائی ''طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم''۔

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا، ''انما بعثت معلما''۔

برصغیر پاک و ہند کے نظام تعلیم پر ایک طائرانہ نظر: انگریزوں کے آنے سے پہلے برصغیر میں اعلیٰ نظام تعلیم تھا۔ 1857 کی جنگ آزادی کے بعد جس طرح انگریزوں نے مسلمانوں کو سیاسی، مذہبی اور معاشی طور پر دیوالیہ بنایا۔ اسی طرح نظام تعلیم کو بھی جام کر دیا۔ مسلمان زعماء کافی سوچ و بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ تعلیمی ترقی کے علاوہ مسلمانوں کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔ بعض نے دینی مدارس کی توجہ دلائی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن اور میری سنت کو میں تم میں چھوڑے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، الف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

جارہا ہوں، ان کو تھا مو۔لہٰذا دارالعلوم دیو بند کا قیام کیا گیا۔بعض نے انگریزی تعلیم کی طرف توجہ دی کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے،جس کے نتیجے میں علی گڑھ معرض وجود میں آیا۔الغرض مسلمانوں میں قسم کے علم رائج ہوئے۔ایک خالص دینی اور دوسری خالص دنیاوی۔جس کے نتیجے میں بُعد المشر قین کا اختلاف ہوا۔1920ء میں تحریکِ خلافت نے دونوں فریقین کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور اس طرح دونوں کے مابین کچھ نہ کچھ رابطہ قائم رہا۔اسی ربط کی برکت سے چار تعلیمی ادارے وجود میں آئے۔جو اس وقت مسلمانوں کے تعلیمی مراکز سمجھے جاتے تھے۔

۱۔دارالعلوم دیو بند ۲۔ندوۃ العلماء لکھنؤ ۳۔مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۴۔جامعہ ملیہ

ایک بڑی غلط فہمی: انگریزوں کے رائج کردہ تعلیم سے مقصود یہ تھا کہ کلرک پیدا ہوں اور وہی ہوا۔لیکن انگریزوں کی ذلت آمیز واپسی کے بعد یہاں کے طلباء کا ذہن یہ بنا کہ معاش کو سنوارنے کے لئے تعلیم حاصل کرو۔اس غلط فہمی سے سارا تعلیمی ڈھانچہ کھوکھلا ہوا۔ہمارے ملک اور دیگر ممالک کے طلباء کے نظریہ میں فرق یہ ہے کہ وہاں ایک بچہ اس ذہن سے پڑھتا ہے کہ میں مستقبل میں ایک بڑی شخصیت بنوں گا اور ہمارے ہاں بدقسمتی سے ذہن یہ بن جاتا ہے کہ پیسہ کیسے کماؤں گا؟ سو اس نظام تعلیم نے ملک کے نظریاتی، قلبی اور عملی خیر خواہ کم اور وطن و قوم کو لوٹنے والے افراد زیادہ پیدا کئے۔

پاکستان میں تعلیمی مقاصد پر ایک طائرانہ نظر: پاکستان جس طرح معاشرتی اور معاشی مسائل سے دوچار ہے،اسی طرح تعلیمی میدان میں بھی گھٹنے کے بل جارہا ہے،جبکہ سری لنکا، بنگلہ دیش، بھارت اب اس میدان میں خرگوش کی رفتار چل رہے ہیں،جس کا اندازہ شرح خواندگی سے لگایا جاسکتا ہے اور کسی ملک کی ترقی کا معیار بھی یہی شرح خواندگی ہے۔1998ء میں شرح خواندگی 45 فیصد اور 2004ء میں 54 فیصد تھی۔سکولوں کی موجودہ تعداد دو لاکھ ہے،جبکہ ماہرین کے مطابق بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے آئندہ سال تقریباً چار لاکھ کرنی ہوگی۔واضح رہے کہ وطن عزیز پاکستان میں دس فیصد بچے سکول میں داخل ہی نہیں ہوتے،جبکہ چالیس فیصد بچے پرائمری اور مڈل کی تعلیم مکمل کرکے ثانوی سطح تک تعلیم حاصل کرتے ہیں۔جہاں تک سکولوں میں شرح شمولیت کا تعلق ہے،تو ذیل کے جدول اس صورت حال کو واضح کرتی ہے؛

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سطح---	مجموعی شرح میں شمولیت فی صد---	لڑکوں کی شرحِ شمولیت فی صد---	لڑکیوں کی شرحِ شمولیت فی صد
پرائمری	85	98	76
مڈل	59	60	49
ثانوی	40	47	34

مقاصد کی درجہ بندی: تعلیم کا کوئی بھی مقصد تعین کیا جائے،اس کے تین نمایاں درجے یا پہلو (DOMAINS) ہوتے ہیں،جن کو مجموعی طور پر BLOOMS نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔

☆وقوفی درجہ (DomainsCognitive) ☆استحسانی درجہ (DomainsAffective) ☆مہارتی درجہ (DomainsPyschomolor)

پہلے درجہ کے مقاصد کا تعلق طلباء کے سوچ، سمجھ، ذہانت اور معلومات سے ہے،یعنی وہ اپنے سوچنے سمجھنے کے قوتوں کو استعمال کرکے اس درجہ کے مقاصد کو حاصل کرلیتے ہیں۔ہمارے ہاں رائج نصابی کتب اس قسم کے مواد سے بھری پڑی ہیں۔دوسرے درجہ کے مقاصد کا تعلق طلباء کے حسی اور جمالی قوتوں سے ہے۔ان کی مدد سے وہ کسی چیز کی خوبی یا خامی اور خوبصورتی و بدصورتی کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔تیسرے درجہ کے مقاصد کا تعلق طلباء کے طبعی افعال سے ہے،یعنی کسی چیز کی تصویر بنانا، ماڈل بنانا اور رازوں کا استعمال وغیرہ جن میں ان کی طبعی قوتوں مثلاً ہاتھوں اور ان کے انگلیوں وغیرہ کی حرکت کا تعلق ہوتا ہے۔

مقاصد عامہ کی درجہ بندی: ایسے مقاصد کو بھی تین درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے؛

معلوماتی:

(۱) ماضی اور حال کے اہم واقعات کے مطابق معلومات حاصل کرنا اور پھر اس کے اسباب و نتائج معلوم کرکے معاشرہ میں حسب ضرورت اپنے معاملات میں اس سے کام لینا۔

(۲) معاشرتی، اقتصادی اور جغرافیائی عوامل کا شعور پیدا کرنا اور انسانی زندگی پر اس کے مرتب ہونے والے اثرات کو سمجھنا اور انہیں اپنی ذات اور معاشرے کی بہبود میں لانا اور اس کے قابل بنانا۔

(۳) مذہبی اور معاشرتی اقدار کی معلومات مہیا کرنا اور ان کے اثرات کو سمجھنا اور پھر ان کے اقدار کو اپنا کر ایک اچھا مسلمان اور شہری بننے کی کوشش کرنا۔

مہارتی:

(۱) طالب علم اپنے ماحول اور معاشرے کو سمجھے۔اس سے واقفیت پیدا کرے۔اس واقفیت کو اپنی روزمرہ زندگی میں بوقت ضرورت استعمال کرنے کی اہلیت پیدا کرے۔

(۲) خاندان، معاشرہ، مدرسہ، ملک اور دنیا کا رکن ہونے کی حیثیت سے حقوق و فرائض پہچاننا اور انہیں ادا کرنے کے قابل بنانا۔

تحسینی:

(۱) اپنے والدین، بزرگوں، اساتذہ اور معاشرے کی جملہ لوگوں کی عزت کرنا اور ان کے ساتھ شائستگی سے پیش آنا۔(۲) ماضی کے تجربات اور تاریخی حقائق کے روشنی میں فہم و ادراک اور عقل مندی سے کرنا۔(۳) اپنے شاندار ماضی پر نظر رکھنا۔اپنے قومی اور ثقافتی ورثہ سے محبت کرنا اور اس پر فخر محسوس کرنا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تعلیم کے مقاصد(Objectives of Education): سب سے پہلے انسان جہالت کے اندھیرں سے نکل کر علم وعرفان کے روشن اور سیدھے راہ پر گامزن ہو۔ یہ علم وعرفان سب سے پہلے انسان کی اپنی ذات کی تکمیل کرے۔اس میں بلند اخلاق واوصاف پیدا کرے اور اس کو ایسے بلند کردار کا حامل انسان بنائے، جو دوسروں کے لئے خضر راہ ہو۔ یہ علم صرف علم نہ رہے بلکہ عمل بن کر اس کے اعضاء وجوارح سے ظاہر ہو۔ یہ علم انسان کو خدا اور رسول ﷺ کا عاشق، شیدائی، دین اور ملک وقوم کا مخلص بنائے۔ وہ خدا کی صفت وہو یطعم ولا یطعم کا مظہر اور انسانوں کا ضمیر خواہ ہو۔ اس سے کسی کی پریشانی ورسوائی نہ دیکھی جاتی ہو۔قوم کے پیسہ کو امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرتا ہو۔لہو ولعب اور اسراف وتبذیر سے مجتنب ہو۔

سوال نمبر 23: جذباتی نشوونما سے آگاہی استاد کے لیے کیوں ضروری ہے؟تفصیل سے بیان کریں۔

جواب: جذبے سے مراد کسی جاندار کی ایک ایسی خاص ہیجانی کیفیت ہے جس میں کسی خاص فعالیت کے متعلق تحریک اور شعوری رجحان پایا جاتا ہے اس میں جسمانی اور عضویاتی تبدیلیوں کا خاص حصہ ہوتا ہے جذبات ہمیشہ اچانک اور ناگہانی پیدا ہوتے ہیں ان کا اثر آہستہ آہستہ زائل ہو جاتا ہے۔

نوزائیدہ بچوں میں جذبات سے متعلق ماہرین کی مختلف آراء میں بعض کے نزدیک جذبات تجربات وتربیت کے مرہون منت ہیں کچھ کہتے ہیں کہ یہ ابتدا ہی سے موجود ہوتے ہیں۔ واٹس کے نزدیک نوزائیدہ بچوں میں تین اساسی جذبے پائے جاتے ہیں یعنی خوف، غصہ اور محبت ان کے نزدیک بچوں میں دو طریقں سے خوف کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ایک اچانک زور کی آواز پیدا کرنے سے دوسرے اچانک سہارا ہٹا لینے سے اس کے علاوہ کوئی اور صحیح ان میں خوف پیدا نہیں کرتا بچوں کو غصہ دلانے والی بھی دو چیزیں ہوتی ہیں یعنی بھوک اور ان کی حرکات میں رکاوٹ ڈالنا۔ مثلاً بازو پکڑ لینا یا زبردستی ٹانگ کو حرکت دینے سے روکنا۔اسی طرح بچوں کے جسم کے حساس حصوں پر ہاتھ پھیرنے سے محبت کا خوشگوار احساس ہوتا ہے۔

(الف) خوف: جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے خوف کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اس کی وجہ اس کی تربیت اور ماحول کا اثر ہے مائیں اکثر بچوں کو اندھیرے اور مختلف جانوروں سے ڈراتی ہیں۔ رفتہ رفتہ بچے اس سے خوف محسوس کرنے لگتے ہیں حالانکہ شروع میں ایسا نہیں ہوتا وہ تو ہر چیز کی طرف لپکنے اور اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(ب) غصہ: شروع میں بچوں کو کم ہی غصہ آتا ہے جس کا اظہار وہ چلا کر کرتے ہیں لیکن ۵ سال کی عمر تک پہنچتے پرانہیں اور بھی باتوں پر غصہ آنے لگتا ہے جس کا اظہار وہ خفا ہو کر بلکہ اکثر اوقات چیزوں کو توڑ پھوڑ کر کے بھی کر سکتے ہیں جب بھی ان کی کوئی ضرورت پوری نہ ہو وہ غصے کا اظہار کرتے ہیں۔

(ج) محبت: شروع ہی سے بچہ توجہ کا طالب ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ تمام لوگ اس سے محبت کریں شروع میں بچوں کی طرف مسکرا کر دیکھنے ہی سے وہ خوش ہو جاتا اور جواباً مسکراتا ہے لیکن آہستہ آہستہ وہ چاہتا ہے کہ گھر کے تمام افراد اس کی باتیں سنیں اور اس کے مطالبات پورا کریں اور اس سے بات کریں ورنہ دوسری صورت میں وہ احساس محرومی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ابتدائی دور میں بچوں کو جذباتی تربیت کو پورا پورا خیال رکھنا والدین کا فرض ہے ورنہ یہی جذبات آگے چل کر ان کی زندگی پر گہرا اثر ڈالیں گے کیونکہ اس دور کے محرومیاں اور مایوسیاں بچوں سے بلکہ آپس کے تعلقات کا اثر بھی بچوں کی جذباتی زندگی پر پڑتا ہے۔

بچپن اور جذباتی نشوونما: اس دور میں بچہ جب سکول میں جانا شروع کرتا ہے تو وہ ایک نئے قسم کے ماحول سے دوچار ہوتا ہے جہاں جذبات کے اظہار کے لئے اتنی آزادی میسر نہیں آتی جتنی اسے گھر میں ہوتی ہے۔ بچہ نئے ماحول اور دیگر بچوں سے ملتا جلتا ہے جن کی عادتیں اور صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں عام طور پر بچے اس دور میں مندرجہ ذیل جذبات کا اظہار کرتے ہیں

جب بچے کے کام یا کھیل میں دخل دیا جائے تو غصے کا اظہار کرتا ہے اسی طرح جب سب کے سامنے اسے ڈانٹا جائے تو ناراض ہوتا ہے۔

خودنمائی کا جذبہ اس کو سب کی توجہ حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کا مقابلہ کسی اور سے نہ کرے۔

جماعت میں ان کے ساتھ ناانصافی نہ کی جائے مثلاً استاد ایک بچے کو وہی کام کرنے کی اجازت دے جس سے اس کو منع کر دیا گیا تھا تو وہ اسے بہت محسوس کرتا ہے۔سزا یا امتحان کا خوف بچوں پر بہت اثر ڈالتا ہے بچوں کو بار بار ناکامی کا احساس دلانا اور ان کے دل میں استاد اور اسکولوں سے نفرت کا باعث ہو سکتا ہے۔

بچوں کی جذباتی تربیت: بچوں کی صحیح جذباتی تربیت کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(الف) جماعت میں استاد کو چاہئے کہ وہ بچوں کو چیخ وپکار سے باز رکھے کیونکہ اگر بچے شور کرتے رہیں تو استاد کے لئے پڑھانا مشکل ہو جاتا ہے۔

(ب) بچوں کو آزادانہ کھیلنے کا موقع دیا جائے اور کام کرتے وقت اگر وہ کوئی غلطی کریں تو مناسب انداز میں درست کرنا چاہئے۔

(ج) بچوں کو ان کی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کے مطابق کام کرواتے رہنا چاہئے۔ چھوٹے چھوٹے مقابلے کروانے چاہئے تاکہ بچے اس سے مانوس ہو جائیں۔

(د) اساتذہ اور والدین کو تمام بچوں سے یکساں سلوک کرنا چاہئے تاکہ بچے میں ناانصافی اور زیادتی کا احساس پیدا نہ ہو۔

(ر) اکثر والدین بچوں کو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اب یہ شرارتیں کرنے لگا ہے اسے سکول بھیج دیں یہیں سے سکول سے ڈرنے کی ابتدا ہوتی ہے اگر استاد بھی بچوں کو ناکامی سے ڈرانا شروع کر دیں تو نتیجتاً بچے سکول اور استاد سے نفرت کرنا شروع کر دیں گے استاد کا کام بچوں کی اصلاح اور تربیت کرنا ہے۔

(س) والدین اور اساتذہ کی جذباتی زندگی کا بچوں پر بہت اثر ہوتا ہے اس لئے انہیں خیال رکھنا چاہئے کہ بچوں کے سامنے کسی جذباتی ناپختگی کا اظہار نہ ہو۔ایسے مواقع فراہم کرنے سے پرہیز کریں جس سے ناپسندیدہ جذبات کے پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو مثلاً جھگڑے، لڑائیاں، فساد وغیرہ یا ایسی فلمیں جن میں اس قسم کے

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی کی پی ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبرز پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مناظر دکھائے گئے ہوں۔

(ش) جذبات سراسر نقصان دہ نہیں ہوتے جذبات میں آ کر ہم ایسے کام کر سکتے ہیں جو عام زندگی میں ممکن نہیں ہوتے بچوں کو ایسے مواقع مہیا کرنے چاہئے کہ وہ حدود میں رہ کر اپنے جذبات کا اظہار کر سکیں اور ان کی تسکین ہو سکے مثلاً سکول میں مختلف مشاغل اور سرگرمیوں کا اہتمام۔

دور بلوغت اور جذباتی نشوونما: جذبات کا صحیح اور برقت استعمال انسان کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے میں مدد دیتا ہے جذبات کا اظہار نہ صرف بچوں میں بلکہ بڑوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے زندگی کا جوش وفروش اور ولولہ انہیں کی وجہ سے ہے ضرورت، خواہشات، اور دلچسپیوں کی راہ میں رکاوٹ پڑنے کی صورت میں جذبات کا اظہار غلط راہ اختیار کر جاتا ہے۔ زندگی کے اس دور میں نوجوانوں میں کیونکہ ایک خاص جسمانی تبدیلی رونما ہو رہی ہے نیتجتاً اس کا اثر ان کی جذباتی نشوونما پر بھی پڑتا ہے اس دور میں زیادہ تر جذبات بالغوں میں ہونے والی صنعتی تبدیلیوں کے زیر اثر شدت اختیار کر جاتے ہیں مثلاً محبت کرنے کا جذبہ عروج پر ہوتا ہے پھر جنسی تبدیلیوں کے باعث خوف کا جذبہ بھی مسلط رہتا ہے۔

سوال نمبر 24 انفرادی اختلافات کی تعلیمی اہمیت کی وضاحت کریں۔

جواب: قدرت نے ہر شخص کو دوسرے سے منفرد بنایا ہے۔ وراثت اور ماحول کی مخصوص وجوہات کی بناء پر ہر فرد دوسرے سے مختلف ہے۔ اسی طرح تعلیمی اور نفسیاتی نقطہ نظر سے بھی بچوں کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ویسے تو انسانوں کی انفرادیت ہر صورت میں علیحدہ ہوتی ہے۔ مگر چند غیر معمولی فطرت کے بچوں کا جائزہ درج ذیل ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

غیر معمولی فطرت کے بچے اور ان کی تعلیم:۔ بچوں کے والدین اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر معمولی فطرت کے بچوں کی خصوصی خوبیوں کو مدنظر رکھ کر ان کو مناسب ماحول اور تعلیم دیں۔ اگر بچوں کی فطرت کو نظر انداز کر کے ان پر تعلیم کا بوجھ ڈالا جائے گا تو وہ نفسیاتی مسائل سے دوچار ہو کر معاشرے کے لیے غیر سود مند ہوں گے ۔لہذا والدین اور اساتذہ کو ان کی تفصیلی فطرت کا جائزہ لینا چاہیے۔ غیر معمولی فطرت کے مالک بچوں میں خوبیاں اور خامیاں انتہا پر ہوتی ہیں۔ لہذا ان کے لیے مخصوص ماحول اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذہنی طور پر معذور بچے اور ان کی تعلیم:۔ ذہنی طور پر سست، خاموش طبع اور اکیلے بیٹھے رہتے ہیں۔ عام بچوں کی نسبت ان کے پڑھنے کی رفتار سست ہوتی ہے۔ لہذا ان پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ انہیں آہستہ آہستہ اور دہرا کر پڑھانا چاہیے۔ ان کی ترقی کی رفتار سست ہوتی ہے۔ کئی بچے وراثتاً ذہنی لحاظ سے معذور ہوتے ہیں۔ اور ان کا علاج ناممکن ہے۔ لہذا اساتذہ اور والدین کو چاہیے کہ ان کو سادہ اور عام فہم طریقے سے سمجھائیں اور سختی، مار پیٹ سے اجتناب کریں۔

ذہین وفطین بچے اور ان کی تعلیم:۔ ایسے بچے اپنی ذہانت کی وجہ سے دوسروں پر چھا جاتے ہیں۔ ان میں مستقل مزاجی اور دیگر تخلیقی صلاحیتیں عام بچوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ان کی معلومات ودلچسپیوں کا دائرہ وسیع کر کے ان کو خوشگوار ماحول فراہم کیا جائے۔ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے اور کھیلوں میں مقابلہ بازی کی عادت ڈالی جائے تو ایسے بچے ممتاز شخصیت کے مالک بن جاتے ہیں۔

جسمانی طور پر معذور بچے اور ان کی تعلیم:۔ ہماری موجودہ آبادی میں تقریباً چودہ لاھ معذور ہیں۔ ان کو لاچار سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ لہذا ان میں جو فطری صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں وہ ابھر نہیں پاتیں۔ جہاں تک بچوں اور ان کی اقسام کا تعلق ہے ان میں نابینا، اپاہج، ناقص بینائی والے، بہرے، گونگے بچے شامل ہیں۔ معذور بچے ذہانت اور سوچ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کو معذور اعضائے خمسہ کے علاوہ دیگر اعضائے حواس سے بھی تعلیم دی جا سکتی ہے۔ مثلاً اگر بینائی نہیں ہے تو آپ چھونے اور سونگھنے کی حس سے ان کو تعلیم دیں۔ اگر ایسے بچوں کی مدد کی جائے، تو ان کو مفید اور کارآمد شہری بیانا جا سکتا ہے۔

مضطرب بچے اور ان کی تعلیم:۔ بعض اوقات اضطراب اور ہیجانی کیفیت کی بدولت بچے جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ایسے بچے پریشان اور تھکے تھکے نظر آتے ہیں ۔بعض بچے موروثی طور پر حساس ہوتے ہیں۔ اور دوسروں سے گہرا اثر لیتے ہیں۔ اکثر ایسے بچے پریشان اور تھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اور سکول اور محلے کے ماحول کو زہر آلود کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ پیار نہ ملنے کی وجہ سے وہ دوسروں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ وہ سکول اور پڑھائی میں کم دلچسپی لیتے ہیں۔ عموماً وہ ناخوش رہنے کی وجہ سے نئے نئے مسائل کھڑے کرتے ہیں۔ اگر والدین گھر کے ماحول میں بچے کے لیے دلچسپی پیدا کریں تو وہ اضطراب کا شکار نہ ہوگا۔ بچے کو کھیلنے کودنے اور اظہارِ خیال کرنے کا موقع دیں، بچے کی رائے اور اس کی انا کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ خوشی اور غمی اور تفریح کے معاملات میں ایسے بچوں رائے کو اہمیت دیں۔ کیونکہ اسی صورت میں وہ بہتر کارکردگی اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ بچے پر نہ تو بے جا سختی کی جائے اور نہ ہی اتنا ڈھیلا اس کو چھوڑا جائے کہ وہ بالکل لاپرواہ ہو جائے۔ بچوں کی عمر اور ذہن کیمطابق ان سے توقعات رکھی جائیں۔ کیونکہ اسی صورت میں وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں گے۔

ذہین وفطین بچوں کی تعلیم وتربیت:۔ جست وتیز اور دوسروں پر حاوی ہونے والے بچے ذہین وفطین ہوتے ہیں۔ ایسے بچے شروع سے ہی اپنے کردار عمل کی وجہ سے منفرد ہوتے ہیں۔ اور دوسروں پر چھا جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ جسمانی طور پر بھی دوسروں سے منفرد ہوں لیکن ان میں قوت ارادی، مستقل مزاجی اور تخلیقی صلاحیتیں عام بچوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ وہ توڑ پھوڑ، تجسس اور منطقی سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی دلچسپیون کا دائرہ وسیع ہوتا ہے، یہ غیر معمولی اوصاف کے ملک ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی کھلونے یا ماحول نہ ملے یا ان کے والدین مصرف یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے ان کی طرف توجہ نہ دیں تو یہ بددل ہو کر ناجائز طریقوں سے اپنے تقاضے پورے کرواتے ہیں۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی ان پر توجہ دی جائے

ذہین بچوں سے توقعات رکھنی چاہیں اور انکی کوشش وجستجو کو آگے بڑھنے کی عادت ڈالنے میں مدد دینی چاہیے، ورنہ ذہانت زنگ آلود لوہے کی مانند ناکارہ جو جائے گی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی کی اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

نفسیاتی طور پر اگر انہیں خوشگور ماحول نہ مل جل کر کام کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں ان کی دلچسپیوں اور معلومات عامہ کا دائرہ وسیع کیا جائے اور غیر نصابی سرگرمیوں اور کھیلوں میں مقابلہ بازی کی عادت ڈالی جائے تو ایسے بچے ممتاز شخصیت کے مالک بن جاتے ہیں اور قوم کے رہنما بن سکے۔

سوال نمبر 25 ۔پاکستان میں اساتذہ کی پیشہ وارانہ تربیت کا جائزہ پیش کریں۔

اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت: کسی ملک کا نظام تعلیم اس وقت تک بہتر طور پر کام نہیں کرسکتا جب تک اس ملک کے اساتذہ قابل اور تربیت یافتہ نہ ہوں۔کیونکہ اساتذہ تعلیمی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ پیشہ تعلیم سے وابستہ افراد تعلیم کے میدان میں ہونے ولی تازہ ترین تبدیلیوں سے واقف رہیں۔ان کا معیار تعلیم وتربیت بلند ہو۔تا کہ وہ طلباء وطالبات کو بہتر تعلیم دے سکیں۔تدریس کا پیشہ دیگر پیشوں کے مقابلے میں نہایت نازک ہے۔بقول اقبال

شیخ مکتب ہے ایک عمارت گر
جس کی صفت ہے روح انسانی

افراد کا انتخاب: اس پیشے کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جانا چاہیے جن کی تعلیمی قابلیت ٹھوس ہو اور جن میں قائدانہ صلاحیتیں پائی جاتی ہوں۔جن کی آواز تحریر اور انداز گفتگو نہایت موزوں ہو۔جو اس پیشے کو پیشے سے زیادہ خدمت اور عظمت کا ذریعہ سمجھتے ہوں۔اور اس کو نہایت عظمت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوں کیونکہ یہ پیشہ نبیوں اور رسولوں کا ہے۔

تربیت کا انتظام: افراد کے انتخاب کے بعد ان کی تربیت کا مرحلہ آتا ہے۔تربیت دو طرح کی ہوتی ہے۔نظری اور عملی۔نظری تربیت میں اساتذہ کو ان کے پیشے کے متعلق مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔مثلاً تعلیمی نفسیات، نظم ونسق مدرسہ، اصول تعلیم، فلسفہ وتاریخ۔تعلیم اور عملی تربیت کے دوران انہیں مختلف مضامین پڑھانے کے طریقے سمجھائے جاتے ہیں اور ان سے عملی طور پر جماعتی تدریس بھی کرائی جاتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

پیشہ تعلیم سے رغبت ومیلان: پیشہ تدریس میں اہم بات معلم کی رغبت ومیلان کی ہے۔کسی بھی پیشے کی طرف رغبت دلانے والی باتوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔متعلقہ افراد کا معاشرے میں مرتبہ، مالی استحکام، بہتر شرائط ملازمت وترقی۔ان میں سے کسی ایک چیز کی کمی افراد کی عدم رغبت کا باعث بن سکتی ہے۔پیشہ ورانہ تربیت اس لیے ضروری ہے کہ تربیت کے اختتام تک اساتذہ میں درج ذیل خوبیاں موجود ہوں۔

1- وہ نظریہ پاکستان کو بخوبی سمجھ کر اس کی تبلیغ واشاعت کے لیے کوشاں ہوں۔

2- وہ جسمانی وذہنی صحت کے اصول وضوابط سے آگاہ ہوں۔

3- وہ تعلیم کے بدلتے ہوئے تقاضوں سے بخوبی واقف ہوں۔

4- وہ معاشرے کی ترقی میں عملی حصہ لیتے ہوں۔

5- وہ عدل ومساوات کو اپنائیں اور اس کی تبلیغ بھی کریں۔

6- معاشرے کی اقتصادی اور معاشرتی ضروریات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

پیشہ ورانہ نشوونما کے ذرائع: معلم کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی نشوونما کے ذرائع درج ذیل ہیں۔

(الف) تربیت کی رسمی تعلیم **(ب)** شعبہ جاتی اجلاس Faculty meeting **(ج)** پیشہ ورانہ مطالعہ Professional Reading

(د) پیشہ ورانہ انجمنیں Professional Associations **(ر)** تعلیمی ورکشاپ Educational Workshop

(ڑ) دوسرے تعلیمی اداروں کا مشاہدہ Observation of other institutes

تعلیم وتربیت اساتذہ کا نظام: ہمارا نظام تعلیم مدارج یا مراحل کے اعتبار سے ابتدائی، ثانوی واعلیٰ ثانوی، کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم میں بٹا ہوا ہے۔جو 16 سال کے عرصہ میں مکمل کی جاتی ہے۔(16=2+4+5+5) پانچ سال ابتدائی مدارج میں، پانچ سال ثانوی مدارس میں، چار سال کالج اور دو سال یونیورسٹی میں۔ایم اے / ایم ایس سی کرنے کے لیے اس عرصہ میں حاصل کی جانیوالی تمام تعلیم، سائنس اور آرٹس، کامرس یا ہوم اکنامکس کے شعبوں میں سے کسی بھی شعبہ میں، مضامین کے مختلف ہونے کے باوجود پیشہ ورانہ تعلیم نہیں کہلاتی ہے۔بلکہ اس کا شمار عام تعلیم میں ہوتا ہے۔

تربیت اساتذہ: ملازمت سے پہلے اساتذہ کی تربیت کے لیے اور ملازمت کے دوران اساتذہ کی تربیت کے لیے حکومت نے مختلف طریقے اختیار کیے ہیں۔

(1) **ملازمت سے پہلے اساتذہ کی تربیت:** ملازمت سے پہلے اساتذہ کی تربیت کے لیے مختلف تربیتی کالج اور نامل سکول قائم کیے ہیں۔جو مختلف سطحوں پر عام اور پیشہ ورانہ تربیت دیتے ہیں۔اساتذہ کی تربیت کے لیے نصاب سازی کا کام صوبائی محکموں اور وفاقی وزارتِ تعلیم مشترکہ تعاون سے تیار کرتے ہیں۔پرائمری اساتذہ کے لیے تربیتی سکول نارمل سکول کہلاتے ہیں۔ان سب سکولوں کا آہستہ آہستہ درجہ بڑھا کر انہیں کالج کا مرتبہ دیا جا رہا ہے۔نارمل سکول اور ٹریننگ کالجوں میں میٹرک کے بعد ایک سال کی تربیت دی جاتی ہے۔کامیابی پر جو سرٹیفیکیٹ دیا جاتا ہے، پرائمری ٹیچر سرٹیفیکیٹ (PTC) کہلاتا ہے۔ان کالجوں میں عملی اور نظری تعلیم حاصل کرنے کے بعد اساتذہ پرائمری جماعتوں کو پڑھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔اساتذہ کے تربیتی ادارے سرٹیفیکیٹ آف ٹیچنگ (CT) دیتے ہیں۔یہ تربیتی کورس ان اساتذہ کے لیے مخصوص ہیں جو ایف اے یا ایف ایس سی کر چکے ہوں۔ان اداروں میں ایک سال کی تربیت کے بعد طلباء اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ مڈل جماعتوں کو پڑھائیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ثانوی جماعتوں کے اساتذہ کالجوں یا یونیورسٹی کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کامیابی کے ساتھ کورس مکمل کرنے کے بعد بیچلر آف ایجوکیشن (بی ایڈ) کی ڈگری حاصل ہوتی ہے۔

جن لوگوں کے پاس ایم اے یا ایم ایس سی کی ڈگری ہو وہ انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی تعلیم دینے کے قابل مانے جاتے ہیں۔ اور وہ انٹر یا ڈگری کالج میں تدریس کے پیشہ اختیار کر سکتے ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے اساتذہ کے لیے تربیتی تعلیم کی اصلاحات کی گئی ہیں پہلی مرتبہ تعلیم کو ایک مضمون کی حیثیت سے میٹرک، انٹر اور بی اے کے مضامین میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ طلبہ جنہوں نے تعلیم کو مضمون کی حیثیت سے پڑھا ہو گا انہیں تربیتی اداروں میں داخلے کے وقت ترجیح دی جائے گی۔ دوسری اصلاح یہ ہے ابتدائی اساتذہ کے تعلیمی نصاب یعنی پی ٹی سی اور سی ٹی کے نصاب کو تبدیل کرنے کے بعد ملک کی ضروریات کے مطابق بنایا گیا ہے۔ تیسری اصلاح کے مطابق نارمل سکولوں کا درجہ بڑھا کر ایلیمنٹری کالج آف ایجوکیشن بنا دیا جائے گا۔ یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ ملک کے فنی اساتذہ کی تیاری کے لیے ہر صوبے میں سائنس اور ٹیکنیکل ایجوکیشن کے سنٹر کھولے جائیں۔ ان مراکز میں ایگرو ٹیکنیکل ورکشات اور سائنس سے متعلق تجربہ گاہیں بنائی جائیں اور ایگرو ٹیکنیکل طریقوں میں تدریس مہارت کے لیے کھولے جائیں اور اساتذہ کو تربیت دینے والے معلمین کو تربیت دی جائے گی۔

دوران ملازمت اساتذہ کی تعلیم وتربیت: سب سے اہم کردار تعلیمی مراکز کا ہے۔ یہ مراکز بطور خاص اس کام پر مامور ہیں اور یہ ملک میں کافی ترقی یافتہ تعلیمی ضروریات میں خود کفیل تصر کیے جاتے ہیں یہ ادارے ملک کے ہر صوبے میں بنائے گئے ہیں۔ اور یہاں خاص طور پر ثانوی مدارس کا ورٹیچرز ٹریننگ سکول کے اساتذہ، پرنسپل اور نگران عملی کو تربیت دی جاتی ہے۔

کاشان اکیڈمی

نارمل سکول اور کالج آف ایجوکیشن عام طور پر دوران ملازمت قلیل المیعاد کورسز پرائمری اساتذہ کے لیے محدود سطح پر منعقد کرتے ہیں۔

0334-5504551

سکولوں کے ضلعی ایجوکیشن آفیسر زبھی دورانِ ملازمت اساتذہ کی تربیت ان کی اپنی ہی درسگاہوں میں کرتے ہیں۔ یہ لوگ اساتذہ سے روزمرہ کے تدریسی مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔ ٹیکنیکل اور پیشہ ورانہ تعلیمی ادارے اپنی اساتذہ کو تربیتی سہولتیں خود مہیا کرتے ہیں۔

Download Free Assignments from

اس وقت ہمارے ملک میں اساتذہ کے تربیتی کورس کا نام اور اس میں داخلہ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

نام کورس	کم از کم قابلیت	تدریس کی سطح	مدت
۱۔ پی ٹی سی	میٹرک	ابتدائی	ایک سال
۲۔ سی ٹی	انٹرمیڈیٹ	ثانوی	ایک سال
۳۔ بی ایڈ	بی۔ اے، بی ایس سی	ثانوی	ایک سال
۴۔ ایم ایڈ	بی ایڈ۔ ایم اے	کالجز آف ایجوکیشن	ایک سال
۵۔ اوٹی	میٹرک / ادیب / منشی مولوی / فاضل	ثانوی	ایک سال
۶۔ ڈی۔ ٹی سی	انٹرمیڈیٹ ڈرائنگ	ثانوی	ایک سال
آرٹس اینڈ کرافٹس	کے ساتھ کورس	ثانوی	ایک سال
۷۔ ایم ڈی	ڈی ٹی سی مع تجربہ	ثانوی	ایک سال
۸۔ ڈی بی ایڈ / جے ڈی بی سی	میٹرک	ثانوی	ایک سال
۹۔ بی ایڈ / ایس ڈی بی اے	بی اے / بی ایس سی	ثانوی کالجز	ایک سال
۱۰۔ ایگرو ٹیک	انٹرمیڈیٹ / بی اے	ثانوی مدارس	ایک سال

نمبر ۱ سے ۳ تک تربیتی کورسز پرائمری، سیکنڈری سکول کے اساتذہ کے لیے مذکورہ بالا تعلیمی قابلیت کے علاوہ نظریہ پاکستان پر یقین، ناظرہ قرآن مجید اور غیر ملازم اساتذہ کے لیے عمر کی ایک خاص حد بھی بنیادی شرائط مے سے ہے۔ تربیت اساتذہ کے ان کورسز کے لیے افراد کا انتخاب ایک کمیٹی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں ایک عام معلوماتی رجحان اور صلاحیت کے امتحان میں بھی کامیاب ہونا پڑتا ہے۔ مرد وخواتین دونوں اہل ہیں۔

نمبر ۴ (ایم ایڈ) ایک اعلیٰ تدریسی تعلیم کا کورس ہے۔ جو ایک اضافی قابلیت ہے اس میں کامیاب ہونے والے اساتذہ تربیتی اداروں میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے اہل ہیں اس کے لیے بنیادی شرط بی ایڈ پاس ہونا ہے۔ داخلہ مقابلہ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

نمبر ۵ (اس ٹی) ٹیچرز کے لیے تربیتی کورس ہے۔ نمبر ۶ اور ۷ ڈرائنگ ٹیچرس کے لیے تربیتی کورس ہے۔ اسی طرح آٹھ اور نو ڈرائنگ سی ٹی کورس ٹیچرز کا تربیتی کورس ہے۔ جس میں زراعت، گھریلو معاشیات، تجارت اور بجلی کے کام وغیرہ سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا تمام کورسز مال زم ورامیدوار اساتذہ کے لیے ہیں۔ اس کے علاوہ ملازم اساتذہ کے لیے جو تربیت یافتہ بھی ہیں مختلف اوقات میں تجدیدی کورسز کا انتظام

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے سے آئی کام بی اے سے بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی الف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

کیا جاتا ہے۔ اور یہ کورسز تمام صوبوں میں ادارہ تعلیم نصاب اور ادارہ توسیع نصاب کی زیر نگرانی منعقد کیے جاتے ہیں ان کورسز میں شرکت کے لیے بنیادی شرط بحیثیت استاد کسی ادارے میں ملازم ہونا ہے۔ تربیت اساتذہ کی اہمیت وضرورت کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی مختلف مراحل کے اساتذہ کے لیے مختلف کورسز پیش کررہی ہے۔ اب تک ابتدائی مدارس کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد ان کورسز میں شرکت کر کے استفادہ کر چکی ہے۔ ابتدائی مدارس کے اساتذہ کے لیے کورس میں داخلہ کی بنیادی شرط استاد ہونا اور کم از کم پی ٹی سی ہونا مقرر ہے۔

سوال نمبر 26:۔ پروگرام شدہ تدریس کی تفصیل سے بیان کریں نیز پاکستانی سکولوں میں اس کے استعمال کا جائزہ پیش کریں۔

جواب:۔ بعض ماہرین تعلیم اس خطرے کا اظہار کرتے ہیں کہ پروگرام شدہ تدریس کے طریقہ کار کی مقبولیت طلبہ کو اساتذہ کی ضرورت سے بے نیاز کردے گی لیکن اکثر ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پروگرام شدہ تدریسی مواد کی موجودگی میں کمرہ جماعت میں استاد کا کردار اور زیادہ اہمیت حاصل کر لیتا ہے

پروگراموں کی اقسام:۔ عام طور پر پروگراموں کی مندرجہ ذیل دو اقسام زیادہ مستعمل ہیں۔ ایک شاخی پروگرام فریموں کے ایک سلسلے پر مشتمل ہوتا ہے ہر فریم کسی معلوماتی ٹکڑے پر مشتمل ہوتا ہے اور اس میں کوئی سوال کیا جاتا ہے اور طالب علم جواب دیتا ہے اور اگلے فریم میں درست جواب موجود ہتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک اور سوال بھی ہوتا ہے۔ اس طرح اگلے فریم میں دیئے گئے صحیح جواب کی مطابقت سے طالب علم کی فوری حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس قسم کے پروگرام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں فریم کا جائزہ کینا اس پر نظر ثانی کرنا اور اسے استعمال کرنا آسان ہوتا ہے اس لئے اس پروگرام کو زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

کثیر الشاخی پروگرام:۔ کثیر الشاخی پروگرام دراصل انفرادی آموزش کا ایک قسم کا خودکاری نظام ہے۔ جس میں ایک شاخی پروگرام کے برعکس اس بات کا کم خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر سوال کے صحیح جواب کی صورت میں طالب علم کی فوری حوصلہ افزائی ہو۔ بلکہ ایسے پروگرام میں طلبہ کی طرف سے غلطیوں کا ہر وقت احتمال ہوتا ہے۔ ایسی غلطیوں کی تصحیح کے لئے جواب بتائے بغیر طالب علم کو مزید مطالعے کی ہدایت کی جاتی ہے جب تک طالب علم صحیح جواب نہ دے سکے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے جوابات کا چناؤ صحیح ہونے کی صورت میں کثیر الشاخی پروگرام بھی یک شاخی پروگرام کے ہی مشابہ ہوتا ہے؛

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

پروگرام شدہ تدریس کی خوبیاں۔

(1) طالب علم فعال اور سرگرم کارکن کی طرح پروگرام میں دلچپی لیتا ہے

(2) سوالات کے صحیح جوابات کے فوری علم سے طالب علم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

(3) کوئی طالب علم جو ذہین اوسط یا کند ذہن ہو وہ اپنی صلاحیتوں اور انفرادی اختلفات کے مطابق اپنی رفتار سے ترقی کرتا ہے۔

(4) طلباء زیادہ تر کام خود کرتے ہیں، اس طرح استاد کا جو وقت بچتا ہے وہ طلبہ پر انفرادی توجہ دینے میں استعمال ہوتا ہے

(5) بعض اوقات استاد کی عدم موجودگی میں بھی تدریسی عمل جاری رہتا ہے

(6) ایسے طلبہ جو بیماری یا کسی وجہ سے سکول نہ آسکے ہوں آسانی سے خود اپنی کمی دور کر کے اپنے ہم سبقوں کے ساتھ مل سکتے ہیں۔

(7) یہ پروگرام بنیادی تصورات اور نئے کام کے لئے خصوصی طور پر مفید ہوتے ہیں

(8) وقت کی قلت میں یہ پروگرام کافی کامیاب رہتے ہیں۔ مثلاً صنعتی اور فوجی میدانوں میں ان پروگراموں سے جلدی اور باآسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے

پروگرام شدہ تدریس کی خامیاں:

(1) پروگرام شدہ اسباق کے سلسلے میں اس خدشے کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس میں استاد کا کام محض مناسب پروگرام کے چناؤ تک محدود ہو جاتا ہے۔

(2) طلبہ کی ذاتی اور اختراعی قوتیں پروگراموں کی وجہ سے محدود ہو

(3) طلبہ کے سوچنے کی صلاحیت کو بھی محدود کر دیا جاتا ہے

(4) تمام مضامین پروگرام شدہ اسباق کے ماتحت نہیں پڑھائے جاسکتے۔ مثلاً ادب فلاسفی اور تاریخ وغیرہ پروگرم شدہ تدریس کے نئے مناسب نہیں

(5) معلومات کے چھوٹے چھوٹے فریموں کی مدد سے تدریس عمل میں آگے بڑھنے سے ذہین طلبہ تکان اور بوریت محسوس کرنے لگے ہیں

یوں تو ں تعلیمی ٹیکنالوجی کے حصول میں پاکستان میں خاصی پیش رفعت کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں سمعی اور بصری اعانتوں کے مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعلیمی اور تدریسی اسباق نشر کئے جاتے ہیں۔ وفاقی وزارت تعلیم کے شعبہ نصاب سازی اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے زیر اہتمام مختلف تعلیمی اور تدریسی ورکشاپوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جن میں بیرونی ممالک کے ماہرین کو بھی مدعو کیا جکا تا ہے۔ جہاں تک پروگرام شدہ اسباق کی تیاری کا تعلق ہے۔ اس میں خاطر خواہ کوشش نہیں کی جاسکیں۔ گو بعض اعلیٰ تعلیمی پیشہ ورانہ اداروں مثلاً ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی اور شعبہ تعلیم و نفسیات پشاور یونیورسٹی نے کچھ ابتدائی نوعیت کا کام کیا ہے لیکن اس کے ثمرات سے متعلقہ لوگ ابھی تک فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ وقت اور پیسے کی کمی اور پروگرام تیار کرنے والے ماہرین کے فقدان کی وجہ سے اچھے پروگرام تیار نہیں کئے جاسکے لیکن وہ دن دور نہیں جب ہم اس بات کا احساس کر لیں گے۔ کہ ہمیں ان لوگوں کے لئے بھی کچھ کرنا ہے۔ جو کسی سبب سے اپنی تعلیم پوری نہیں کر سکتے۔ یا دور دراز کے علاقوں میں رہنے کی وجہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے ایسے تعلیمی مواد کی تیاری کا کام بھی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی وساطت

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی ،ایف اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

سے کامیابی سے شروع کیا جا سکتا ہے جہاں ماہرین کی بھی کمی نہیں اور مختلف کورسوں کو تجرباتی طور پر پروگرام شدہ تدریس میں تبدیل کیا جا سکتا ہے کامیاب تجربے کی بنیاد پر وسیع پیمانے پر پروگرام شدہ تدریسی مواد کی تیاری میں انشاء اللہ کوئی دشواری حائل نہیں رہ سکے گی

کمپیوٹر کی مدد سے تدریس:۔

کمپیوٹر کی مدد سے تدریس کی تیکنیک کا بنیادی مقصد ہر طالب علم کو انفرادی تدریسی ماحول مہیا کرنا ہوتا ہے کسی بھی تدریسی پروگرام کو کمپیوٹر میں سٹور کر دیا جاتا ہے۔ طالب علم مختلف الیکٹرانی کل پرزوں کے استعمال سے کمپیوٹر کے تدریسی پروگراموں سے استفادہ کر سکتا ہے تدریس کے دوران طالب علم جس ڈسک پر بیٹھتا ہے۔ وہ بجی سے چلنے والی ٹائپ مشین کے مشابہ ہوتا ہے۔ جس میں مختلف امور کی انجام دہی کے لئے کئی چھوٹے کل پرزے لگے ہوتے ہیں۔ تدریسی پروگرام کو استعمال کرنے کے لئے انہی کل پروزوں کو حرکت دینا پڑتی ہے یہ کل پرز حروف یا تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔ فاضل معلومات کے حصول کیلئے فاضل کل پرزے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ بعض انتظامات کے تحت سمعی فون بھی مہیا کیے جاتے ہیں جن کی مدد سے کمپیوٹر کنٹرول کے ماتحت طلبہ کو سمعی پیغامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

اس تدریسی تیکنیک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بیک وقت بہت سے طلبہ کی آموزش ممکن ہوتی ہے خواہ وہ نصابی سرگرمیوں کی تکمیل کے سوا کسی مرحلے میں ہی کیوں نہ ہوں۔

خوبیاں۔ کمپیوٹر کی معاونت سے تدریس مندرجہ ذیل خوبیوں کی حامل ہوتی ہے

کمپیوٹر پروگرام کورسز کے وسیع سلسلے کے لئے تیار کئے جا سکتے ہیں

طلباء عام طور پر طریق کار میں دلچسپی لیتے ہیں۔

خامیاں: اس طریق کار میں خوبیوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل خامیاں بھی ہیں

ایسا طریقہ کار کم ترقی پذیر ممالک کے لئے خاصا مہنگا ثابت ہوتا ہے

اس کے لئے اچھے تدریسی پروگرام کی تیاری بھی خاصا مشکل کام ہے۔ مذکورہ بالا خامیوں کے باوجود کمپیوٹر کی معاونت سے تدریس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

گلشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر 27 تدریس اور تعلیم میں فرق ہے؟ نیز اچھی تدریس کی خصوصیات وضاحت سے بیان کریں۔

جواب: تدریس اور تعلیم میں فرق: تدریس متعلم کے لئے ترغیب کا عمل ہے۔ اس میں وہ تمام راہنمائی شامل ہے۔ جس کے ذریعے معلم متعلم کو ایک ذمہ داری شہری کے طور سے کامیاب زندگی گزارنے کے قابل بناتا ہے۔ یہ راہنمائی ایسی اقدام ہوتی ہے۔ جو سیکھنے کے عمل کو آسان بناتی ہے۔ اور اس امداد کا تعلق طریقہ تدریس سے ہوتا ہے۔ یعنی طریقہ تدریس سے مراد ایسا منصوبہ عمل ہے۔ جس سے مخصوص تعلیمی نتیجہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ صورتحال اور مضامین میں اختلاف کے مطابق مختلف طریقہ ہائے تدریس اختیار کئے جاتے ہیں۔

(Learning) تعلیم عمل تدریس سے استفادہ کا نام ہے۔ اور اس کے نتیجے میں عملی کام کے لئے آمادگی پیدا ہوتی ہے۔ کسی فرد میں کسی مخصوص تعلیم کی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ متعلقہ صورتحال میں اس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں مصیبت زدوں سے ہمدردی اور ان کی مدد کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس تعلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عملی زندگی میں جب ہم کسی مصیبت سے دوچار ہوتے ہیں۔ تو اپنے دل میں اس کے لئے ہمدردی کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ اور اپنی حیثیت کے مطابق اس کی عملی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح سیکھی ہوئی معلومات، تصورات اور مہارتوں کو عملی زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔

اچھی تدریس کی خصوصیات: مختلف ماہرین تعلیم نے اچھی تدریس کی جن خصوصیات پر اتفاق کیا ہے۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ تدریس وقت اور زمانے سے ہم آہنگ ہو: اچھی تدریس کی یہ خوبی ہوتی ہے۔ کہ وہ وقت اور ماحول سے مطابقت رکھتی ہے۔ اگر زمانے کی ضروریات طلبہ کے ماحول اور معاشرتی قدروں کے خلاف تدریس کا عمل سرانجام پائے تو اس کے اثرات نہ صرف غیر موثر ہوتے ہیں۔ بلکہ طلبہ بھی اس تدریس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اچھی تدریس میں وقت یعنی مقررہ پیریڈ کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اور معین وقت کے اندر تدریسی امور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ اگر تدریس میں وقت کی مطابقت کا خیال رکھا جائے تو وہ ناکام ہو جاتی ہے۔

۲۔ تدریس روزمرہ زندگی سے تعلق رکھتی ہو:۔ موثر تدریس وہی ہوتی ہے۔ جس کا اطلاق روزمرہ زندگی سے ہو۔ تدریس کے دوران طلبہ کو ایسی معلومات اور باتوں کا علم دیا جائے جو ان کی زندگی میں کام آنے والا ہو اور ان میں وہ عادات اور رجحانات پیدا کئے جائیں جن سے وہ زندگی میں مفید کام لے سکیں۔

۳۔ تدریس طلبہ کی سابقہ معلومات سے مربوط ہو:۔ تدریس کی کامیابی کا انحصار طلبہ کے صحیح جوابات اور ان کے خوشگوار ردعمل پر منحصر ہوتا ہے۔ صحیح جوابات اور خوشگوار ردعمل صرف اسی وقت واقع ہوتا ہے۔ جب تدریس طلبہ کی سابقہ معلومات سے مربوط ہو۔ ہم آئندہ کی باتیں ان کے ماضی اور سابقہ مواد کے ذریعے ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔ تدریس کے دوران کئے جانے والے سوالات کا ربط طلبہ کی سابقہ معلومات اور ان کے ذاتی تجربات سے ہونا ضروری ہے۔

۴۔ تدریس نشوونما کی قوتوں کی حامل ہو:۔ تدریسی مواد ایسا ہو جس سے طلبہ کے مختلف پہلوؤں کی نشوونما ہو۔ دوسرے لفظوں میں وہ بچوں کی نشوونما میں ممد و معاون ثابت ہو۔ وہی نفس مضمون تدریسی لحاظ سے موثر اور کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ جو طلبہ کی تخلیقی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما کرتا ہے۔ اور ان میں غور و فکر اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس سے ان میں نئے خیالات، علم و ہنر رجحانات، اقدار اور شخصیت کے جوہر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر کسی تدریس سے طلبہ کے طرز عمل میں کسی قسم کی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ تدریس ناکام سمجھی جاتی ہے۔

۵۔تدریس طلبہ اور اساتذہ کے اشتراک کی حامل ہو:۔ اچھی تدریس میں طلبہ اور اساتذہ تعاون اور اشتراک عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اور ان کے درمیان گہرا رشتہ استوار ہوتا ہے۔جس کی مدد سے تدریسی عمل کامیابی سے آگے بڑھتا ہے۔اگر ان کے درمیان اشتراک عمل کے رشتے میں کج روی یا کمی آجائے۔تو تدریس غیر موثر ہو جاتی ہے۔استاد اور شاگرد گہرے رشتے ہی کی بدولت تدریس کے عمل میں پیدا ہونے والی بے شمار الجھنوں کو دور کر سکتے ہیں۔

۶۔تدریس طلبہ کی دلچسپیوں سے ہم آہنگ ہو:۔ اچھی تدریس میں طلبہ کی دلچسپیوں کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔اس سے طلبہ خوشی خوشی تدریس کے دوران نفس مضمون کی تفہیم حاصل کر لیتے ہیں۔

۷۔تدریس شفقت اور ہمدردی کی حامل ہو:۔ طریقہ تدریس اور تدریس دونوں میں استاد کی شفقت اور ہمدردی کو نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔اچھی تدریس میں کسی قسم کے جبر وتشدد کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔اور نہ ہی کسی قسم کے منفی جذباتی ردعمل کا اظہار ہوتا ہے۔جبر وتشدد والی تدریس سے طلبہ میں معلم کے خلاف نفرت اور بغاوت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔اور طلبہ اپنی نامناسب شرارتوں اور ضد سے جماعت کا نظم وضبط خراب کر دیتے ہیں۔شفقت اور ہمدردی سے تدریس بڑی کامیاب اور موثر ہوتی ہے۔اور بچوں کو شفقت اور ہمدردی کا ماحول تدریس کی طرف مائل کرتا ہے۔

۸۔تدریس میں جمہوری قدروں کا خیال رکھا جاتا ہے:۔ اچھی اور موثر تدریس میں جمہوری قدروں کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ایسی تدریس میں ہر طالب علم کو خیالات کے اظہار کا موقع دیا جاتا ہے۔اس میں تقریباً تمام طلبہ کو شریک کیا جاتا ہے۔اور کسی بھی طالب علم کو نظرانداز کرنا تدریسی روح کو مجروح کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔بہتر جواب ملنے پر طلبہ کی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔اور ان کی الجھنوں کو دور کیا جاتا ہے۔اگر کوئی طالب علم کوئی سوال کرے تو اس کو ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی جاتی بلکہ موزوں جواب سے مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔غرض یہ کہ ایسی تدریس میں طلبہ سے مساوات اور انصاف سے کام لیا جاتا ہے۔اور ان کی تخلیقی قوتوں کی ترقی اور نشوونما کے لئے آزادانہ اور پورے پورے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551

۹۔تدریس بامقصد ہو:۔ تدریس اور طریقہ تدریس کسی نہ کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتے ہیں۔اچھی تدریس بامقصد ہوتی ہے۔اگر اس میں کسی نہ کسی مقصد کو پیش نظر نہ رکھا جائے۔تو ایسی تدریس کامیابی کے مراحل طے نہیں کر سکتی۔کیونکہ طلبہ فطری طور پر کسی نہ کسی مقصد کے حصول کے لئے تدریس کی طرف راغب ہوتے ہیں۔مقصد جس قدر قومی اور عزیز ہوگا۔طلبہ کی تدریسی کوششیں بھی اسی قدر موثر اور بہتر ہوں گی۔اور دونوں تدریسی مقصد کے حصول میں سرگرم اور فعال ہوں گے۔

Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

۱۰۔تدریس میں استاد کی شخصیت موثر ہو:۔ استاد کی موثر شخصیت موثر تدریس کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے۔کیونکہ استاد کی موثر شخصیت بچوں کے لئے بڑی کشش کا باعث ہوتی ہے۔بہتر شخصیت سے نہ صرف طلبہ متاثر ہوتے ہیں۔بلکہ یہ تدریس میں بھی معاون ہوتی ہے۔بچے عموماً اپنے پسندیدہ استاد کے مضمون میں بھی حد درجہ دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نظم وضبط کا بھی خیال رکھتے ہیں۔موثر شخصیت کے لئے استاد کا جسمانی، ذھنی، جذباتی اور معاشرتی لحاظ سے متوازن ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۱۱۔تدریس بچوں کے عملی تجربات پر مبنی ہو:۔ جدید دور میں طلبہ کو تعلیم کے عمل میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اس لئے تدریس ایسی ہونی چاہئے۔جو بچوں کو عمل کی طرف مائل کرے۔جو ان کے ذاتی تجربات پر مبنی ہو۔وہ نظریات اور خیالات میں گم نہ ہوں۔بلکہ ان میں عمل کا جذبہ پیدا ہو۔تدریس میں بچوں کو ایسے مواقع فراہم کئے جائیں۔جن میں وہ زیادہ سے زیادہ کام اور عمل کی طرف راغب ہو۔ایسی تدریس میں بچوں کی پوری پوری راہنمائی کا انتظام ہوتا ہے۔اور بچے اپنے اپنے سابقہ تجربات اور مشاہدات سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔

۱۲۔تدریس میں منصوبہ بندی کا خیال رکھا جائے:۔ اچھی تدریس میں اسباق کی منصوبہ بندی اور منطقی ترتیب کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔اسباق کی تیاری اور ترتیب میں بچوں کی ذھنی استعداد پیش نظر رکھی جاتی ہے۔اور ان کی سابقہ معلومات کی روشنی میں تدریس کو عملی شکل دی جاتی ہے۔باقاعدہ منصوبہ بندی ہی کامیاب تدریس کی ضمانت ہوتی ہے۔منصوبہ بندی کے دوران بچوں کے ممکنہ مسائل پر بھی غور کیا جاتا ہے اور تدریس کے دوران ان کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ایسی تدریس میں ترقی کی جانب اقدام کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 28:۔ قومی تعلیمی پالیسی 1972ء کی خصوصیات بیان کریں۔

نئی تعلیمی پالیسی کے مقاصد اور پروگرام مندرجہ ذیل تھے۔

- اسلامی عقائد پر مبنی ثقافتی ورثے کی تعلیم عام کرنا۔
- تعلیم یافتہ معاشرہ پیدا کرنا
- تکنیکی مہارتوں کے فروغ کو ترجیح دینا اور ذریعہ تعلیم انگریزی سے اردو میں بدلنا ہوگا۔
- کیڈٹ کالجوں میں داخلہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہوگا۔
- تعلیمی انتظام وانصرام کو مرکز سے زیادہ سے زیادہ آزاد رکھنا ہوگا۔
- بھاری فیسیں وصول کرنے والے اداروں میں 25 فیصد داخلہ تعلیمی برتری کی بنیاد پر ہوگا ان لوگوں کا جو کہ بھاری فیس ادا نہیں کر سکتے۔

تعلیم بالغاں اور مسلسل تعلیم: ملک سے ملک سے جہالت کا خاتمہ کرنے کیلئے غیر روایتی طریقوں سے تعلیم دی جائے گی۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی معرفت زندگیمیں مصروف عمل افراد کو تعلیم دی جائے گی۔اساتذہ کی تنخواہ کے سکیل بہتر بنائے جائیں گے رہائشی سہولیات بھی اساتذہ کو فراہم کی جائیں گی اور تجربہ کار اساتذہ کو انتظامی اور مشاورتی عہدوں پر ترقی دی جائے گی۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایم فل کی ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بہبود طلباء: تعلیمی برتری کے وظائف کیلئے دو کروڑ روپے سالانہ دیئے جائیں گے ٹرانسپورٹ کی سہولیات کے علاوہ مفت طبی سہولیات بھی فراہم کی جائیں گی مخیر حضرات کے قائم و جاری کردہ اداروں کو مزید مضبوط بنایا جائے گا۔

قومی تعلیمی پالیسی 1972ء:

(1)۔تمام سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں یکم اکتوبر 1972ء سے آٹھویں جماعت تک اور اکتوبر 1974 سے دسویں جماعت تک تعلیم مفت ہوگی۔

(2)۔پرائمری سکولوں میں کتابیں مفت فراہم کی جائیں گی۔

(3)۔درسی کتب کی اشاعت کے لیے نیشنل بک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے۔

(4)۔تعلیمی اداروں میں لائبریریاں قائم کی جائیں گی۔

(5)۔طلباء میں سماجی اور اقتصادی عدم مساوات ختم کرنے کے لیے یکساں یونیفارم جاری کی جائے۔

(6)۔یکم اکتوبر 1972 سے تمام اساتذہ کی تنخواہ اور سکیل اور شرائط ملازمت مساوی ہوں گی۔

(7)۔اساتذہ کے لیے بغیر کرائے کے مکانات کا انتظام کیا جائے گا۔

(8)۔ایسے اساتذہ جو مطلوبہ قابلیت نہیں رکھتے ان کو اپنی قابلیت بڑھانے کا موقع دیا جائے گا۔

(9)۔سالانہ امتحان کا موجودہ طریقہ ختم کر دیا جائے گا۔پرائمری سکولوں میں بچے سال ختم ہونے پر خود بخود اگلی جماعتوں میں آ جائیں گے۔چھٹی سے نویں جماعت تک دوسری جماعت میں ترقی وقتاً فوقتاً اور سالانہ امتحان کی کارکردگی کی بناء پر دی جائے گی۔

(10)۔تمام مڈل سکولوں میں کارخانے کھولے جائیں گے۔تاکہ طلباء دستی کام سیکھیں۔

(11)۔میٹرک،انٹرمیڈیٹ،ڈگری کی سطح پر ایجوکیشن کا مضمون نصاب میں شامل کیا جائے گا۔

(12)۔ملک کے تمام حصوں میں نئی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی۔

(13)۔نئے سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ قائم کیے جائیں گے۔

(14)۔زرعی کالج ٹنڈو جام، انجینئرنگ کالج کراچی اور انجینئرنگ کالج جام شورو کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا۔

(15)۔نیشنل پروفیسر شپ اور نیشنل ریسرچ فیلوشپ کے پروگرام جاری کیے جائیں گے۔

(16)۔پولی ٹیکنیکل اداروں کو پولی ٹیکنیکل کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

(17)۔جہالت کے خاتمہ کے لیے گاؤں اور ہر قصبہ میں خواندگی کے وسیع پروگرام کا منصوبہ تیار کیا گیا۔

(18)۔ایک عوامی یونیورسٹی قائم کیجائے جو خط کتابت، ٹوٹوریل گروپوں، سیمیناروں، ریڈیو اور ٹی وی کی نشریات کے ذریعہ تعلیم کا بندوبست کرے گی۔

(19)۔1980 تک وظیفہ جات کی رقم دو کروڑ سے بڑھ کر آٹھ کروڑ ہو جائے گی۔

(20)۔اساتذہ کے تربیتی کورسوں کا اہتمام کیا جائے گا۔

(21)۔تمام سکولوں اور کالجوں میں جسمانی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔

(22)۔نیشنل سروس کور کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔17 سے 23 سال تمام نوجوانوں کو انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک سال کی مدت کے لیے کور میں سروس کرنے کی ترغیب دی جائے گی۔

(23)۔مسلمان طلباء کے لیے دسویں جماعت تک اسلامیات کا مضمون لازمی ہوگا۔

(24)۔دینی تعلیم کے مخصوص اداروں مثلاً دارالعلوم، مکتب، مدرسوں کی حیثیت برقرار رکھی جائے گی۔

سوال نمبر 29:۔ توجہ کی ماہیت کیا ہے؟ اس کے اصول اور اقسام وضاحت سے بیان کریں۔

توجہ کیا ہے؟

موثر ابلاغ کے لئے ادراک کے ساتھ ساتھ توجہ کا ہوا لازمی ہے۔کیونکہ توجہ کے بغیر ادراک ممکن نہیں اور نہ موثر ابلاغ۔توجہ سے مراد ایسا عمل ہے جس میں کوئی چیز یا موضوع یا خیال صرف اور واضح طور پر ہمارے زھن کے سامنے رہتا ہے۔اور ادراک اور توجہ لازم و ملزم ہیں کیونکہ جب تک احساساتی طرف توجہ نہ دی جائے ادراک کا عمل ممکن نہیں۔ادراک کے لئے ضروری ہے کہ احساسی تجربات کچھ وقت کے لئے ذہن پر مسلط رہیں اس قلیل عرصہ تک کے لئے ذہن کے ادھر مشغول رہنے کی توجہ دینا کہتے ہیں۔تعلیمی نقطہ نگاہ سے توجہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک کے لئے کسی کے ذہن اور خیالات کا مرکز بنی رہے ایک اور تعریف کے مطابق تمام ذہنی فعالیتوں کا ضروری جزو توجہ ہے جس کے بغیر نہ تو ہم اپنے ماحول سے پوری طرح آگاہ ہو سکتے ہیں۔اور نہ کسی چیز کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔توجہ کی درج ذیل اقسام ہیں۔

توجہ کی اقسام:۔

ا۔غیر ارادی توجہ: یہ توجہ سراسر جبلی ہوتی ہے۔نشوونما کے لحاظ سے توجہ کا پہلا درجہ یہی ہے اس میں بچے صرف ان ہی چیزوں کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں جو ان کی کسی نہ کسی

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک ، ایف اے ، آئی کام ، بی اے ، بی کام ، بی ایڈ ، ایم اے ، ایم ایڈ ، ایم ایس سی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

جبلت سے پیوستہ ہوں۔مثلاً بچے کو جب بھوک لگتی ہے تو وہ اپنی خوراک کی طرف توجہ دیتا ہے۔یہ غیرارادی توجہ ہے۔

۲۔ثانوی غیرارادی توجہ:۔ اس کا تعلق ایسے حالات رجحانات سے ہوتا ہے جو ہم اپنی زندگی کے دوران خود بخود قائم کر لیتے ہیں۔ان رجحانات کو عواطف کہتے ہیں۔اور توجہ کی یہ قسم ان عواطف سے متعلق ہوتی ہے یہ تعلق اکتسابی قسم کا مثلاً ایک شخص شروع میں سائنس کے مضمون کی طرف ارادی توجہ دیتا ہے بعد میں اس کا اس مضمون کی طرف اس قدر رجحان ہو جاتا ہے۔کہ سائنس اس کی ذات کو حصہ بن جاتی ہے۔یعنی پہلے یہ ارادی اور اکتسابی عمل تھا۔اور بعد میں یہ غیرارادی عمل ہو گیا۔اب یہ توجہ ثانوی غیرارادی توجہ کہلائے گی۔

۳۔ارادی یا اختیاری توجہ:۔ بچوں کو مدرسے میں ایسی چیزوں کی طرف توجہ دینا پڑتی ہے۔جو بذات خود جبلات اور عواطف کا موضوع نہیں ہوتیں۔بلکہ ارادی طور پر ان کی طرف توجہ مبذول کرانا پڑتی ہے۔مدرسہ کے جملہ مضامین ایسے ہیں کہ طالب علم کو بذات خود داری طور پر ان کی طرف توجہ کرنا پڑتی ہے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان مضامین کو پڑھنے سے امتحان میں کامیابی حاصل کرے۔ملازمت حاصل کرے یا مستقبل میں کسی اچھے پیشے کو اختیار کرے اسی لئے وہ اپنی قوت ارادی پر زور دے کر مضامین کی طرف اپنی توجہ کو رکھتا ہے۔توجہ کی یہ قسم ارادی یا اختیاری توجہ کہلاتی ہے۔

ارادی توجہ کی دو اقسام ہیں۔پہلی قسم وہ ہے۔جس میں صرف ایک ہی دفعہ ارادہ کر لینے سے توجہ ایک خاص کام کی طرف مشغول ہو جاتی ہے۔مثلاً گھڑی ساز ایک گھڑی کو ٹھیک کرنے کا ایک دفعہ ارادہ کرے اور گھڑی کو کھولے تو اس وقت تک کام جاری رکھے جب تک اس کو ٹھیک نہ کرے۔ارادی توجہ کی دوسری قسم یہ ہے جس میں بار بار اپنی توجہ کو اس کام کی طرف مبذول کرنا پڑتا ہے۔مثلاً اک بچے کو انگریزی کی کتاب ختم کرنا ہے۔استاد کو بار بار بچے کی توجہ اس کتاب کی طرف مبذول کرنا پڑے گی۔پھر کہیں وہ کتاب ختم ہوگی۔پورا تدریسی سلسلہ اس قسم کی ارادی توجہ کا محتاج ہے۔جس میں طالب علم اپنی توجہ کو بار بار ارادی طور پر پڑھائی کی طرف مبذول کرتا ہے۔

گلشن اکیڈمی

توجہ کے لئے شرائط:۔

0334-5504551

توجہ کے لئے درج ذیل شرائط ضروری ہیں۔

(۱) شدت مہیج:۔ بعض احساسی تجربے اس قدر شدید ہوتے ہیں۔کہ توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔مثلاً تیز روشنی۔کڑک یا زور کی آواز وغیرہ

Download Free Assignments from

(۲) حرکت:۔ اگر کوئی چیز اچانک متحرک ہو جائے تو فوراً ہماری توجہ اس طرف کھنچ جاتی ہے۔مثلاً کمرے میں کوئی چوہا یا بلی اچانک نکل دوڑے۔یا کوئی بچہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلے تو کمرے میں آرام سے بیٹھے ہوئے باقی سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔رات کے سکون میں کوئی ستارہ ٹوٹے یا کسی وقت اچانک لڑاکا طیارے نمودار ہوں تو وہ ہماری توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔

Solvedassignmentsaiou.com

(۳) تبدیلی:۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں فوری تبدیلی بھی ہماری توجہ کا مرکز بنتی ہے۔مثلاً بس چل رہی ہے اور اچانک کسی اڈہ کے رک جاتی ہے۔تو سب سوار ڈرائیور کی طرف توجہ کرتے ہیں۔وہ لوگ جو کسی ایسی فیکٹری کے پاس رہتے ہیں جو ہر وقت چلتی رہتی ہے۔اگر اچانک کسی خرابی سے بند ہو جائے تو پوری آبادی کے لوگ اس شعور کے ختم ہونے سے متوجہ ہو جائیں گے۔اسی طرح اچانک اور ناگہانی تبدیلی توجہ کا مرکز بنتی ہے۔

(۴) انوکھی چیز:۔ ہر انوکھی چیز اپنی طرف کھینچتی ہے۔اسی وجہ سے بچے ہر نئی چیز کو دیکھتے ہیں۔ریلوے انجن یا ہوائی جہاز بچوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔اور جب بچے اس چیز کو دیکھتے رہنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔تو پھر اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔لیکن وہ دیہاتی لوگ جنھوں نے کبھی گاڑی نہ دیکھی ہو۔شہر کی ہر انوکھی اور نئی چیز ان کی نگاہوں کا مرکز بنتی چلی جائے گی۔

(۵) نمایاں خاصیت:۔ ریڈیو یا ٹی وی پر مختلف قسم کے اشتہارات دکھائے جاتے ہیں۔ہر اشتہار میں کوئی نمایاں خصوصیت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔تاکہ وہ اشتہار لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے۔کاپیوں پر ٹائٹل لگاتے وقت ان میں نیا پن اور کوئی ایسی خصوصیت پیدا کی جاتی ہے۔کہ طلبہ کی نگاہوں کو کھینچ سکے تیز رنگ بھڑکیلا لباس۔بہت باریک لکھائی۔یا ٹیڑھے حروف والفاظ کتاب کے گرد خوبصورت قسم کا حاشیہ' سریلی آواز' کسی فلم کا پوسٹر۔

(۶) تکرار:۔ رات کے وقت کتا بار بار بھونکے یا ریلوے سٹیشن پر گھنٹی بار بار بجے یا فیکٹری کا سائرن بار بار ہو۔تو تکرار کا یہ عمل توجہ کا مرکز بنے گا۔اگر تکرار اس حد تک بڑھے کہ وہ ایک معمول بن جائے تو اس کی اجنبیت جاتی رہتی ہے۔اور یہ تکرار توجہ کو نہیں کھینچتا۔

(۷) دلچسپی:۔ توجہ اور دلچسپی میں گہرا تعلق ہے۔توجہ کو متعلق کرنے والی طاقت دلچسپی ہے۔جو جبلات اور عواطف سے آئی ہے۔کسی چیز کے ساتھ دلچسپی رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس چیز کی طرف متوجہ ہونے پر آمادہ ہیں۔مثلاً اگر ہمیں فلسفہ کے مضمون سے دلچسپی ہے تو جہاں کہیں فلسفہ کے کسی مسئلہ پر بحث ہوگی ہم اس میں دخل دینے کے لئے بیتاب ہوں گے اور دوسروں کو فلسفہ کے اپنے علم سے مرغوب کرنے کی کوشش کریں گے۔چلتی ہوئی بس میں پرزوں کی خاص آواز ڈرائیور کی توجہ کو کھینچتی ہے۔نہ کہ عام لوگوں کی توجہ کو۔چنانچہ جس کام یا مضمون میں کس شخص کو زیادہ دلچسپی ہوگی وہ اسی کام یا مضمون میں زیادہ وقت توجہ رہے گا۔

(۸) انحراف توجہ سے بچنا:۔ توجہ کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے عوامل سے بچا جائے جو انحراف توجہ کا موجب بنتے ہیں۔ارتکاز توجہ کا کم ہونا انحراف توجہ کہلاتا ہے۔انحراف چند اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔سب سے پہلے انحراف میں شخصیت کا دخل ہوتا ہے۔بعض اشخاص مثلاً مالی خولیا کے مریض فطرتاً کسی چیز کی طرف چند سیکنڈ سے زیادہ توجہ نہیں دے سکتے۔انحراف کے پیدا ہونے کا ایک اور سبب انحرافی مہیجات کی شدت ہے مثلاً شور وغل جتنا زیادہ ہوگا۔اتنی ہی کام سے توجہ ہٹتی چلی جائے گی۔انحراف کو دور کرنے کے لئے درج ذیل طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے اسائمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے پی ایچ ڈی تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(الف)انحراف پیدا کرنے والے اسباب کو مغلوب کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ عواطف کا نظام مکمل ہو۔قوت ارادی مضبوط ہو۔وہ شے جس کی طرف توجہ مبذول کرنا ہے دلچسپ ہو۔بچوں کے سبق کی طرف توجہ مبذول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سمعی بصری طریقہ ہائے ابلاغ کا استعمال کیا جائے۔ اس طرح بچہ کو توجہ سبق سے منحرف نہ ہوگی۔

(ب)انحراف پیدا کرنے والے اسباب کی طرف متوجہ نہ ہونے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔مثلاً ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعے اسباق پڑھائے جائیں۔یا ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی،وی سی آر کا استعمال کر کے سبق پڑھائے جائیں۔اور عادی ہو جانے کے بعد ریڈیو،ٹی وی،ٹیپ ریکارڈ یا وی سی آر پروگراموں کی طرف توجہ کئے بغیر پڑھنے لکھنے میں مشغول رہ سکتے ہیں۔

(ج)انحراف پر غالب آنے کا ایک اچھا ذریعہ یہ ہے کہ اصل توجہ طلب کام کو انحراف پیدا کرنے والے اسباب کے ساتھ پیوستہ کر دیا جائے۔مثلاً پڑھنے کے ساتھ ہلکی آواز میں ریڈیو چلتا رہے یا موسیقی کے ساتھ ٹائپ کریں۔تو یہ لکھنے پڑھنے یا ٹائپ کرنے کے اعمال انحراف پیدا کرنے والے اسباب کے ساتھ پیوستہ ہو جائیں گے۔اور انحراف میں تبدیل ہو جائے گا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

جواب: تنظیم مدرسہ سے مراد: تھیوڈر کپلو (Theodore Caplow) کے مطابق تنظیم ایک ایسا معاشرتی نظام ہے جو اپنی غیر مبہم اور اجتماعی شناخت رکھتا ہے۔یہ اراکین تنظیم کے واضح ڈیوٹی چارٹ، با مقصد پروگرام اور اراکین کے تبادلوں کے طریقہ کار پر مشتمل ہوتا ہے ایک خاندان' کوئی سیاسی پارٹی' ایک پلاٹون یا فوج کی رجمنٹ' کوئی بنک' ایک سرکاری محکمہ وغیرہ یہ سب تنظیم کی مثالیں ہیں۔تمام تنظیمیں بیرونی خطرات کے مقابلے میں اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہے۔اور ہمیشہ اپنے وقار کو بلند رکھنے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔

کچھ معاشرتی نظام ایسے بھی ہیں جو تنظیم کے زمرے میں نہیں آتے۔جیسے مختلف انجانی نسلیں اور نسلی گروپ (ان کے با مقصد پروگرام نہیں ہوتے)۔مختلف معاشرتی طبقے (ان کی اجتماعی شناخت غیر مبہم نہیں ہوتی۔افراد اور جوڑے وغیرہ تنظیم خیال نہیں کیے جاتے، کیونکہ ان میں باہمی تعامل کسی واضح منصوبے کے تحت نہیں ہوتا جیسے کسی فوج کی پلاٹون یا کسی سرکاری محکمے میں ہوتا ہے۔

ان کے دور میں کسی قوم کو ہم تنظیم کا نام نہیں دے سکتے لیکن مملکت ایک تنظیم ہے کوئی انبوہ یا گروہ اگر مجموعی طور پر اپنی پہچان کروانے اور اپنے عملی پروگرام ترتیب دے لے تو یہ انبوہ یا گروہ تنظیم بن جاتا ہے۔

کسی انتظامی ڈھانچے کے تحت منظّم طریقے سے موزوں روابط کے قیام کا عمل تنظیم کہلاتا ہے۔جب کسی سکول کا انتظامی یونٹ مناسب طریقے سے منظّم کیا گیا ہو تو امور کی انجام دہی، معمولات کی تشکیل ،مختلف ذمہ داریوں کے لیے موزوں افراد کے انتخاب اور با صلاحیت عملہ کو مناسب فیصلے کرنے کے ذرائع میسر آتے ہیں۔

ایک موثر تنظیم میں امور بخوبی اور سبک روی سے انجام پاتے ہیں۔جب کہ ایک غیر موثر تنظیم میں غیر اہم امور کے انجام پانے اور اہم امور کے نظر انداز کیے جانے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ **تنظیم کی اہمیت:** موثر تعلیمی نظام اور بہتر تعلیم کے لیے سکول کی تنظیم بڑی اہم ہے۔یہ ایک ذریعہ ہے جس کی ہدایات سکول کا روزمرہ کا کام چلانے اور اسے موثر طور پر آگے بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔درحقیقت اس تنظیم کی اہمیت نصاب ،وقت نامے،امدادی ساز وسامان وغیرہ سے کہیں زیادہ ہے۔اس لیے کہ ایک اچھی تنظیم کی عدم موجودگی میں نصاب، وقت نامے، امدادی ساز وسامان دیگر عوامل کے موثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اسکول کی کارکردگی اور دیگر سرگرمیوں کی کامیابی کا انحصار عمدہ تنظیم پر ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسکول کے پورے نظم و نسق میں تنظیم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

موثر تعلیم کے لیے اسکول کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔کام کے سلسلے میں یہ ایک پس منظر کا کام دیتی ہے اور نئے تجربات کے لیے تحریک کا کام سرانجام دیتی ہے۔اس کی بدولت ہی ایک معلم اپنی صلاحیتوں کو نہ صرف بروئے کار لاتا ہے بلکہ اس کی جملہ صلاحیتوں کی نشوونما بھی ہوتی ہے۔تنظیم ایک ایسا محرک ہے جس کی بدولت اسکول کی زندگی کے مختلف شعبوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے اور ان سے کما حقہ استفادہ کیا جا سکتا ہے اگر یہ عنصر نہ ہو تو اسکول کی زندگی کی اکائی منتشر ہو کر رہ جائے۔چنانچہ ایک اچھی تنظیم کا خاصہ یہ ہے کہ وہ

(۱) ایسا پس منظر تیار کرے اور ایسے حالات پیدا کرے جن کی بدولت روزمرہ کا کام باآسانی پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔

(۲) نئے تجربات کے لیے نقطہ آغاز کا کام دے تاکہ تحریک کی بدولت نئی نئی راہیں تلاش کر کے اسکول کی زندگی کو موثر بنایا جا سکے۔

(۳) استاد کو اس قابل بنائے کہ وہ تعلیمی سہولیات کا بہتر استعمال کرے تاکہ بچوں کی بہترین نشوونما ہو سکے۔

(۴) اسکول کے اندر موجود مختلف عناصر میں ہم آہنگی پیدا کرے۔

تعلیمی کوششوں کا ثمر تعلیمی مقاصد کا حصول ہے اور ان مقاصد کا حصول صرف اور صرف تنظیم کی بدولت ہی ممکن ہے۔چونکہ تعلیمی تصورات اور مقاصد تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔اس لیے ایک اچھی تنظیم کے لیے لچک دار ہونا بھی ضروری ہے۔تصورات ہمیشہ سے حرکی ہوتے ہیں اور معاشرتی ضروریات کے ماتحت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔چنانچہ تنظیم کو لچک دار اور رواں ہونا چاہیئے۔اگر تنظیم میں لچک نہیں اور وہ جامد و ساکن ہے تو تعلیمی نظریات اور عملی کام کے درمیان ایک خلیج حائل رہے گی۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی الف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

اسکولوں کی تنظیم وتربیت اس لیے کی جاتی ہے کہ بچوں کی تعلیم کی منصوبہ بندی نہایت کفایت سے کی جا سکے اور تعلیم موزوں رفتار، اعتدلال اور کفایت سے مہیا کی جا سکے۔ مختلف قسم کی تنظیم کے ماتحت اچھے سکولوں کا قیام اور اچھی تعلیم کا حصول ممکن ہے اس لیے کہ تنظیم کا انحصار معاشرتی ڈھانچے پر ہے۔ ایک معاشرے میں ایک قسم کی تنظیم سے بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ کہ دوسرے معاشرے کے لیے یہ تنظیم موثر اور قابل عمل نہ ہو۔ لہٰذا ایک معاشرتی عمل میں ایک مخصوص قسم کی تنظیم سے ہی تعلیمی مقاصد کا حصول ممکن ہے۔

تنظیم مدرسہ کے مقاصد: تنظیم مدرسہ کے چند اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

1- **بچوں اور جوانوں کی تعلیم وتربیت کرنا:** سکول کی تنظیم میں یہ مقصد کارفرما ہے کہ بچوں اور جوانوں کو مناسب انداز میں تعلیم فراہم کر کے ان کی تربیت کی جائے اور تعلیم کی فراہمی کا یہ کام بہت پیچیدہ ہے۔ اس میں مادی اور انسانی عناصر کارفرما ہیں لہذا ایک اچھی تنظیم کا مقصد ایک اچھے تعلیمی پروگرام کے جملہ عناصر کو ہم آہنگ کر کے با مقصد بنانا ہے۔

2- **منصوبہ بندی کرنا:** تنظیم کا مقصد منصوبہ بندی کرنا ہے جو کہ ہر تنظیم کیلئے روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ اس کی تعریف کرتے ہوئے عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ کسی منصوبے یا کام کا بتدریج عمل ہوتا ہے چنانچہ ایسے سب اخراجات کا تخمینہ سکول کی آمدنی کے مطابق ہونا چاہیئے تا کہ منصوبے کے تحت میزانیئے کا عمل کارفرما ہے۔

3- **جماعت بندی کرنا:** سکول کے نظام کا محور و مرکز طلباء کا داخلہ اور ان کی جماعت بندی ہے۔ تنظیم مدرسہ کے ضمن میں جماعت بندی کو اولین حیثیت حاصل ہے اور جماعت کو تعلیم کے عمل کیلئے اکائی تصور کیا جاتا ہے چنانچہ اس کی تشکیل کیلئے خاص توجہ احتیاط اور لگن کی ضرورت ہے لہذا جماعت صرف بچوں کا مجموعہ ہی نہیں ہے جس کو انتظامی سہولت کیلئے یکجا کر دیا گیا ہو بلکہ جماعت کے ارکان باہمی دلچسپی کامیابیوں اور مشترکہ مقاصد کے رشتوں میں ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

جماعتی ضروریات وسہولیات: موثر جماعتی تنظیم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جماعت کے اندر جملہ سہولیات موجود ہوں اگر طلباء کی تعداد کی مناسبت سے فرنیچر پنکھے اور ہوا دھوپ کا گزر نہ ہو تو انتظامی مسائل پیدا ہوتے ہیں لہذا تدریسی عمل کو موثر بنانے کیلئے موثر جماعتی تنظیم ضروری ہے اور اس کیلئے امدادی اشیاء مثلاً تختہ سیاہ چارٹ وغیرہ کمرہ جماعت کیلئے ضروری ہیں لہذا ان کی فراہمی جماعتی تنظیم کی کامیابی کی دلیل ہے عدم تنظیم کے باعث تدریس غیر موثر ہوگی۔

5- **تعلیمی مقاصد کا حصول آسان ہوتا ہے:** تعلیمی تنظیم کی بدولت تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ ہر چیز اور پروگرام کے بارے میں پہلے سے منصوبہ بندی کی ہوتی ہے اور اس کی روشنی میں منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہوتا ہے۔

6- **احساس ذمہ داری کا بیدار ہونا:** تعلیمی تنظیم کی بدولت سکول کے ہر رکن سے کام لینا آسان ہو جاتا ہے اور دوسرے ساز وسامان اور اعانتوں کا مناسب استعمال ہوتا ہے۔ لہذا وقت، صحت اور توانائی کا ضیاع نہیں ہوتا۔ نظم وضبط اور صحت پر فیصلہ کرنے یا عمل کیلئے ہر فرد تیار رہتا ہے۔

7- **تدریسی اور غیر تدریسی سرگرمیاں منظّم:** تنظیم کی بدولت تمام تدریسی اور غیر تدریسی سرگرمیاں منظّم ہو جاتی ہیں اور ہر فرد اپنی اہلیت کے مطابق ان میں حصہ لے کر ان کو کامیاب بنانے میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

8- **اہل کاروں کا تقرر:** تعلیمی تعلیمی تنظیم کے مقاصد میں سے ایک مقصد اہل کاروں کا تقرر اور ان کی کارکردگی ہے لہذا کسی بھی کام کی تنظیم کیلئے عملے کی تنظیم اور ان کی تربیت بہت ضروری ہے۔

9- **ہدایات جاری کرنا:** تعلیمی تنظیم کا مقصد اختیارات کا استعمال اور ہدایات جاری کرنا ہے منصوبہ بندی کا اس وقت تک کچھ فائدہ نہیں جب تک ہدایات اور اختیارات کا ٹھیک ٹھاک استعمال نہ کیا جائے ہدایات اور اختیارات کے استعمال سے منصوبوں اور فیصلوں پر عمل درآمد کرنے میں مدد ملتی ہے۔

10- **میزانیہ تیار کرنا:** تعلیم تنظیم کا ایک مقصد میزانیہ یا بجٹ تیار کرنا ہوتا ہے مثلاً اخراجات کے تخمینے کا اندازہ کرنا۔ حساب کتاب رکھنا اور کنٹرول کرنا، سکول کی بعض سرگرمیاں فوری توجہ کی طالب ہوتی ہیں جبکہ بعض پر آہستہ آہستہ خرچ کیا جاتا ہے۔

11- **مختلف عوامل میں توازن:** تنظیم کی موجودگی مختلف عوامل میں توازن پیدا کرتی ہے اور ان کی کارکردگی کو موثر بناتی ہے اور نتائج کے حصول کی بھی ضمانت دیتی ہے اس کی بدولت ایک شکستہ عمارت کو عالی شان محل میں تبدیل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

تنظیم مدرسہ کے فوائد: تنظیم مدرسہ کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں۔

۱۔ تنظیم کی بدولت اسکول اور جماعتی سرگرمیاں فعال ہوتی ہیں اور ہر کام سلیقے سے سرانجام پاتا ہے۔ کارکردگی روز افزوں ہوتی ہے۔ اور الجھنوں سے آہستہ آہستہ نجات مل جاتی ہے اور مسائل حل کر لیے جاتے ہیں۔

۲۔ تنظیم کی بدولت تمام تدریسی اور غیر تدریسی سرگرمیاں منظّم ہو جاتی ہیں اور ہر فرد اپنی اہلیت، پسند اور مرضی کے مطابق ان میں حصہ لے کر ان کو کامیاب کرنے میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

۳۔ اس کی بدولت مدرسے کے قیام کے مقاصد اور تعلیمی وسماجی مقاصد کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

۴۔ چونکہ تنظیم میں کام کی تقسیم منصوبے کا ایک اہم پہلو ہوتی ہے۔ اس لیے ہر فرد اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے کام بجا لاتا ہے اور چونکہ تمام ضابطے اور اصول طے شدہ ہوتے ہیں لہٰذا ان کی پابندی آسان ہو جاتی ہے۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۵۔ تنظیم کی بدولت خودمختاری کوفروغ حاصل ہوتا ہے۔ بچے اوراساتذہ دل لگا کر اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔

۶۔ تنظیم کی بدولت خوشگوار اور دیرپا تعلقات قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اساتذہ کے درمیان، بچوں اوراساتذہ کے درمیان اور صدر معلم اوراساتذہ کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۷۔ تنظیم کی بدولت اسکول کے ہر رکن سے مناسب کام لینا آسان ہوجاتا ہے اوردوسرے ساز وسامان اوراعانتوں کا مناسب استعمال ہوتا ہے۔ وقت محنت اورتوانائی کا ضیاع نہیں ہوتا۔ نظم وضبط اور محنت جیسے خواص پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

تنظیم کی موجودگی مختلف عوامل میں توازن پیدا کرتی ان کی کارکردگی کوموثر بناتی اور نتائج کے حصول کی ضمانت دیتی ہے۔ اس کی بدولت ایک شکستہ عمارت کوعظیم الشان محل میں تبدیل کرنا ممکن ہوجاتا ہے۔

سوال نمبر 30 :۔کم عقل بچوں کی علامات، اسباب اورتدارک بیان کریں۔ نیز ان بچوں کے لیے ایک تعلیمی پروگرام تجویز کریں۔

جواب: کم عقل بچے: کم عقل بچے وہ ہوتے ہیں جن کی ذہانت اتنی زیادہ کم ہوتی ہے کہ وہ مدرسے کی تعلیم سے خاطر خواہ طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتے ان کا مقیاس ذہانت 70 سے کم ہوتا ہے اس طرح کے بچوں کی تین اقسام ہیں۔(1) مضبوط العقل بچے (2) فاطر العقل بچے (3) ضعیف العقل بچے۔ ایسے بچے اپنی خامی یا دوسروں کے غلط رویے کی وجہ سے کم اعتمادی احساس کمتری جذباتی ومعاشرتی عدم مطابقت کا شکار ہوجاتے ہیں۔

کم عقل بچوں کیلئے تعلیمی پروگرام: ان کیلئے الگ ادارے بنائے جائیں لیکن وسائل کی کمی کی صورت میں استاد کو چاہئے کہ وہ گروپ بندی کر کے انکی تعلیم کا اہتمام کرے ایسے کم عقل بچوں کا الگ گروپ بنا کر خصوصی مہارت کے حامل استادوں کو ان کے پڑھانے کیلئے مقرر کرے۔ اگر علیحدہ گروپ بندی ممکن نہ ہو تو استاد کو چاہئے کہ وہ کلاس کے اندر ان کو زیادہ وقت دے ان کیلئے طریقہ تدریس دلچسپ اور منفرد ہو نصاب بھی مخصوص ہو سبق پڑھاتے ہوئے تختہ سیاہ اور چارٹس کا استعمال استاد کرے کھیل کھیل میں ان کو تعلیم دی جائے ان کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے اور ان کے ساتھ معقول رویہ اختیار کیا جائے۔ ان پر بے جا پابندیاں نہ لگائی جائیں اگر ان بچوں کی صحیح طرح تعلیم وتربیت نہ رہے گی تو انکی ذہنی جسمانی اور معاشرتی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

3 - مضطرب بچے اوران کے تعلیمی مسائل: ایسے بچے جن کے جذبات میں اضطراب ہو وہ مستقل پریشانی کھڑی کرتے رہتے ہیں۔ ان کا کردار مدرسے میں غیر متوازن ہوتا ہے یہ بچے ضدی، غصیلے اور جھگڑالو ہوتے ہیں اس قسم کا بچہ والدین بہن بھائیوں اوراساتذہ پر بے جا شبہ کرنے لگتا ہے اوراچھی باتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے جب مضطرب بچوں کی پہچان ہوجائے تو ان کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے استاد کو چاہئے وہ پیار محبت سے ان کو پڑھائے اس کے علاوہ والدین بھی اس پر اعتماد کریں ہر بچے کو کوئی نہ کوئی ذمہ داری دی جائے والدین کو چاہئے کہ وہ ان کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھیں۔ والدین اور بچوں کے تعلقات میں ڈر اور خوف نہ ہو جذبات کو مفید بنانے کیلئے ضروری ہے کہ ان کو صحیح رخ دیا جائے اس کے علاوہ پریشان حال بچوں کی رہنمائی کیلئے نفسیاتی کلینک بھی موجود ہونا چاہئے۔

4 - معذور بچے: یہ بچے کسی نہ کسی جسمانی نقص میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کے لئے الگ ادارے خصوصی نصاب اور خصوصی تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہونے چاہیں۔

معذور بچوں کی اقسام: درج ذیل ہیں

(1) اپاہج (لولے اور لنگڑے بچے) (2) اندھے اور ناقص بینائی والے بچے

(3) بہرے اور ناقص سماعت والے بچے (4) گونگے اور ناقص نطق والے بچے۔

یہ تمام تر بچے تعلیمی پس ماندگی کا شکار رہتے ہیں ان کیلئے الگ ادارے ہونے چاہیں اور خصوصی تربیت کے حامل اساتذہ ان کو پڑھانے پر مامور ہوں۔

5 - بھگوڑے اورآوارہ بچے: ایسے بچے بے مقصد گھومنے پھرنے کے شیدائی ہوتے ہیں اور جب والدین اوراساتذہ ان پر توجہ نہ دیں تو وہ آوارہ ہوجاتے ہیں بھگوڑے پن کے متعدد اسباب ہوسکتے ہیں مثلاً بچے کی صحت کا خراب ہونا گھر میں مناسب توجہ نہ ملنا۔ گھریلو ناچاقی، اساتذہ کا حد سے زیادہ ڈرانا اور سزا دینا اوراس کی روک تھام کیلئے ضروری ہے کہ اساتذہ اور والدین کا رویہ بچے کے ساتھ مشفقانہ ہو بچے کو پڑھائی کے ساتھ آزادی بھی دی جائے کہ وہ فارغ وقت میں کھیلے بعض دفعہ کوئی بچہ اتفاقاً بھگوڑا ہوجاتا ہے مثلاً صبح اگر دیر سے ناشتہ ملا ہے اور یہ خوف ہے کہ استاد سزا دے گا تو وہ سکول کی بجائے کسی پارک میں چلا جاتا ہے جہاں چھپ کر وہ دن گزارتا ہے اور چھٹی کے وقت گھر چلا جاتا ہے لیکن گھر والوں کو نہیں بتاتا۔ استاد کو چاہئے کہ وہ کمرہ جماعت میں بچوں پر خصوصی توجہ دے۔

6 - جرائم پیشہ بچے: جدید نفسیات کی رو سے جو بچہ کسی نفسیاتی وجہ سے غلطی بار بار کرتا ہے اور یہ غلطی اتفاقی نہیں ہوتی بلکہ کسی نفسیاتی وجہ سے ہوتی ہے ایسے بچے معاشرے کے سماجی اوراخلاقی قوانین سے باغی ہوتے ہیں اور قوانین کو خوشی سے توڑتے ہیں خصوصاً گھر اور سکول کے اصولوں کو توڑ کر خوشی محسوس کرتے ہیں ایسے بچے بعض دفعہ جنسی بے راہ روی کا شکار بھی ہوجاتے ہیں وہ فضول باتیں کرنے کے ساتھ فضول حرکات بھی کرتے ہیں ان کے اندر جذبہ انتقام زیادہ ہوتا ہے ان کے جرائم کے اسباب درج ذیل ہیں۔

(1) ناقص تربیت (2) فطری جبلتوں کی شدت (3) جذباتی زندگی میں عدم توازن (4) مجرمانہ خاندانوں کے بچے (5) ذہنی مجبوریاں مثلاً پھسڈی اور کند ذہن بچے (6) نقصان دہ عادات مثلاً تمبا کونوشی اور سیمنا بینی (7) بلوغت کا دور (8) ناسازگار خاندانی حالات مثلاً سوتیلی ماں کا سلوک یتیمی اور سر پرست کا توجہ نہ دینا (9) خاندانی ماحول کے اثرات (10) تفریحی سہولیات کا فقدان (11) جسمانی لاغری کے متعلق خاندانی روایات (12) خاندانی بیماریاں (13) جذباتی توازن کا ناقص ہونا

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

(14) بچے کی اپنی جسمانی توانائی

7- بگڑے ہوئے بچے: ان کیلئے تین ادارے کارگر ثابت ہوتے ہیں (الف) گھر (ب) مدرسہ (ج) معاشرہ

سوال نمبر 31:۔ جائزہ اور امتحان میں کیا فرق ہے؟ سکولوں میں جائزہ کے مقاصد بیان کریں۔

جواب: جائزہ: جائزے کا عمل زندگی میں اس طرح شامل ہے کہ کوئی بھی شعبہ اس سے خالی نظر نہیں آتا آپ ملازم ہیں دوست بنائیں لوگوں سے ملیں خرید و فروخت کریں لین دین کریں ہر جگہ اور ہر موقع پر جائزہ لیتے ہیں یا آپ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

امتحان: درس و تدریس کے عمل میں جائزہ لینے کیلئے امتحان خصوصی اہمیت رکھتے ہیں ایک طالب علم سکول کے مضامین کسی حد تک پڑھ رہا ہے اور اس کی تعلیمی ترقی کی رفتار کیا ہے دوسرے طلباء کے مقابلے میں اس کی کارکردگی کیسی ہے کیا اس کو ایک جماعت سے دوسری جماعت اور ایک گروپ سے دوسرے گروپ میں ترقی دی جا سکتی ہے ایسے بہت سے مواقع ہیں جہاں ایک طالب علم کی عملی صلاحیت کا جائزہ لینا ضروری ہو جاتا ہے درس و تدریس کے عمل میں جائزہ لینے کے لئے جو طریقے اور پیمانے استعمال ہوتے ہیں ان کو امتحان کہا جاتا ہے۔

امتحان کی اہمیت: تعلیم و تدریس میں امتحان کو ہمیشہ سے خاص مقام حاصل رہا ہے تعلیم کے بدلتے ہوئے مقاصد اور نئے نظریات کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت میں اضافہ ہوتا رہا ہے چنانچہ موجودہ دور میں امتحان محض طلباء کی علمی استعداد کے جائزے کا عمل نہیں بلکہ درس و تدریس میں اس کی حیثیت معاون کی بھی ہے۔

کاشان اکیڈمی

جائزے کا مقام: امتحانات کے آغاز پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو اور افلاطون کے زمانے میں بہت سے ایسے طریقے استعمال میں تھے جن سے وہی کام لیا جاتا تھا جو فی زمانہ باقاعدہ امتحانات سے لیا جاتا ہے امتحانات کو باقاعدہ نفسیاتی طریقوں کے استعمال کی ابتداء انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی اور انیسویں صدی کے پہلے ربع میں اس کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔

0334-5504551

2- الفرڈ بینٹ: نے فرانس میں دماغی طور پر معذور اور کمزور بچوں کا ذہنی معیار معلوم کرنے کیلئے چند کام تجویز کئے اور اس کے کام سے نفسیاتی ذہانت کا سب سے موثر ٹیسٹ مرتب ہوا۔

Download Free Assignments from

3- جرمنی میں ولیلم ونڈٹ: نے تجرباتی نفسیات کی لیبارٹری بنائی اور عام اصولوں سے تجرباتی طریقوں کی بنیاد پڑی۔

4- انگلینڈ میں فرانس گالٹن: نے ڈارون کے آغاز انواع سے متاثر ہو کر انسانوں کے ذہنی معیار میں ذاتی اختلافات کا استعمال کیا اور کارل پیرسن نے بیسویں صدی میں جائزہ اور امتحانات کے طریقوں کو ترقی دی۔

Solvedassignmentsaiou.com

بیسویں صدی: جائزہ اور امتحانات کے جدید طریقوں میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے ذہنی معیار کو صحیح طریقے سے پرکھنے کیلئے ٹیسٹ بنائے جاتے ہیں اور باقاعدہ تحقیق سے ان کو معیاری بنایا گیا اسکولوں میں بھی امتحانات کے پرانے طریقوں پر تحقیق کے ذریعے جدید طریقے اخذ کئے جا رہے ہیں اور ان کے نتائج سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جا رہا ہے۔

پاکستان میں جائزے کے طریقے: پاکستان میں شروع ہی سے مضمون نگاری کا طریقہ امتحان رائج ہے۔ اور اب ثانوی کلاسز سے لے کر اعلیٰ کلاسوں تک اسی طرز کے امتحانات کا رواج ہے طلباء کے ذہنی معیار کو اسی طریقہ امتحان سے پرکھا جاتا ہے لیکن اس قسم کے طریقہ امتحان میں چند خامیاں ہیں جن کی وجہ سے ان سے استفادہ کرنا مشکل ہے مغربی اور ترقی یافتہ ممالک میں تجزیہ اور تحقیق سے جدید طرز کے امتحانات روز بروز ترقی کر رہے ہیں مگر پاکستان میں ابھی تک ان کی اچھی طرح سے بنیاد نہیں پڑی جس کی وجہ یہ ہے کہ اساتذہ ابھی تک جدید امتحانات سے نا آشنا ہیں معیاری امتحانات کا ارتقاء بھی اساتذہ کے امتحانات سے عمل پذیر ہوتا ہے ان کی بنیاد پرائمری جماعتوں سے پڑتی ہے اگر امتحانات کے نتائج کو اعتباری بنانا ہے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا ہے تو امتحانات کے جدید طریقوں کا استعمال ہر درجے میں ناگزیر ہے۔ اساتذہ کا جدید طریقوں سے امتحانات مرتب کرنا بے حد ضروری ہے۔

جائزے کی اہمیت: کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے۔

1- پیشن گوئی: امتحانات کے نتائج سے کسی طالب علم کی ذہانت کا اندازہ لگا کر اس کی آئندہ تعلیم میں کارکردگی سے متعلق پیشن گوئی کی جاتی ہے۔ ثانوی امتحانات کے نتائج میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی طالب علم آگے تعلیمی کام کس حد تک کر سکتا ہے یا اس کی روزمرہ زندگی میں کام کرنے کی صلاحیت کتنی ہو سکتی ہے۔ ان امتحانات کے نتائج پر ہی تعلیمی اور فنی اداروں میں داخلے کا تعین کیا جاتا ہے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں میں چناؤ کیلئے بھی ثانوی امتحانات کے نتائج کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ ان امتحانات کے نتائج کو آئندہ کام کی پیشن گوئی کیلئے تعلق کے اصول کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ امتحان کے نتائج کا آئندہ کام کے شعبے کے ساتھ تعلق معلوم کیا جاتا ہے اگر یہ تعلق مثبت ہو تو یہ پیشن گوئی جاتی ہے کہ امتحان میں بہتر نتائج حاصل کرنے کے امکانات ہیں۔

2- تشخیص: سکول کے امتحانات کا دوسرا اہم استعمال طلباء کی کسی خاص مضمون یا شعبے میں کامیابی یا ناکامی کی تشخیص ہے۔ امتحانات کے نتائج سے ہی کسی طالب علم کی امتیازی صفات یا کارکردگی کے مضبوط نکات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ اس کی ذاتی صلاحیتیں، خوبیاں اور خامیاں معلوم کی جا سکتی ہیں مخصوص کمزوریوں کی وجوہات معلوم کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تعلیم کے عمل میں تشخیص کمزوریوں کا علاج اور صلاحیتوں کا بہتر استعمال ایک ضروری جزو ہے کسی طالب علم کی قابلیت کی تشخیص کیلئے اس کی مختلف امتحانات اور مضامین میں اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے تشخیص سے کسی طالب علم کی کارکردگی میں اصلاحی کام سے اس کی کمزوریاں رفع کر کے اس

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کی بہتر رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

3- تحقیق: امتحانات کے نتائج کا تیسرا اہم استعمال تحقیق ہے جس سے دورس نتائج حاصل ہورہے ہیں تعلیمی کام میں تحقیق کی اہمیت روز بروز بڑھتی جارہی ہے امتحانات کے نتائج کا استعمال پیشن گوئی یا تشخیص کیلئے صرف اسی صورت مفید ہوگا جبکہ تحقیق سے ان امتحانات کے نتائج کا صحیح ہونا ثابت ہوساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ تحقیق سے ہی ان کا کسی شعبے میں استعمال کا جواز معیاری ہوتا ہے۔

4- جماعت بندی اور رہنمائی: باقاعدہ اور مسلسل جائزے کے ذریعے سے سکول میں ہر طالب علم کی کارکردگی اور معیار کی رپورٹ پر اس کو موزوں جماعت اور گروپ میں رکھا جاسکتا ہے جس میں اس کی تعلیم بہترین انجام پاسکے جائزہ جس قدر صحیح اور سیر حاصل ہوگا اتنا ہی طلباء کی لیاقت اور رجحانات کے مطابق اس کی رہنمائی بہترین طریقے سے کی جاسکتی ہے۔

5- جماعتی ترقیاں: امتحانات کا سکولوں میں سب سے اہم استعمال اگلی جماعتوں میں طلباء کو ترقی دینا ہے طلباء کے ذہنی معیار اور کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے امتحانات بہترین ذریعہ ہیں امتحانات کے نتائج سے ہی اساتذہ طلباء کو اگلی جماعت میں ترقی دیتے ہیں اسکولوں میں تو سالانہ امتحانات حقیقتاً اسی کام کیلئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ جماعت بندی کی جاسکے اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ امتحانات کو بہتر بنایا جائے تا کہ ان کا جواز بھی ہو اور ان کے نتائج صحیح اور اعتباری ہوں۔

6- طلباء کے کام کرنے کی تحریک: چونکہ چونکہ امتحانات کے نتائج پر ہی طلباء کی تعلیمی ترقی اور ان کے مستقبل کا انحصار ہے اس لئے امتحانات کیلئے تیاری ہی ایک طرح سے تعلیم کا مقصد بن کر رہ گئی ہے۔سکولوں میں تعلیم وتدریس کا معیار بھی طلباء کی تعلیم کا سب سے موثر محرک امتحان ہی ہے۔طلباء زیادہ دلچسپی اس وقت لیتے ہیں جب انہوں نے امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔اگر کسی مضمون کا امتحان نہ ہو تو طلباء تیاری نہیں کرتے چونکہ امتحان کا مقصد ہی تعلیم کے طور پر لیا جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ امتحانات اس طرز کے ہوں کہ ان کا جواز بھی ہو اور ان کے نتائج پر اعتبار بھی کیا جاسکے۔ساتھ ہی اس کی تیاری میں طلباء کا تعلم صحیح ہو۔

7- نصاب کی تبدیلیاں: نصاب کی تبدیلیاں عمل میں لانے کیلئے امتحان کے سوالات پر انحصار کیا جاتا ہے۔امتحانات طلباء کیلئے کام کرنے کے لئے رہنمائی کا کام بھی کرتے ہیں ساتھ ہی اساتذہ بھی اس قسم کے سوالات پر زور دیتے ہیں۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، ایم ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی تمام اسائنمنٹس ہماری ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں یا ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ میں رہنمائی کے لیے رابطہ کریں۔